قیامت کے دس مرحلے

مولف

محمد محمدی اشتہاردی

مترجم

سید محمد حسن عابدی

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

اس کتاب کے جملہ حقوق ناشر کے حق میں محفوظ ہیں

کتاب کا نام: قیامت کے دس مرحلے

مولف: شیخ محمد محمدی اشتہاردی

مترجم: سید محمد حسن عابدی

کمپوزنگ: سید محمد ہادی عابدی

ناشر: مصباحُ الھُدیٰ فاؤنڈیشن

تاریخ نشر:

تعداد:

قیمت:

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

فہرست مطالب

قیامت کی اہمیت ۱۵

قیامت کی یاد سے عبرت حاصل کرنا ۱۶

حارثہ بن سراقہ کا قیامت کو یاد کرنا ۱۸

حضرت سلمان کا قیامت کو یاد کرنا ۲۰

اس شخص کا عالی مقام جو قیامت کی یاد میں رہتا ہے.................. ۲۳

موت یا ابدی زندگی کا دروازہ... ۲۴

قیامت کا مرحلہ... ۲۵

حضرت علی(ع) کی نگاہ میں موت کے بعد کا منظر.......................... ۲۶

قیامت کا پہلامرحلہ ۲۹

قرآن کی نگاہ میں قیامت کے نزدیک ہونے کی علامات ۳۰

روایات میں قیامت کے نزدیک ہونے کی دس نشانیاں ۳۳

قرآن میں قیامت کے دن کی مقدار ٣٥

قرآن میں قیامت کے دن کی تعریف.. ٣٦

قیامت کے آغاز ہونے کی علامات ٣٩

کفار کی بدحالی اور مؤمنین کی خوشحالی کا دن.. ٤١

حضرت ابرہیمؑ اور ماریا کا قیامت کی سختی سے نجات کی دعا کرنا ٤٢

حضرت علی(ع) کا قیامت کو یاد کرتے ہوئے دعا کر نا........................ ٤٣

قیامت کادوسرا مرحلہ :صور کے پھونکے جانے کاہے........................ ٤٥

اسرافیل صور پھونکنے والافرشتہ.. ٤٦

قرآن میں صور پھونکے جانے کا ذکر ٤٦

صور پھونکے جانے کی تعداد ٤٧

صور پھونکے جانے کی آواز کس طرح زندہ و مردہ ہونے کا سبب بنے گی؟ ٤٨

صور پھونکے جانے کی آواز سے لوگوں کا غافل گیر ہوجانا........................ ٤٨

امام سجاد(ع) کاصور پھونکے جانے کے دن کویاد کرکے گریہ کرنا ٤٩

قیامت کاتیسرا مرحلہ: قبر سے خارج ہونے کا ہے ٥١

مؤمن کو خوش کرنے کا نتیجہ.. ٥٥

قیامت کے دن برہنہ اُٹھائے جانے کا خوف ٥٦

میدان محشر میں نور آل علی(ع) کا چمکنا................................ ٥٨

میدان محشر میں لوگوں کا اپنے اپنے امام کے پیچھے حرکت کرنا.................. ٥٩

حضرت فاطمہ زہرا(س)کا میدان محشر کو یاد کرکے غمگین ہونا ٦١

میدان حشر میں منافقین کی لا حاصل استمداد.............................. ٦٢

اہل محشر کا مقام شہداء پر رشک کرنا.. ٦٤

دس قسم کے لوگوں کا بد ترین حیوانات کی شکل میں محشور ہونا................. ٦٥

صاحبان اقتدار و ثروت کے لئے اہم نقطہ.. ٦٧

میدان محشر میں متّقین کا مقام ٦٨

میدان محشر میں چار ممتاز سوار کا آنا ٦٨

میدان محشر میں سات درخشاں چہرے ٦٩

قیامت کاچوتھا مرحلہ: اعراف کی منزل ہے ٧١

اعراف رجال کے بارے میں علّامہ طباطبائی کا نظریہ ٧٥

غیر صالح افراد کا مقام اعراف پر کیا بنے گا ؟ ٧٦

مقام اعراف میں شفاعت کے بارے میں تحقیق ٧٧

شفاعت قرآن اور روایات کی روشنی میں ٧٩

کیا خوف کرنا آتش دوزخ کا میدان حشر میں ٨٠

مقام اعراف پر محمد و آل محمد علیہم السلام کا اپنے پیروکاروں کی شفاعت کرنا ٨٢

قیامت کا پانچواں مرحلہ :مقام صراط و مرصاد کا ہے........................ ٨٣

صراط کے بارے میں شیخ مفیدکا نظریہ ٨٤

صراط قرآن کی نگاہ میں..................................... ٨٥

مرصاد کیا ہے ؟.. ٨٧

مرصاد روایات کی روشنی میں ٨٧

چند سوالات کے جوابات ٩١

صراط کے مسئلے میں حضرت علی (ع) کے دو افتخار ٩٥

حضرت علی(ع) کا صراط کے بارے میں لوگوں کو ہوشیار کرنا ٩٦

پل صراط کے متعلق کچھ داستانیں ١٠٦

حق الناس کا پل صراط سے گزرنے میں مانع ہونا ۱۰۷
حضرت فاطمہ زہرا علیہاالسلام کے وسیلے سے پل صراط کی آسانی ۱۰۸
قیامت کا چھٹا مرحلہ :حوض کوثر کا ہے.................................... ۱۰۹
پیغمبر اکرم (ص)کا شب معراج حوض کوثر کا دیدار کرنا........................ ۱۱۰
حوض کوثر کی تعریف پیغمبر (ص)کی زبانی..................................... ۱۱۱
ہزار غلام ہزار جام کوثر کے ساتھ ۱۱۳
علی(ع) ساقیٔ کوثر ۱۱۳
قیامت کے دن لوگوں کا مقام علی(ع) کو دیکھ کرحسرت کرنا.................. ۱۱٦
چودہ معصومین علیہم السلام حوض کوثر کے کنارے............................ ۱۱۷
قرآن میں حوض کوثر کا ذکر.. ۱۱۸
تمام شیعیان علی (ع) کا حوض کوثر پر حاضر ہونا............................ ۱۲۱
حوض کوثر سے سیراب ہونے کی شرائط..................................... ۱۲۲
حضرت علی (ع) کا آبِ کوثر سے غسل کرنا................................ ۱۲۳
حضرت علی اکبر(ع) کا آبِ کوثر سے سیراب ہوکر بابا کو پکارنا ۱۲٤

امام حسین (ع) پر گریہ کے ثواب کے منکر کی آبِ کوثر سے محرومیت ۱۲۶

آل رسول کی ضرورت کو پورانہ کرنے والا آبِ کوثر سے محروم ہوا............ ۱۲۷

محبت اہل بیت حوض کوثر پر پہنچنے کا وسیلہ ہے ۱۳۰

امام حسین (ع) کا روز عاشورحوض کوثر کے ذکر سے استدلال کرنا ۱۳۰

محبان علی(ع) کا حوض کوثر سے سیراب ہونا.................................. ۱۳۱

قیامت کا ساتواں مرحلہ :عدالت الٰہی کے محکمہ کاہے ۱۳۳

میزان اعمال ۱۳۳

میزان کس طرح کا ہوگا.. ۱۳٤

معنیٔ میزان کی وسعت... ۱۳۵

میزان اعمال کے بارے میں علماء کے نظریات ۱۳٦

میزان قرآن کی نگاہ میں.. ۱٤۰

میزان عمل کو سنگین کرنے والے اعمال ۱٤۲

وہ اعمال جو میزان عمل کے ہلکے ہونے کا سبب بنتے ہیں...................... ۱٤۵

اعمال کا مجسم ہوکر پیش ہونا... ۱٤٦

قرآن میں تجسّم اعمال کا ذکر.. ۱۴۷
روایات میں تجسم اعمال کا ذکر.. ۱۴۹
انسانو ں کے اعمال پر گواہ ۱۵۳
قرآن میں انسانوں کے اعمال پر گواہوں کا ذکر ۱۵۴
ایک سوال اور اس کا جواب ۱۵۵
قیامت کے دن شکوہ کرنے والے.. ۱۵۶
نامۂ اعمال.. ۱۵۹
میت کو قبر میں رکھتے ہی اس کے اعمال نامہ کا بند کردیا جانا ۱۶۰
لوگوں کے اعمال لکھنے والے فرشتے.. ۱۶۳
تین طرح سے نامۂ اعمال کا پیش ہونا ۱۶۴
روایات میں نامۂ اعمال کا ذکر.. ۱۶۵
حضرت علی (ع) کا وضو کرتے ہوئے نامۂ اعمال کے آسانی کی دعا کرنا ۱۶۶
نامۂ اعمال کے بارے میں دو آیات کا تقابل ۱۶۷
قرآن میں قیامت کے دقیق حساب وکتاب کا ذکر ۱۶۸

روایات میں دقیق حساب وکتاب ہونے کا ذکر ۱۷۰

ثوبہ بن صمہ کا اپنا محاسبہ کرتے ہوئے انتقال کرجانا........................ ۱۷۱

قیامت کا آٹھواں مرحلہ :شفاعت کا ہے ۱۷۵

علماء اہل سنت کا شفاعت کے بارے میں نظریہ.............................. ۱۷۶

شفاعت پانچ قسم کی ہے.. ۱۷۶

قرآن میں شفاعت کا ذکر.. ۱۷۷

قرآن میں سب سے زیادہ اُمّید دلانے والی آیت............................ ۱۸۰

قرآن میں مقام محمود سے مراد شفاعت پیغمبر (ص) ہے......................... ۱۸۱

روایات میں ذکر شفاعت ۱۸۳

قیامت کے دن کون لوگ شفاعت کریں گے ؟................................. ۱۸۶

اصحاب رقیم کی داستان.. ۱۹۰

حضرت ابو طالب(ع) کی شفاعت ۱۹۲

پیغمبر اسلام (ص) کی عظیم شفاعت ۱۹۳

پیغمبر اکرم (ص)کا مختلف مقامات پر شفاعت کے لئے پہنچنا ۱۹۴

حضرت فاطمۃ الزہرا (س) کی وسیع شفاعت ۱۹۵

پُل صراط پر حضرت حمزہ (ع) کا شفاعت کرنا................................ ۱۹۶

حضرت عباس (ع) کی جانب سے شفاعت کا ہونا................................ ۱۹۷

حضرت فاطمہ معصومہ (س) کی وسیع شفاعت................................ ۱۹۸

قیامت کا نواں مرحلہ : بہشتی دروازے کا ہے................................ ۲۰۱

قرآن میں بہشتی دروازے................................ ۲۰۲

بہشتی لوگوں کا استقبال ۲۰۳

بہشت کے آٹھ دروازے ۲۰۴

آیات وروایات میں بہشتوں کےآٹھ نام یوں ملتے ہیں ۲۰۵

قرآن میں بہشت حاصل کرنے کے اسباب................................ ۲۰۶

۲۔ تقویٰ وپرہیزگاری ۲۰۷

۳۔دوسروں کے ساتھ نیکی کرنا ۲۰۷

۴۔جہاد و شہادت................................ ۲۰۷

۵۔خواہشات نفسانی سے دوری اختیار کرنا................................ ۲۰۷

۶۔ایمان میں پیش قدمی کرنا.................................. ۲۰۷
۷۔ہجرت فی سبیل اللہ و جہاد ۲۰۸
۸۔سختیوں کے مقابلے میں صبر و تحمل کرنا.................................. ۲۰۸
۹۔ایمان پر ثابت قدم رہنا.................................. ۲۰۸
۱۰۔خداو رسول(ص) کی اطاعت.................................. ۲۰۸
۱۱۔اخلاص ۲۰۹
۱۲۔ صداقت.................................. ۲۰۹
۱۳۔تزکیہ نفس ۲۰۹
۱۴۔انفاق اور استغفار ۲۱۰
۱۵۔خوف خدا ۲۱۱
۱۶۔تولّیٰ و تبرّیٰ ۲۱۱
۱۷۔ نماز کو اہمیت دینا ۲۱۱
۱۸۔فقراء کی مدد کرنا ۲۱۱
۱۹۔ قیامت پریقین رکھنا ۲۱۲

۲۰۔جہنم کی آگ سے ڈرنا ۲۱۲

۲۱۔عفت وپاک دامنی ۲۱۲

۲۲۔۲۳۔امانت داری اوروعدے کو پورا کرنا ۲۱۲

۲۴۔حق پر مبنی گواہی دینا ۲۱۲

۲۵۔شرائط نماز کا خیال رکھنا ۲۱۲

روایات میں بہشت حاصل کرنے کے اسباب ۲۱۳

ا۔کلمۂ توحید کو کثرت سے پڑھنا ۲۱۳

۲۔حقایق ایمان کی تکمیل ۲۱۳

۳۔واجب اور مستحب نمازوں کواہمیت دینا ۲۱٤

۴۔علی واولاد علی علیہم السلام سے قلبی محبّت رکھنا ۲۱٤

۵۔ماہ مبارک رمضان اور روزے رکھنا ۲۱٤

٦۔جہاد اور حج ۲۱٥

۷۔چار اہمیت والی چیزیں ۲۱٦

۸۔حلال کمائی ۲۱٦

منافقین پر دوزخ میں بہشت کے دروازوں کا کھلنا اور پھر بند کیا جانا ٢١٧

بہشتی دروازوں کے کتیبوں کی تحریر ٢١٧

قیامت کا دسواں مرحلہ :دوزخ کے دروازوں اور اس کے طبقات کا ہے......... ٢٢١

قرآن میں دوزخی دروازوں کا ذکر ٢٢١

دوزخی دروازے اوراس کے طبقات روایات کی روشنی میں ٢٢٣

دوزخی دروازوں کے کتیبوں کی تحریر.................................... ٢٢٤

بہشت کی تعریف بلال کی زبانی... ٢٢٦

بہشت کی تعریف پیغمبر اسلام (ص)کی زبانی.............................. ٢٢٧

کچھ لوگ بہشت کی خوشبو سے بھی محروم رہیں گے............................ ٢٣٠

پیغمبر اسلام (ص)سے عبداللہ بن سلام کا دوزخ کے بارے میں سوال کرنا...... ٢٣١

جہنم کے دو گہرے گڑھے ٢٣٢

جہنم میں درخت زقّوم ٢٣٣

جہنم کے مقام سقر میں جانے والوں سے سوال اور ان کا جواب ٢٣٣

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

قیامت کی اہمیت

تمام ادیانِ آسمانی میں خدا شناسی کی گفتگو کے بعد اہم ترین گفتگو بحثِ معاد ہے کیونکہ معاد یعنی قیامت کی یاد مہم ترین عوامل میں سے ہے انسانوں کو گناہوں سے روکنے اور راہ ہدایت پر لگانے کے لئے ، حتیٰ انبیاء اور اوصیاء اور اولیاء سب ہمیشہ قیامت کی یاد میں رہا کرتے تھے اور لوگوں کو بھی اس کے بارے میں تذکر دیتے رہتے تھے اور قیامت کے دن کی سختیوں کو یاد کرکے توشۂ آخرت جمع کرنے کی کوشش میں رہا کرتے تھے اور خود سازی کے ساتھ ساتھ لوگوں کو بھی قیامت کی سختیوں کے بارے میں آگاہ کرتے رہتے تھے قرآن سے چوتھائی حصہ سے بھی زیادہ حصہ صرف قیامت کے ذکر کے بارے میں ہے بلکہ شاید قرآن مجید کا کوئی ایک صفحہ بھی ایسانہ ہوکہ جس میں یا صراحتاً یا کنایۃً قیامت کا ذکر موجود نہ ہو اور قرآن نے قیامت کے انکار کرنے والوں کو کافر،وگمراہ کہا ہے اور ایسے افراد کے لئے سخت ترین عذاب کا ذکر کیا ہے یہاں تک کہ سورۂ مرسلات میں دس مرتبہ ارشاد فرمایا:(وَیْل یَوْمَئِذٍ لِلْمُکَذِّبِینَ)(سورۂ مرسلات آیت ۱۵،۱۹،۲۴،۲۸،۳۴،۳۷،۴۰،۴۵،۴۷،۴۹)یعنی لعنت ہو قیامت کے جھٹلانے والوں پر ،نماز کے سورۂ حمد میں اسماء و صفات الٰہی کے فوراً بعد (مٰالِکِ یَوْمِ الدّین)آیا ہے ہم لوگ روزانہ پنجگانہ نماز میں دس مرتبہ اس جملے کو کہتے ہیں لہٰذا نماز بھی ہمیں ہر وقت

قیامت کی یاد دلارہی ہے قرآن مجید میں قیامت کے بارے میں کئی طرح کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں مثلاً احیاء موتی، بعث، حشر، معاد، لقاء اللہ ، رجوع الی اللہ ''ستر نام قیامت کے قرآن میں ذکر ہوئے ہیں۔(رجوع کریں تفسیر موضوعی پیام قرآن ج۵)

قیامت کی یاد سے عبرت حاصل کرنا

یاد قیامت سے انبیاء و ائمہ اور اولیاء کی زندگیوں میں ایک خاص قسم کا اثر پایا جاتا تھا جس کو آنکھوں سے بھی مشاہدہ کیا جا سکتا تھا حضرت علی (ع) ارشاد فرماتے ہیں : "طُوْبٰی لِمَنْ ذَکَرَ الْمَعادَ ،فَاستَکْثَرَ مِنَ الزَّادِ"یعنی خوش قسمت ہے وہ انسان جو ہمیشہ قیامت کی یاد میں رہتا ہے پس اسے چاہئے کہ وہ اسی طرح اپنے توشۂ آخرت میں اضافہ کرتا رہے۔(غرر الحکم ج۲ س٤٦٦)

امام جعفر صادق(ع) سے روایت ہے جب بھی امام حسن مجتبیٰ (ع) موت کو ،قبر کو، قیامت کو،پل صراط سے گزرنے کو ، بارگاہ پروردگار میں پیش ہونے کو یاد کرتے تھے تواتنا گریہ کرتے تھے کہ بیہوش ہو کر زمین پر گر جایا کرتے تھے اور جب بھی بہشت اور دوزخ کو یاد کرتے تو بہت ہی زیادہ مضطرب و پریشان ہوتے تھے اور ایک خاص حالت میں بارگاہ پروردگار میں بہشت کو طلب فرماتے اور دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتے تھے ۔(بحارالانوار ج۴۳ص۳۳۱)

آئمہ طاہرین (علیہم السلام) جب بھی قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے آیات رحمت اور آیات عذاب پر پہنچتے تھے تو ایک خاص حالت آپ لوگوں پر طاری ہوجایا کرتی تھی گویا وہ لوگ خود اپنے آپ کو قیامت میں محسوس کر رہے ہوں ،امام حسن مجتبیٰ (ع) نے جب وقت شہادت گریہ فرمایا :تو کسی نے آپ سے سوال کیا: یابن رسول اللہ آپ تو نواسۂ رسول ہیں، آپ نے تو ۲۰ پابرہنہ حج کئے ہیں ،تین بار اپنا تمام مال راہ خدا میں فقراء کے درمیان تقسیم کر دیا ہے تو پھر آپ کو سفر آخرت کا کیا خوف ہے آپ کیوں گریہ فرماتے ہیں؟تو حضرت نے جواب دیا"اِنَّمَااَبْکِیْ لِخَصْلَتَیْنِ لِھوْلِ المُطَّلَعِ وَ فِرَاقِ الاَحِبَّۃِ" یعنی میں دو چیزوں کے سبب روتا ہوں ایک قیامت کے ہولناک دن اور دوسرے اپنے دوستوں کی جدائی پر۔(عیون اخبار الرضا ج۱ ص ۳۰۳)

امام سجاد (ع)۲۰ یا۲۲ بار اونٹ کے ذریعے مدینہ سے مکے حج و عمرہ ادا کرنے گئے یہ تمام فاصلہ جانے آنے کا تقریباً ۳۲۰۰ فرسخ کا بنتا تھا مگر کہیں بھی کسی روایت میں آپ نے اونٹ کو چھڑی تک نہیں ماری جب بھی آپ یہ چاہتے تھے کہ اونٹ تیز چلے تو صرف چھڑی کو ہوا میں لہراتے تھے مارتے نہیں تھے جب کسی نے پوچھا کہ آپ اونٹ کو چھڑی مارتے کیوں نہیں ہیں ؟تو آپ فرمایا:"لَوْلاَخَوْفُ الْقِصَاصِ لَفَعَلْت"یعنی اگر مجھے قیامت کے دن کے قصاص کاخوف نہ ہوتا تو میں ایسا کرتا ۔(مناقب ابن شہر آشوب ج۴ ص۵۵)

اسی طرح امام سجاد(ع) جب بھی سورۂ حمد کی تلاوت کرتے ہوئے (مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ)پر پہنچتے تو اس آیت کو اس قدر تکرار کرتے کہ اپنی عام عادی حالت سے نکل جاتے اور موت کی حالت میں نظر آنے لگتے تھے اسی طرح امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے جب گرمیوں کے دنوں میں کھانا آپ کے سامنے لایا جاتا تو شوربا گرم محسوس کر کے قیامت کو یاد کرتے اور کئی دفعہ یہ جملہ ارشاد فرماتے "نَسْتَجِيرُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ ،نَعُوذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ"یعنی میں پناہ مانگتا ہوں خدا سے ،جہنم کی آگ کے بارے میں اور پھر اس جملے کو آپ اس قدر تکرار کرتے کہ وہ شوربا ٹھنڈا ہو جاتا پھر آپ فرماتے کہ ہم گرم شوربا کھانے پر جب قدرت نہیں رکھتے ہیں تو کیونکر دوزخ کی آگ کو تحمل کرسکیں گے۔(روضۃ الکافی ص ۱۶۴.)

حارثہ بن سراقہ کا قیامت کو یاد کرنا

حارثہ بن سراقہ (جن کو بعض نے حارثہ بن مالک لکھا ہے) پیغمبر اسلام (ص) کے باوفا اصحاب ہیں سے تھے ایک دن صبح کے وقت پیغمبر اسلام(ص) سے ان کی ملاقات ہوئی پیغمبر (ص) نے ان سے پوچھا کہ اے حارثہ تم نے کس طرح کی صبح کی یعنی تمہار احال کیسا ہے؟تو حارثہ جواب دیتے ہیں کہ میں نے اس حالت میں صبح کی کہ مؤمن حقیقی ہوں پیغمبر(ص)نے فرمایا: ہر چیز کی نشانی ہوتی ہے تمہارے ایمان حقیقی کی کیا علامت ہے ؟تو حارثہ کہتے ہیں کہ ہیں سحر خیزی ،روزہ رکھنے،نماز پڑھنے اور مناجات الٰہی میں اس

قدر لذت محسوس کرتا ہوں کہ گویا عرش پر لوگوں کو حساب و کتاب کے بعد بہشتی لوگوں کا بہشت میں اور دوزخی لوگوں کادوزخ میں جانا محسوس کرتا ہوں جس پر دلیل عبادت و ریاضت سے میرے اعضاء کا کمزور ہونا ہے ،پیغمبر (ص) حارثہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :"ذٰلِکَ رَجُل اِمْتَحَنَ اللّٰہُ قَلْبَہُ بِالْاِیْمَانِ"

یعنی حارثہ ایسا مرد ہے جس کے قلب کو خدا وندعالم نے ایمان کے ذریعے آزمایا ہے اور نورانیت عطا کی ہے۔پھر آپ حارثہ سے مخاطب ہوکر فرماتے ہیں:اے حارثہ اب جب کہ تم آگاہ ہو چکے ہو تو اس حالت پر ثابت قدم رہنا،حارثہ کہتے ہیں یارسول اللہ (ص) دعا فرمائیں کہ مجھے شہادت کی موت نصیب ہو ، پیغمبر (ص) نے دعا فرمائی کچھ ہی دن نہ گزرے تھے کہ جنگ اُحد پیش آئی جس میں حارثہ نے جوانمردانہ لڑائی کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا ۔(اسد الغابہ ج۱ص۳۵۵)

واقدی نے نقل کیا ہے کہ حارثہ جنگ بدر میں شہید ہوئے ہیں پیغمبر اسلام (ص) نے حارثہ کے بارے میں فرمایا:"اِنَّہُ فِیْ جِنَانٍ کَثِیْرَۃٍ وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہِ اِنَّہُ لَفِی الْفِرْدَوسِ اْلاَعْلٰی"یعنی حارثہ کئی بہشت میں ہے اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے حارثہ جنت الفردوس کے اعلیٰ مقام میں ہے۔(بحارالانوار ج۱۹ص۳۴۰)

حضرت سلمان کا قیامت کو یاد کرنا

یہ بات تو سب ہی جانتے ہیں کہ سلمان فارسی ایمان کے ایسے اعلیٰ مقام کو پہنچ چکے تھے کہ پیغمبر اسلام (ص) نے ان کے بارے میں فرمایا:"سَلْمٰان مِنّٰا اَهلِ الْبَیْتِ"ان کا یہ عالی مقام ان کے ہمیشہ قیامت کی یاد کی وجہ سے تھا اس سلسلے میں ہم تین واقعات آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

۱۔ایک دن حضرت سلمان کے گھر میں آگ لگ گئی انھوں نے قرآن اور اپنی تلوار اٹھائی اور گھر سے نکل آئے یہ کہتے ہوئے کہ "هکَذایَنْجُواالمخفَّفُونَ یَوْمَ الْقِیٰامَةِ"یعنی اسی طرح ہلکے سازو سامان والے قیامت کے دن نجات پائیں گے ۔(نفس الرحمان ص۱۴۰)

۲۔جب حضرت سلمان مدائن میں داخل ہوئے تو لوگوں نے بڑی گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا اور ان سے کہا کہ آپ مدائن کے فلاں محل میں رہیں اور حکومت کریں مگر حضرت سلمان نے لوگوں کی اس خواہش کو رد کردیا اور کہا کہ میرے لئے لوگوں کے درمیان میں رہنے کے لئے ایک حجرہ بنوا دو تاکہ لوگوں کے درمیان رہ کر فیصلے کر سکوں لوگوں نے ایسا ہی کیا ایک دن شدید بارش کے سبب سیلاب جاری ہو ا۔

جس میں لوگوں کے گھروں اور باغوں کے ساتھ ساتھ حضرت سلمان کا گھر بھی گر گیا لوگ اپنے اپنے جانوروں کی حفاظت اور اپنے اموال کے جمع کرنے میں مصروف تھے حضرت سلمان جن کے پاس صرف ایک چٹائی اور ایک عصاء اور ایک مٹی کے کاسہ اور

لوٹے کے علاوہ کچھ نہ تھا انھیں اٹھا کر بلند مقام کی طرف وہی جملہ کہتے ہوئے گئے کہ "ھکَذا یَنْجُوا المخَفَّفُونَ یَوْمَ الْقِیٰامَۃِ"اور پھر لوگوں کے سامنے اشعار کے دو مصرع پڑھے۔یٰاسٰاکِنَ الدُّنْیَا تَاَھبْ وَانتَظِرْ یَوْمَ الْفِراٰقِ

وَاَعِدَّ زَاداًلِلرَّحِیْلِ فَسَوْفَ تُھدِیِ بِالرِّفٰاقِ

ترجمہ:''یعنی اے دنیا میں سکونت اختیار کرنے والوں اس دنیا سے جدائی کے منتظر رہو اور اس دنیا سے کوچ کرنے پر توشۂ آخرت کو مہیا کرلو کہ عنقریب موت کی طرف روانہ ہوجاؤگے۔''

وَابْکِ الذُّنوبَ بِاَدْمُعٍ تَنْحَلُّ مِنْ سُحْبِ الاِمٰاقِ

یَامَنْ اَضاٰعَ زَمٰانَہُ اَرَضِیْتَ مایُغْنِیٰ بِبَاقٍ

ترجمہ:''اپنے گناہوں پر گریہ کرو اور آنکھوں کے پردوں سے آنسو بہاؤ، اے وہ انسان جس نے وقت کی فرصت کو ضایع کردیا ہے کیا تم اپنی فنا ہوجانے والی عمر کے ذرا سے باقی حصے پر خوش ہو۔''(نفس الرحمان ص۱۳۹)

۳۔امام جعفر صادق(ع)سے روایت ہے کہ ایک دن سلمان کو فہ کے لوہاروں کے بازارسے گزرے تو ناگاہ ایک جوان کو دیکھا جو آہ و نالہ کرکے بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے سلمان نے آگے بڑھ کر جو دیکھا تو وہ جوان ہوش میں

ہے اور کہنے لگا اے سلمان لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ غش ہوجانے کی بیماری میں مبتلا ہوں ہر گزایسا نہیں ہے بلکہ جب بھی میں لوہاروں کے اس بازار سے گزرتا ہوں تو سورۂ حج کی آیت ۲۱،۲۲ میری نظر میں آجاتی ہے جس میں خدا وندعالم کُفّار اور گنہگار لوگوں کے بارے میں ارشاد فرماتاہے'' وَلَهمْ مَقٰامِعُ مِن حَدِيدٍ كُلَّمَااَرٰادُوا اَنْ يَخْرِجُوامِنْها مِنْ غَمٍّ اُعِيدُوافِيها''ترجمہ:ان کے لئے لوہے کے گرز ہیں جب بھی وہ لوگ غم و اندوہ کے سبب جہنم سے نکلنے کی کوشش کریں گے انھیں ان گرزوں کے ذریعے لوٹا دیا جائے گا ،لہٰذا عذاب الٰہی کے خوف سے میری ایسی حالت ہو جاتی ہے سلمان کو اس کی یہ بات بہت اچھی لگی اور اس کو اپنا دوست قرار دیا یہاں تک کہ جب اس جوان کا وقت وفات ہواتو سلمان اس کے سرہانے حاضر ہوئے اور عزرائیل (موت کے فرشتہ)کو خطاب کر کے کہا کہ اے ملک الموت میرے اس دوست کی آسانی سے روح قبض کرنا عزرائیل نے سلمان سے کہا اے سلمان "اِنِّى بِكُلِّ مُؤمِنِ رَفِيْق "یعنی میں ہر مؤمن کا دوست ہوں۔''(بحارالانوار ج۲۲ص۳۸۶)

۴۔ایک دن حضرت سلمان لوگوں کے درمیان بیٹھے آخرت کی گفتگو کر رہے تھے کہ اس بات پر پہنچے کہ تین چیزوں نے مجھے رلایا اور تین چیزوں نے مجھے ہنسایا ہے وہ تین چیزیں جنھوں نے مجھے رلایا وہ یہ ہیں ا۔دوستوں کی جدائی مانند پیغمبر(ص)اور دیگر اصحاب ۲۔موت کی سختی۳۔عدالت الٰہی میں پیش ہونا، جب تمام پوشیدہ باتیں ظاہر

ہوجائیں گی اس وقت کے بارے میں مجھے نہیں معلوم کہ میں بہشتی ہوں یا دوزخی ہوں؟اور وہ تین چیزیں جن پر مجھے ہنسی آتی ہے ا۔غافل انسان جس سے ہر گز غفلت نہیں برتی جائے گی ۲۔دنیا سے وابستہ رہنے والا انسا ن کہ موت اسے طلب کر رہی ہے ۳۔قہقہہ لگا کر ہنسنے والا انسان جو یہ نہیں جانتا کہ خدا اس سے راضی ہے یا ناراض ۔(بحار الانوار ج۷۰ص۳۸۶)

اس شخص کا عالی مقام جو قیامت کی یاد میں رہتا ہے

شیخ صدوق اپنی اسناکے ساتھ نقل کرتے ہیں کہ ایک دن رسول خدا (ص) گرمیوں کے دنوں میں درخت کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ ایک شخص کو دیکھاکہ بیابان میں آکر اس نے اپنے کپڑے اُتار دیئے کبھی اپنے پیٹ اور کبھی اپنے پہلو اور کبھی اپنی پیشانی کو بیابان کے گرم گرم سنگریزوں پر مسلتا ہے اور کہتا :"یا نَفْسِ ذُوقِي فَمٰا عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَعْظَمُ مِمّٰا صَنَعْتَ بِکِ"ترجمہ :اے نفس اپنی خواہشات کا مزہ چکھ کہ عذاب الٰہی اس سے کئی درجہ سخت ہے،رسول خدا (ص) جو دور سے یہ منظر دیکھ رہے تھے جب وہ کافی دیر کے بعد کپڑے پہن کر جانے لگا تو آپ نے اسے آواز دے کر بلایا جب وہ آیا تو آپ (ص) نے اس سے پوچھا کہ تو ایسا کیوں کررہا تھا؟تو اس نے جواب دیا کہ قیامت کے دن کے عذاب الٰہی کے خوف سے تو آنخضرت (ص) نے فرمایا:اسی لئے خدا کے نزدیک تیرا مقام ہے جس کے تحت آسمانی فرشتے تیرے وجود پر افتخار کرتے ہیں پھر آپ (ص) نے اپنے اصحاب سے

فرمایا: ''اے لوگوں تم سب اس شخص کے نزدیک آجاؤ تاکہ یہ تمہارے لئے دعا کرے'' جب سب جمع ہو گئے تو اس نے یوں سب کے لئے دعا کی ''خدا یا ہمارے تمام امور کی ہدایت فرما اور تقویٰ کو ہمارا توشۂ آخرت اور بہشت ہمارے لئے نصیب فرما۔'' (امام شیخ صدوق ص۲۰۵ ،بحار الانوار ج۷۰ ص۳۸۶)

موت یا ابدی زندگی کا دروازہ

دنیا آخرت کی نسبت بہت ہی چھوٹی ہے جس طرح بچے کے لئے رحم مادر دنیا کی نسبت بہت چھوٹا ہوتا ہے موت کے معنٰی نابودی کے نہیں ہیں بلکہ چھوٹی جگہ سے بڑی جگہ کی طرف منتقل ہونے کے ہیں لہٰذا خود بخود چھوٹی جگہ ختم ہو نے والی اور بڑی جگہ باقی رہنے والی ہے پس موت گویا آخرت کا دروازہ ہے جیسا کہ قرآن موت کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے (كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ)ترجمہ: ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر تم سب کو ہماری طرف لوٹا دیا جائے گا۔(سورۂ عنکبوت آیت ۵۷)

لیکن قرآن نے یہ نہیں فرمایا کہ ''كُلُّ الْمَوْتِ ذَائِقَةُ نَفْسٍ''ہر موت کو نفس کا مزہ چکھنا ہے جس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ نفس انسانی موت کا مزہ چکھے گی اور موت نفس انسانی کو نگل جائے گی پھر اسے لوٹا دیا جائے گا اور پھر اسے وسیع و عریض زندگی عطا کی جائے گی نہ یہ کہ موت اس کو نابود و فنا کر دے گی گویا موت صرف اس پنجرے کے ٹوٹ جانے کا نام ہے جس میں نفس انسانی کو قید کر دیا گیا تھا،لہٰذا کوئی یہ نہ سوچے

کہ موت آنے سے ہر چیز ختم ہو جاتی ہے نہیں بلکہ پہلے سے زیادہ وسیع زندگی اور اس زندگی میں کئی قسم کے موڑو چوکیاں وجود میں آتی ہیں جہاں اس سے سوال و جواب ہوں گے۔

موت اگر مرد ہے تو ذرا میرے نزدیک آ---تاکہ آہستہ آہستہ اپنی آغوش میں لے لو ں

میں اسی سے ابدی زندگی پالوں-------تاکہ وہ مجھے درویش بنادے رنگ برنگ

قیامت کامرحلہ

قرآن کی عربی زبان میں موت کے بعد کی زندگی کے لئے لفظ ''عقبہ'' استعمال ہوا ہے جسے ہماری اردو زبان میں مرحلہ یا موڑ کہیں گے جن میں سے ایک پل صراط ہے جس کے خود کئی موڑیا مرحلے ہوں گے جیسا کہ اس بارے میں قرآن ارشادفرماتا ہے :

(فَلَا اُقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَا اَدْرَاکَ مَاالْعَقَبَةُ فَکُّ رَقَبَةٍ* أَوْاِطْعَام فِي يَوْمٍ ذِی مَسْغَبَةٍ يَتِيْمًا ذَامَقْرَبَةٍ أَوْمِسْکِيْناًذَامَتْرَبَةٍ ثُمَّ کَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْاوَتَوَاصَوْابِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْابِالْمَرْحَمَةِ أُوْلَئِکَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ)ترجمہ:''پس وہ اس مرحلے یا موڑ سے نہیں گزرا ہے اور تمہیں کیا معلوم وہ مرحلہ کیسا ہے ،غلام کا آزاد کرنا،قحط کے ایام میں بھوکے کو کھلانا اور اپنے رشتہ دار وں مستحق لوگوں کو اور پھر ایمان لانے والوں میں سے بھی ہو اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین بھی کرتے ہوں تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہیں۔''(۱)

حضرت علی (ع) کی نگاہ میں موت کے بعد کا منظر

"تَجَهزُوْ ارَحِمَكُمُ اللّهُ فقد نُوْدِىَ فِيْكُمْ بِالرَّحِيلِ العُرْجَةَ عَلَى الدُّنْيَاوَ انْقَلِبُوْا بِصَالِحِ مَا بِحَضْرَ تِكُمْ مِنَ الزَّادِ ،فَاِنَّ اَمَامَكُمْ عَقَبَةً كَؤودًا وَمَنَازِلَ مَخُوفَةً مَهولَةً ،لابُدَّ مِنَ الْوُرُوْدِ عَلَيْهاوَالْوُقُوف عِنْدَها،واعملوا اَنَّ ملاحِظَ المنسِيّةِ نَحْوَكُمْ دَانِيَة وَكَاَنَّكُمْ بِمَخَالِبِها وَ قَدْنَشِبَتْ..."(نہج البلاغہ ص۲۰۴)ترجمہ:''خدا تم لوگوں پر رحم کرے تم لوگ اپنا سامان سفر باندھ لو اور آخرت کے لئے آمادہ ہو جاؤ کہ تمہیں کوچ کرنے کی ندا دی جا چکی ہے دنیا کی دل لگی کو کم کرو اور زاد و راحلہ فراہم کرو نیک اعمال کے ذریعہ آخرت کی طرف جانے کے لئے کہ آگے کی منزل بڑی کٹھن ہے اور سخت و وحشتناک منزلیں درپیش ہیں ناخواستہ بھی ان منزلوں کو طے کرنا ہوگا اور ان پر روکے جاؤگے اور یاد رکھو کہ تمہارے اور موت کے درمیان بہت کم فاصلہ ہے گویا موت اپنے دانتوں کو تمہاری جانوں میں چبھو چکی ہے بُرے کردار اور زندگی کی مشکلات نے موت کو تم سے پوشیدہ رکھا ہوا ہے لہٰذا دنیا سے وابستگی کو کم کرو اور اپنی کمر کو تقویٰ کے ذریعے مضبوط کرو،بیشک قیامت کی یاد اور پھر قیامت کے بعد کے مراحل کی یاد انسان کو سعادتمند راستے کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور حق کو باطل سے جدا کر کے قلب سلیم کے حصول کی طرف گامزن کرتی ہے تاکہ اس دار فانی کو مقدمہ اور سیڑھی قرار دیا جائے اس دار آخرت کے لئے جہاں فنا کا کوئی نام و نشان تک نہیں ہے۔

امام سجاد (ع) آخرت کو یاد کرتے ہوئے دعاء ابو حمزہ ثمالی میں یو ں ارشاد فرماتے ہیں :"فَمَالِیْ لَا اَبْکِیْ ؟اَبْکِیْ لِخُرُوْجِ نَفْسِیْ ،اَبْکِیْ لِظُلْمَۃِ قَبْرِیْ،اَبْکِیْ لِضِیْقِ لَحْدِیْ ،اَبْکِیْ لِسُؤَالِ مُنْکَرٍ وَ نَکِیْرٍ اِیَّایَ،اَبْکِیْ لِخُرُوْجِیْ مِنْ قَبْرِیْ عُرْیَاناً ذَلِیْلاً،حَامِلاً ثِقْلِی عَلٰی ظَھْرِی،اَنْظُرُ مَرَّۃً عَنْ یَمِیْنِی،وَاُخْریٰ عَنْ شِمَالِی،اِذِاالْخَلَائِقُ فِی شأنٍ غَیْرَ شأنٍ لِکُلِّ امْرِئٍ یَوْمَئِذٍ شأن یُغْنِیْہِ"ترجمہ:'' کیوں نہ گریہ کروں؟گریہ کرتا ہوں اس وقت کو یاد کرکے جب میری روح میرے بدن سے نکال لی جائے گی ، گریہ کرتاہوںقبر کی تاریکی اور تنگی کو یاد کرکے ، گریہ کرتاہوں منکر ونکیر کے سوال و جواب کے مرحلے کو یا د کرکے، گریہ کرتا ہوں قبر سے عریاں اٹھائے جانے کو یاد کرکے اس عالم میں کہ اپنے اعمال کا بوجھ اپنے کاندھے پر اٹھائے ہوئے ہوں گا اور دائیں بائیں دیکھ رہا ہوں گا،لوگوں کو مختلف شکلوں میں دیکھ رہا ہوں گا ہر انسان اس دن اپنی نجات کی فکر میں ہوگا۔(مفاتیح الجنان)

موجودہ کتاب

قیامت کے بعد کے مراحل کے بارے میں لکھی گئی ہے کیونکہ ہر انسان کو خواہ نخواہ اس دنیا سے سامان سفر باندھنا ہے لہٰذا ہمیں اگر موت کے بعد پیش آنے والے مراحل کا علم ہوگا تو ہم ان کے لحاظ سے توشۂ آخرت تیار کرسکیں گے لہٰذا اس کتاب میں بطور خلاصہ قیامت کے بعد کے دس مراحل ذکر کئے گئے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔علائم قیامت ۲۔صور کا پھونکا جانا ۳۔قبر سے اٹھایا جانا ۴۔اعراف ۵۔صراط و مرصاد ۶۔حوض کوثر ۷۔عدالت الٰہیہ (جہاں اعمال انسان مجسم ہو کر خود انسان پر گواہ یا شاکی ہوں گے) ۸۔شفاعت اور رد شفاعت ۹۔ بہشتی دروازے ۱۰۔دوزخی دروازے:

یہ مطالب صرف اس امید پر لکھے گئے ہیں کہ ہم سب کے لئے باعث عبرت و نصیحت قرار پائیں اور ہماری روز مرہ کی زندگی میں مؤثّر ثابت ہوں۔

(محمد محمدی اشتہاردی ۱۳۸۱ش)

قیامت کاپہلامرحلہ

جیسا کہ قرآن اور روایات سے پتہ چلتا ہے کہ قیامت کے برپا ہونے سے پہلے کچھ حوادث رونما ہوں گے جن میں سے بعض رونما ہو چکے ہیں اور بعض قیامت کے وقت رونما ہوں گے ان سب حوادث کو تین حصوں میں یوں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔وہ حوادث جو دنیا کے اختتام پر رونما ہوں گے جن کو قرآن کی اصطلاح میں ''اشراط الساعۃ''کہا گیا ہے۔

۲۔وہ حوادث جو قیامت کے وقت رونما ہوں گے مثلًا پہاڑوں و دریاؤں کا متلاطم ہونا وغیرہ ۔۳۔وہ حوادث جو قیامت کے شروع میں رونما ہوں گے مثلًا صور کا پھونکا جانا،زلزلہ آنا،مُردوں کا قبروں سے نکلنا وغیرہ ،یہ سب کے سب سخت مراحل ہیں جن سے اچھے اعمال والے لوگ باآسانی گزر جائیں گے اور بُرے اعمال والے لوگ سختی سے گزر سکیں گے۔

قیامت کے بارے میں ہم قرآن میں یو ں پڑھتے ہیں (فَهَلْ يَنْظُرُونَ اِلَّاالسَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهمْ بَغْتَةً فَقَدْجَاءَ اَشْرَاطُها) (سورۂ محمد آیت ۱۸)ترجمہ:''کیا وہ لوگ صرف اس با ت کے منتظر ہیں کہ قیامت اچانک ان پر آ پہنچے؟ بیشک قیامت کی نشانیاں رونما ہو چکی ہیں ،اس آیت سے یہ بات واضح ہو گئی کہ قیامت نزدیک ہونے کی علامات نزدیک ہو چکی ہیں کیونکہ ''اشراط'' ''شرط''کی جمع ہے جس کے معنی نشانیوں کے ہیں اکثر

مفسرین کے بقول اس سے مقصد قیامت کے نزدیک ہونے کی علامات ہیں جو کہ رونما ہو چکی ہیں۔

قرآن کی نگاہ میں قیامت کے نزدیک ہونے کی علامات

ا۔قرآن میں قیامت کے نزدیک ہونے کی دو نشانیاں ذکر کی گئ ہیں جن میں سے ایک تو شقّ القمر جو کہ تحقّق پذیر ہو چکی ہے جس کی طرف قرآن مجید نے یوں اشارہ کیا: (اِقْتَرَبَتِ السّٰاعَةُ وَاَنْشَقَ الْقَمَرُ) (سورۃ قمر آیت ا)ترجمہ :''قیامت نزدیک ہے اور چاند شگافتہ ہو چکا ہے ،اس آیت کے مطابق چاندکا شگافتہ ہونا پیغمبر اکرم (ص)کے زمانے میں ہی ظاہر ورونما ہو چکا ہے شہر مکہ میں اور دوسری جو قیامت کے نزدیک ہونے کی علامت ہے جس کے بارے میں قرآن مجید یوں اشارہ کر رہا ہے (فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَاْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِینٍ) (سورۃ دخان آیت ۱۰)ترجمہ:''اے پیغمبر (ص)آپ اس دن کے منتظر رہیں جس دن آسمان پر پورا کا پورا دھواں ہی ہوگا ،جیسا کہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے وقت بھی مؤمنین رحمت الٰہی کے تحت ہوں گے مگر کفار اس حالت کو بھی دیکھ کر ایمان نہیں لائیں گے۔

ا۔قیامت کی پہلی نشانی :کی داستان کچھ اس طرح سے ہے کہ ابن عباس نقل کرتے ہیں ایک دفعہ مشرکین مکہ کی کثیر جماعت پیغمبر اکرم (ص)کے پاس آئے اورکہنے لگے، اگر آپ اپنے ادعاءِ رسالت میں سچے ہیں توذرا چاندکے دو ٹکڑے کرکے دکھائیں پیغمبر (ص)نے فرمایا:

اگر میں نے ایسا کر دکھایا تو کیا تم لوگ ایمان لے آؤ گے ؟ انھوں نے کہا ہاں ، وہ چودھویں کی شب تھی جب چاند پورا کا پورا آسمان پر چمکتا ہوا نظر آرہا تھا، پیغمبر (ص) نے بارگاہ پروردگار میں دعا کی ناگہاں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے تو ابن مسعود نے اس منظر کو دیکھتے ہوئے کہا کہ اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس شب چاند کے اس طرح سے دو ٹکڑے ہو گئے تھے کہ میں نے غار حراء کو ان دو ٹکڑوں کے درمیان میں دیکھا، مگر مشرکین مکہ نے اس معجزے کو سحر و جادو کہہ کر انکار کر دیا اور ان میں سے بعض نے کہا کہ محمد (ص) نے تم لوگوں پر جادو کر دیا ہے، وہ یہ کہہ کر حاضرین کو گویا تسلی دینا چاہتے تھے۔ (تفسیر مجمع البیان ج۹ ص۱۸۶، بحار الانوار ج۱۷ ص۳۵۵ ح۱۰)

دوسری روایت میں اس واقعہ کو اس طرح سے ذکر کیا گیا ہے کہ یہ واقعہ بعثت کے آخری سال ہجرت کے وقت پیش آیا جب مشرکین مدینہ میں سے چودہ افراد جن کو اصحاب العقبہ ،کہا جاتا تھا مکہ میں پیغمبر اکرم (ص) کے پاس تحقیق کے لئے ذی الحجہ کی چودھویں کی شب کو ایک اونچی جگہ پر پہنچے اور کہنے لگے ہر نبی کے پاس ان کی نبوت کی صداقت پر کچھ نہ کچھ معجزات ہوتے تھے آج کی شب آپ کے پاس اپنی نبوت کی صداقت پر کیا معجزہ ہے پیغمبر (ص) نے فرمایا : تم لوگ کس طرح کا معجزہ چاہتے ہو ، انھوں نے کہا کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعلیٰ مقام رکھتے ہیں تو حکم دیں کہ چاند دو ٹکڑے ہو جائے ،اسی وقت جبرائیل امین نازل ہوئے اور بعد از درود وسلام کہا کہ اللہ نے تمام مخلوق کو آپ کا تابع بنا دیا ہے پیغمبر (ص) نے اسی وقت ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے ارشاد فرمایا : "فوراً دو ٹکڑے

ہو جا'' چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے پیغمبر اکرم (ص) نے فوراً سجدۂ شکر کیا حاضرین نے بھی مشاہدہ کیا پھر ان لوگوں نے کہا کہ اس کو دوبارہ اپنی حالت میں پلٹا دیں،

آپ (ص) نے دوبارہ چاند کو یکجا ہو جانے کا حکم دیا تو وہ دوبارہ یکجا ہو گیا تب بھی مشرکین ایمان نہ لائے اور کہنے لگے ہم صبر کرتے ہیں شام و یمن و اطراف کے مسافر یہاں پہنچ جائیں تو ہم ان سے پوچھیں گے کہ انھوں نے بھی یہ منظر دیکھا ہے یا نہیں اگر انھوں نے بھی اس منظر کو دیکھنے کی تصدیق کی تو ہم سمجھیں گے کہ یہ کام تمہارے خدا کی طرف سے ہے ورنہ سحر و جادو ہے تو ایسے وقت میں یہ آیت نازل ہوئی (اقربت الساعۃ وانشق القمر) (تفسیر نور الثقلین ج۵ ص ۱۷۴)

عجیب بات ہے کہ جب شام و یمن کے مسافر لوٹے اور ان سے سوال کیا گیا اور انھوں نے بھی اس منظر کو دیکھنے کی تائید کی تب بھی مشرکین ایمان نہ لائے۔ (تفسیر در المنثور ج۶ ص ۱۳۳)

اب یہاں پر سوال یہ پیش آتا ہے کہ چاند کا دو ٹکڑے ہونے سے قیامت کا کیا تعلق ہے؟ تو جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ قیامت کے وقت بھی اس طرح کے عجیب و غریب حوادث کا رونما ہونا مثلاً پہاڑ، دریا، چاند سورج کا بکھر جانا یہ سب اس بات کی نشانیاں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ سب کام کوئی مشکل نہیں ہیں۔

۲۔آسمان پر گاڑھے دھویں کا پھیل جانا: ظاہر سی بات ہے کہ جب پہاڑ، زمین وغیرہ سب میں دھماکہ کی صورت پیدا ہو گی آسمان دھوئیں سے بھر جائے گا جس کی طرف قرآن

نے یوں اشارہ کیا ہے (فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَأْتِی السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِینٍ *یَغْشَی النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِیمٌ) (سورۂ دخان آیت ۱۰،۱۱)ترجمہ: ''تم انتظار کرو اس دن کا جس دن آسمان پر آشکار دھواں ہی دھواں ہوگا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا اور یہ دردناک عذاب ہوگا،اس آیت کے ظاہر سے اور ان روایات کے ذریعے جو اس آیت کی تفسیر میں نقل ہوئی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ علامت قیامت

کے نزدیک ہونے کی ہے جیسا کہ پیغمبر اکرم (ص)سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ''قیامت کے نزدیک ہونے کی چار علامات ہیں ا۔دجال کا ظاہر ہونا ۲۔حضرت عیسیٰ کا آسمان سے زمین پر آنا۳۔قعر عدن نامی زمین پر آگ کا روشن ہونا۴۔گاڑھے دھویں کا رونما ہونا ، کسی نے پوچھا اس دھویں سے کیا مقصد ہے؟تو آپ نے یہی آیت تلاوت کی اور فرمایا:''ایسا دھواں جو مشرق سے مغرب تک پھیلا ہوا ہوگا اور چالیس شب و روز باقی رہے گا ،مؤمنین کی زکام کی سی حالت ہوگی اور کفار اپنی مستی کے عالم میں ہوں گے اور وہ دھواں ناک کان سے داخل ہو کر پشت سے نکلے گا۔'' (تفسیر درالمنثور ج٦ ص۲۰، تفسیر پیام قرآن ج٦ ص۲۱)

روایات میں قیامت کے نزدیک ہونے کی دس نشانیاں

گذشتہ آیت میں قیامت کے نزدیک ہونے کی دو نشانیوں کا ذکر ہوا جیسا کہ اس سلسلے میں پیغمبر اکرم (ص)سے روایت ہے "بُعِثْتُ اَنَا وَالسّاعَةُ كَهاتَيْنِ وَضَمَّ السّبابَةَ

وَالْوُسْطٰی"(بحار الانوار ج١٦ ص٢٥٦)یعنی میری بعثت اور مسئلہ قیامت ان دونوں کی مانند ہیں اپنی درمیانی دو انگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:اور پھر ارشادفرمایا:"مِنْ اَشْراطِ السّاعَةِ اَنْ یَرْفَعَ الْعِلْمُ وَ یَظْهَرَ الْجَهلُ وَ یُشْرَبَ الْخَمْرُ وَ یَفْشُو الزِّنا"(تفسیر نور الثقلین ج۵ ص٣٧)یعنی قیامت کے نزدیک ہونے کی علامت میں سے ایک علامت معاشرے سے علم کا اٹھ جانا ہے اور جہالت کا چھا جانا ہے اور شراب خوری اور عمل زنا کا عام ہو جانا ہے۔

اسی سلسلے میں ایک مفصل ترین روایت جسے حضرت علی(ع) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں وہ یہ ہے"عَشْرقَبْلَ السّاعَةِلابُدَّ مِنْها، السُّفْیٰانِیُّ وَالدَّجالُ وَالدُّخٰانِ وَالدَّابَةُ وَخُروجُ الْقٰائِمِ وَطُلُوعِ‌الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِها وَ نُزُولُ عِیسٰی وَخَسْف بِالْمَشْرِقِ وَخَسْف بِجَزیرَةِ الْعَرَبِ ،وَ نٰار تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنٍ تَسُوقُ النّٰاسَ اِلَی الْمَحْشَرِ " (الغیبۃ شیخ طوسی ،بحار الانوار ج۵۲ص٢٠٩)ترجمہ:"قیامت سے پہلے دس حوادث رونما ہوں گے ١۔سفیانی کا آنا ٢۔دجال کا آنا٣۔گاڑھے دھویں کا پھیلنا ۴۔حشرات الارض کا طلوع ہونا ۵۔قائم آل محمد (ع) کا ظہور کرنا ٦۔مغرب کی جانب سے سورج کا طلوع ہونا٧۔حضرت عیسیٰ(ع) کا آسمان سے زمین پر آنا ٨۔مشرق میں بہت بڑی تباہی کا ہونا٩۔جزیرۃ العرب میں تباہی کا آنا١٠۔قعر عدن میں ایسی آگ کا روشن ہونا جو لوگوں کو میدان محشر کی طرف ڈھکیلے گی۔

قرآن میں قیامت کے دن کی مقدار

اس سلسلے میں ہمیں قرآن میں دوطرح کی آیات ملتی ہیں :

۱۔(فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ اَلْفَ سَنَةٍ)(سورۂ سجدہ آیت ۵)

''یعنی ایسا دن جس کی مقدار ہزار سال کے بر ابر ہو گی۔''

۲۔(فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ اَلْفَ سَنَةٍ)(سورۂ معارج آیت ۴)

''یعنی ایسادن جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہو گی۔''

البتہ یہ ہزار اور پچاس سال کا اختلاف شاید اس لئے ہو کہ روایات کے مطابق قیامت میں پچاس موقف(یعنی ٹھہرا ئے جانے کی جگہیں)ہوں گے اور ہر موقف ہزار سال کے برابر ہوگا لہٰذا پہلی آیت میں گویا ہر موقف کی مدت کو بیان کیا گیا ہے اور دوسری آیت میں تمام موقف کی مدت کو جمع کر کے بیان کیا گیا ہے۔

قرآن میں قیامت کے دن کی تعریف

قیامت کی تعریف ہمیں قرآن میں مختلف مقامات پر مختلف الفاظ میں ملتی ہے جن میں سے ہم بعض موارد کو تحریر کررہے ہیں۔

۱۔(یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ)(سورۂ ابراہیم آیت ۴۸)ترجمہ:''اس دن زمین دوسری زمین میں تبدیل ہو جائے گی اسی طرح آسمان بھی تبدیل ہوجائے گا اور لوگ اپنے تمام ظاہر وباطن کے ساتھ اپنے واحدُ قہّار (غالب) پروردگار کے سامنے پیش ہوں گے گویا اس دن ہر ویران چیز نئ ہوجائی گی ،لوگ نئ حالت میں ایک نئے عالم میں قدم رکھیں گے جو اس عالم ظاہری سے بالکل مختلف ہوگا، اس سے معلوم ہوا کہ قیامت اختتام دنیا کا نام نہیں بلکہ ایک نئ دنیا کا نام ہے بالکل اسی طرح جیسے نومولود شکم مادر سے دنیا میں آتا ہے۔

۲۔(یَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ)(سورۂ مزمل آیت ۱۴.)

ترجمہ:''جس دن زمین و پہاڑوں میں سخت لرزہ پیدا ہوگا۔''

۳۔(وَحُمِلَتْ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ)(سورۂ حاقہ آیت ۱۴)

ترجمہ:''اور زمین پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ جائیں گے۔''

۴۔(وَتَكُونُ الْجِبٰالُ كَالْعِهنِ الْمَنْفُوشِ)(سورۂ قارعہ آیت ۵)

ترجمہ:''پہاڑ نرم روئی کی مانند ہو جائیں گے۔''

۵۔(فَیَذَرُھاقَاعًاصَفْصَفًا)(سورۂ طہ آیت ۱۰۶)

ترجمہ :''زمین کو صاف و ہموار بغیر پانی و سبزی کے چھوڑ دیا جائے گا۔''

۶۔(وَاِذَا الْبِحٰارُ فُجِّرَتْ)(سورۂ انفطار آیت ۳)

ترجمہ:''جب سب دریا بکھر کر ایک ہو جائیں گے۔''

ان ایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن بہت عجیب و غریب قسم کے حوادث رونما ہوں گے جیسا کہ اس آیت میں لوگوں کو اس دن سے یوں ڈرایا گیاہے۔

(یَااَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّکُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْئ عَظِیم *یَوْمَ تَرَوْنَہَا تَذْھلُ کُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّااَرْضَعَتْ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَہَا وَتَرَی النَّاسَ سُکَارَی وَمَاھمْ بِسُکَارَی وَلَکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِید)(سورۂ حج آیت ا۔۲) ترجمہ:''اے لوگوں اپنے پروردگار سے ڈرو کہ قیامت کا زلزلہ بڑ اشدید ہوگا ،بیشک اس دن کا زلزلہ اس قدر شدید ہوگا کہ مائیں اپنے شیر خوار بچوں کو بھلا بیٹھیں گی اور حاملہ عورتیں اپنے حمل سقط کر دیں گی لوگ مستی کی حالت میں نظر آئیں گے جب کہ وہ مست نہیں ہوں گے لیکن عذاب خدا سخت ہوگا۔''

۷۔(اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ وَاِذَا النُّجُومُ انْکَدَرَتْ)(سورۂ تکویر آیت۱۔۲)ترجمہ:''جب سورج کی ٹکیا کو لپیٹ دیا جائے گا اور ستارے تاریکی میں ڈوب جائیں گے۔''

۸۔فَاِذَابَرِقَ الْبَصَرُ*وَخَسَفَ الْقَمَرُ*وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ*یَقُولُ الْاِنسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ)(سورۂ قیامت آیت ۷۔۱۰)ترجمہ: ''جب آنکھیں گرمی کی شدت میں حرکت میں آجائیں گی اور چاند و سورج کو ایک ساتھ جمع کر دیا جائے گا اس دن انسان کہے گا کہ راہ فرار کہاں ہے۔''

۹۔(وَذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ)(سورۂ مرسلات آیت ۹)

ترجمہ:''اور اس وقت جب آسمان میں شگاف پیدا ہو جائے گا۔''

۱۰۔(وَاِذَا الْکَواکِبِ انْتَثِرَتْ)(سورۂ انفطار آیت ۲.)

ترجمہ:''اس وقت جب ستارے بکھرنے اور گرنے لگیں گے۔''

حضرت علی(ع) فرماتے ہیں :"اِنَّھا تَنْشَقُّ مِنَ الْمَجَرَّۃِ"

ترجمہ :''آسمان کہکشاؤں کی طرف سے شگافتہ ہوگا۔(تفسیر فخر رازی ج۳۱ ص۱۰۳)

قیامت کے آغاز ہونے کی علامات

خلاصۃً قیامت کے آغاز ہونے کی تین علامات ذکر کی گئی ہیں۔

۱۔موجودہ زمین کا دوسری زمین میں تبدیل ہونا جیسا کہ اس مطلب کو سورۂ ابراہیم کی آیت ۴۸ میں بیان کیا جاچکا ہے۔

۲۔شدید زلزلوں کا آنا جو زمین میں شگاف پڑنے کا باعث ہوگا اور مردے قبروں سے باہر آجائیں گے اور صور پھونکے جانے کا مسئلہ تحقق پائے گا جیسا کہ اس مطلب کو سورۂ زلزال کی آیت ۱۔۲ اور سورۂ انشقاق کی آیت ۴اور سورۂ نازعات کی آیت ۶۔۷ اور سورۂ زمر کی آیت ۶۸ میں آیا ہے۔

۳۔زمین پر مختلف قسم کی تبدیلیو ں کا رونما ہوناجن کی طرف قرآن نے یوں اشارے کئے۔

۱۔(وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً وَحَشَرْنَاهمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهمْ اَحَدًا)(سورۂ کہف آیت ۴۷)ترجمہ :''یاد کرو اس دن کو جب ہم پہاڑوں میں حرکت پیدا کریں گے اور اس کو بالکل برابر دیکھو گے اور تمام انسانوں کو محشور کیا جائے گا اور کسی کو بھی ہم نہیں چھوڑیں گے۔''

۲۔(وَيَسْئَلُونَکَ عَنْ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهارَبِّي نَسْفًا*فَيَذَرُهاقَاعًاصَفْصَفًا*لَاتَرَى فِيها عِوَجًاوَلَاَمْتًا*يَوْمَئِذٍيَتَّبِعُونَ الدَّاعِي لاَعِوَجَ لَهُ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمَانِ فَلاَتَسْمَعُ اِلاَّهمْسًا)(سورۂ طه آیت ۱۰۵۔۱۰۸)ترجمہ:''تم سے لوگ پہاڑوں کے بارے میں پوچھتے ہیں ان سے کہہ دو کہ پروردگار ان کو بکھرا کر کے ہوا میں اُڑادے گا ،پھر زمین کو ہموار کرے گا اس طرح سے کہ اس میں کوئی گہرائی اور اونچائی نہیں دیکھو گے اس دن سب لوگ اللہ کی طرف دعوت دینے والوں کی پیروی کریں گے اور ان کی مخالفت کرنے پر قدرت نہیں رکھیں گے (سب قبروں سے اٹھا ئے جائیں گے)اور ایک آواز پر عظمتِ پروردگار کے آگے خاضع ہو کر پیش ہوں گے۔''

علامہ طبرسی اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں قبیلۂ ثقیف سے ایک شخص مکہ میں پیغمبر اسلام (ص) سے آ کر سوال کرتا ہے کہ پہاڑ اپنے اتنے بڑے بڑے حجم کے ساتھ قیامت میں کس طرح کے ہوں گے ؟اس کے جواب میں سورۂ مزمل کی آیت ۱۴ نازل ہوئی جس میں پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے ''اے پیغمبر (ص)اس کے جواب میں کہہ دو کے میرا پروردگار ان میں روانی پیدا کرے گا اس طرح سے کہ وہ ریت کی مانند ہو جائیں گے ؟اس وقت خدا تیز ہوا کو حکم دے گا اور وہ ہوا ان کو اڑا لے جائے گی اور زمین کو چٹیل چھوڑ دے گی۔(تفسیر مجمع البیان ج۷ ص۲۹)

کفار کی بدحالی اور مؤمنین کی خوشحالی کا دن

اگر چہ مذکورہ تمام سخت و ناگوار حوادث رونما ہوں گے مگر اس کے باوجود یہ تمام حوادث مؤمنین کے لئے آسان ہوں گے صرف کفار کے لئے سخت ہوں گے عدالت الٰہی کا تقاضا بھی یہی ہے مزید مندرجہ ذیل آیات سے یہ مطلب واضح ہوجاتا ہے۔

ا۔(یَوْمَ یَکُونُ النّا سُ کَالْفَراشِ الْمَبْثُوثِ *وَ تَکُونُ الْجِبالُ کَالْعِھنِ الْمَنْفُوشِ*فَاَمّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوٰازِینُہُ*فَھوَفِی عِیشَۃٍراٰضِیَۃٍ*وَاَمّامَنْ خَفَّتْ مَوٰازِینُہُ فَاُمُّہُ ھاوِیَۃ *وَمٰااَدْراٰکَ مٰاھِیَۃ *نٰارحٰامِیَۃ)(سورۃ قارعہ آیت ۴،۱۱)

ترجمہ:''قیامت کا وہ دن ہوگا جس دن لوگ پروانوں کی طرح بکھر جائیں گے، پہاڑ نرم روئی کی مانند ہوجائیں گے،جس کے اعمال سنگین ہوں گے وہ خوشحال حالت میں ہوگا اور جس کے نیک اعمال ہلکے ہوں گے اس کی پناہ گاہ دوزخ ہوگی ،تمھیں کیا معلوم کہ (ھٰاوِیَۃ) کیا چیز ہے ؟وہ جلا دینے والی آگ ہے۔

اسی لئے جب کسی نے حضرت سلمان کی توہین کرتے ہوئے کہا کہ تم کون ہو اور کیا ہو؟کوئی حیثیت نہیں رکھتے ہو تو انھوں نے اس کو یوں جواب دیا:"اَمّااَوَّلِي وَاَوَّلُکَ فَنُطْفَۃ قَذِرَۃوَاَمّاآخِرِی وَآخَرُکَ فَجِیفَۃمُنْتِنَۃ فَاِذٰاکٰانَ یَوْمُ الْقِیٰامَۃِ وَ نُصِبَتِ الْمَوٰازِینُ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوازِینُہُ فَھوَ الْکَرِیمُ وَمَنْ خَفَّتْ مَوٰازِینُہُ فَھوَ اللَّئیمُ"(تفسیر نور الثقلین ج۵ ص٦٦٠)ترجمہ:''ہمارا اور تمہارا آغاز تو ناچیز نطفہ سے ہوا اور ہم دونوں کا اختتام بھی نفرت

آمیز مردار کی صورت میں ہوگاجب قیامت کا دن برپا ہوگا اور اعمال تولنے والا ترازو لگایا جائے گا تو اس دن جس کے نیک اعمال کاپلڑا بھاری ہوگا وہی اچھا اور خوش بخت انسا ن ہوگا اور جس کے بُرے اعمال کا پلڑا بھاری ہوگا تو وہی بُرا اورپست انسان ہوگا۔''

۲۔وُجُوه يَوْمَئِذٍ نَاضِرَة*اِلَى رَبِّهانَاظِرَة*وَوُجُوه يَوْمَئِذٍبَاسِرَة*تَظُنُّ اَنْ يُفْعَلَ بِها فَاقِرَة)(سورہ۷ قیامت آیت ۲۳۔۲۵)ترجمہ:''قیامت کے دن کچھ چہرے خوشحال و شاداب ہوں گے ،اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے اور کچھ چہرے جھکے ہوئے پشیمانی کی حالت میں ہوں گے کیوں کہ جانتے ہوں گے کہ ان کے آگے عذاب ہے جو ان کی پشت کو جلا دے گا۔''امام رضا (ع) نے اس آیت کے معنی خوشحال چہروں اور رحمت اور فضل الٰہی کے منتظر رہنے والوں کے معنی کئے ہیں۔

حضرت ابرہیمؑ اور ماریا کا قیامت کی سختی سے نجات کی دعا کرنا

حضرت ابراہیم(ع) کے زمانے میں ماریا نامی عابد رہا کرتا تھا جس نے اپنی کافی عمر صحراؤں دریاؤں و بیابانوں میں عبادت کرتے ہوئے گزاری ،ایک دفعہ حضرت ابراہیم (ع) نے سیر و سیاحت کرتے ہوئے اسے دیکھا تو انھیں اس کا یہ عمل پسند آیا اس کے قریب گئے اور گفتگو میں مصروف ہوگئے گفتگو کے دوران موت اور قیامت کا ذکر آیا تو ماریا نے کہا بیشک وہ دن بڑا سخت اور کٹھن دن ہے ،حضرت ابراہیم (ع) نے کہاکہ چلو اس دن کی سختی کے دور ہونے اور نجات پانے کی دعا کرتے ہیں ماریا نے کہا تین سال

سے ایک دعا کررہا ہوں جو ابھی تک قبولیت کو نہیں پہنچی ہے ،لہٰذا میں اب مزید دعا نہیں کروں گا،ابراہیم(ع) نے پوچھا وہ کیادعا ہے تو اس نے کہا ابراہیم خلیل اللہ(ع) کی زیارت کی دعا ہے جب حضرت ابراہیم(ع) نے اس کو اپنا تعارف کرایا تو وہ بہت خوش ہوا اور سجدۂ شکر میں گر پڑااس وقت حضرت ابراہیم(ع) نے یوں دعا کی '' اے اللہ تجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی کہ تمام مردوخواتین کے ایمان کو قیامت کی سختی و دشواری سے اپنی حفظ و امان میں رکھ''ماریا نے آمین کہا ۔(بحارالانوار ج١٢ص٧٦،حیات القلوب ج١ ص١٦٨)

حضرت علی(ع) کا قیامت کو یاد کرتے ہوئے دعا کرنا

امام المتّقین علی ابن ابی طالب (ع) قیامت کو کثرت سے یاد کرتے تھے اور دعائے کمیل میں یوں فرماتے ہیں:" ...فَکَیْفَ احْتِمٰالِی لِبَلاءِ الآخِرَةِ وَ جَلِیلِ وُقوعِ الْمَکارِہِ فِیْھاوَھوَ بَلاء تَطُولُ مُدَّتُہُ وَیَدُومُ مَقٰامُہُ،وَلایُخَفَّفُ عَنْ اَہْلِہِ''

ترجمہ:''کس طرح آخرت کے عذاب کو تحمل کروں گا؟کس طرح قیامت کی سختیوں کے مقابل میں تاب لا سکوں گا جب کہ اس کی مدت بھی طولانی ہوگی اور قیامت کے عذاب میں توقف بھی دائمی ہوگا اور اس عذاب میں مبتلا ہونے والوں سے عذاب کو کم بھی نہیں کیا جائے گا ،دوسری جگہ اسی دعا میں فرماتے ہیں:"وَلِمٰامِنْھااَضِجُّ وَ اَبْکِی؟لِاَلِیمِ الْعَذٰابِ وَ شِدَّتِہِ اَمْ لِطُولِ الْبَلاءِ وَ مُدَّتِہِ..."

ترجمہ:'' قیامت کے دن کی کس کس مصیبت پر نالۂ و فریاد کروں اس پر جس کا عذاب دائمی اور شدید ہوگا یا اس دن کے طویل ہونے پر؟'' شاعر کہتا ہے :

اے وہ انسان جسے جہالت اور مستی نے گھیر رکھا ہے

دین و ایمان سے تونے آنکھوں کو بند کر رکھا ہے

ذراسا بھی تونے عذاب قیامت کے بارے میں نہ سوچا

ذرا سا بھی فساد زمانہ سے اپنے کو نہ بچایا

تو صرف اس فکر میں ہے کہ تیرا پرور دگار کریم ہے

صاحبِ عفوو درگذر اور رحمت و احسان والا

لیکن تجھے نہیں معلوم کہ وہی تجھے جہنم کی جانب گھسیٹے گا

معصیت پروردگار اور اطاعت شیطان کے نتیجے میں

راہ ابوجہل کب تجھے ہدایت دلائے گی۔۔۔اگر طالب ہدایت ہے تو چل راہ بوذر و سلمان پر

قیامت کادوسرا مرحلہ : صور کے پھونکے جانے کا ہے

قیامت کے اہم ترین حوادث میں سے دوسرا مرحلہ صور کے پھونکے جانے کا ہے جو کہ حضرت ''اسرافیل(ع) ''کے ذریعے انجام پائے گا ،جس کے صور پھونکے جانے سے تمام مخلوقات مر جائیں گی اس صور کو پہلا صور کہتے ہیں ،روایت امام زین العابدین میں اس صور کی یوں تعریف کی گئ ہے۔"اِنَّ الصُّورَ قَرْن عَظِیم لَہُ رَأْس واٰحِد وَ طَرَفَا نِ وَبَیْنَ الطَّرَفِ الْاَسْفَلِ الَّذِی یَلِی الْاَرْضَ اِلَی الطَّرَفِ الْاَعْلَیَ الَّذِی یَلِی السَّماءَ مِثْلُ مٰا بَیْنَ تُخُومِ الْاَرْضِ السّٰابِعَةِ اِلٰی فَوْقِ السَّمٰاءِ السّٰابِعَةِ ،فِیہِ اَثْقٰاب بِعَدَدِ اَرْواٰحِ الْخَلاٰئِقِ وَسِعَ فَمُہُ مٰابَیْنَ السَّماءِ وَالْاَرْضِ "(لالی الاخبار ج۵ ص۵۳)

ترجمہ:''جس سے صور پھونکا جائے گا وہ ایسی شاخ ہوگی جس کے دو رُخ ہوں گے جس کا فاصلہ زمین کے ساتویں طبقے سے آسمان کے ساتویں طبقے تک ہوگا اور اس ہیں تمام خلائق کی ارواح کے برابر سوراخ ہوں گے ،اس کا دہانہ زمین وآسمان کی وسعت کے برابر ہوگا، پیغمبر اسلام (ص) سے بھی نقل ہے کہ "اَلصُّورُ قَرْن مِنْ نُورٍ فِیہِ اَثْقٰاب عَلیٰ عَدَدِ اَرْواٰحِ الْعِبٰادِ "(علم الیقین (فیض کاشانی)ص۸۹۱)ترجمہ:''صور نور کی ایسی شاخ ہے جس میں تمام ارواح خلائق کے برابر سوراخ ہوں گے۔''

اسرافیل صور پھونکنے والافرشتہ

روایات کے مطابق ""اسرافیل ""سریانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی بندۂ خدا کے ہیں بعض روایات کے مطابق یہ خداکا مقرب ترین فرشتہ ہے یہی سب سے

پہلاوہ فرشتہ ہے جس نے حضرت آدم کے آگے سجدہ کیا ،امام جعفر صادق (ع) سے نقل شدہ روایت کے تحت تمام مخلوقات کے مرجانے کے بعد کچھ مقرب فرشتے باقی رہ جائیں گے پھر کچھ مدت کے بعد میکائیل کو بھی موت آجائے گی پھر کچھ مدت کے بعد جبرئیل کو بھی موت آجائے گی پھر کچھ مدت کے بعد اسرافیل کو بھی موت آجائے گی پھر کافی مدت کے بعد عزرائیل کو بھی موت آجائے گی ،ایسے وقت خدا ندادے گا (لِمَنِ المُلْکُ اَلْیَوْمَ) ""آج کے دن سلطنت کس کی ہے ""پھر خود ہی جواب دے گا کہ (لِلّٰہِ الْوٰاحِدِ الْقَہّٰارِ) اسی واحد و غلبہ رکھنے والے اللہ کی ہے۔(بحار الانوار ج٦ص٣٢٦)

قرآن میں صور پھونکے جانے کاذکر

قرآن میں دس مقامات پر صور پھونکے جانے کا ذکر ہے (سورۂ انعام آیت ٧٣،سورۂ کہف آیت ٩٩،سورۂ طہٰ آیت ١٠١،سورۂ مؤمنون آیت ١٠٢سورۂ، نمل آیت ٨٧،سورۂ یٰس آیت ٥١،سورۂ زمر آیت ٦٨،سورۂ ق آیت ٤٢،سورۂ حاقہ آیت ١٣،سورۂ نباء آیت ١٨۔)

لیکن یہی واقعہ دوسری جگہ قرآن میں ''صیحہ ''(سورۂ یٰس آیت ۴۹۔ ۵۳، سورۂ ص آیت ۱۵،سورۂ ق آیت ۴۲)اور ''صاخۃ''(سورۂ عبس آیت ۳۳)اور ''نقرفی الناقور'' (سورۂ مدثر آیت ۸)اور ''قارعہ ''(سورۂ قارعہ آیت ۱۔۲) اور ''زجرۃ'' (سورۂ صافات آیت ۱۹) اور ''رادفۃ ''(سورۂ نازعات آیت ۷)کے عنوانات سے ذکر ہوا ہے۔

صور پھونکے جانے کی تعداد

قرآن کی ۱۸ آیات سے اس مسئلے کو چھ طریقوں سے بیان کیاگیا ہے سب سے یہی پتہ چلتا ہے کہ صور کا پھونکا جانا دو مرتبہ ہوگا ایک صور سب کے مرنے کے لئے اور دوسرا صور دوبارہ سب کو زندہ کرنے کے لئے پھونکا جائے گا جیسا کہ سورۂ زمر کی آیت ٦٨ میں یوں ارشاد ہوا۔(وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ الاَّمَنْ شَاءَ اللہ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَاهمْ قِيَام يَنْظُرُونَ)ترجمہ:''اور صور پھونکا جائے گا تو تمام زمین و آسمان کی مخلوق مرجائے گی مگر جب کسی کو خدا باقی رکھنا چاہے ،پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا سب کے سب اٹھ کھڑے ہوں گے اور حساب وکتاب کے منتظر ہوں گے ،روایات کے مطابق ان دونوں صور پھونکے جانے کے درمیان ۴۰سال کا فاصلہ ہو گا اور سب کے مرجانے والا صوراسرافیل کی جانب سے اور دوبارہ سے سب کے اٹھائے جانے والا صور خداوند عالم کی طرف سے پھونکا جائے گا ۔(تفسیر نور الثقلین ج۴ ص۵۰۲)

صور پھونکے جانے کی آواز کس طرح زندہ و مردہ ہونے کا سبب بنے گی؟

پہلے مسئلے کا جواب تو کلام امیر المؤمنین علی(ع) سے مل جاتا ہے کہ آپ نے فرمایا:''جب صور پھونکا جائے گا تو زبانیں گنگ ہوجائیں گی اور قلوب کام کرنا چھوڑدیں گے بلند پہاڑ اور سخت پتھر نرم ہو جائیں گے اور اڑنے لگیں گے ان کی جگہیں اس طرح صاف ہوجائیں گی کہ گویا اس جگہ کچھ تھاہی نہیں۔''(نہج البلاغہ خ۱۹۵)

دوسرے مسئلے کا جواب اس طرح سے دیا جاسکتا ہے کہ جس طرح بیہوش افراد کو مارایا بلند آواز سے ہوش میں لایا جاتا ہے یا بجلی کے جھٹکوں کے ذریعے سے بھی، تو خدا جو قادر مطلق ہے تو وہ کیونکر زندہ نہیں کرسکتا بلکہ اس کی طرف سے دوبارہ زندہ کرنے کے واقعات روئے زمین پر اس سے پہلے بھی رونما ہو چکے ہیں جیسا کہ حضرت عزیر کا سو سال کے بعد زندہ ہونا۔(سورۂ بقرہ آیت ۲۵۹)

اوراصحاب کہف کا ۳۰۹ سال کے بعد زندہ ہونا۔(سورۂ کہف آیت ۲۵)

صور پھونکے جانے کی آواز سے لوگوں کا غافل گیر ہوجانا

سورۂ یٰس کی آیت ۵۳ میں ارشاد ہوا (اِنْ کَانَتْ اِلاَّصَیْحَةً وَاحِدَةً فَاِذَا همْ جَمِیع لَدَیْنَا مُحْضَرُونَ)ترجمہ ''وہ لوگ وصیت بھی نہ کر سکیں گے اور اپنے اہل و عیال تک بھی پلٹ کر نہیں جائیں گے ،کہ صور کی آواز سے وہ جہاں ہوں گے انھیں وہیں موت

آجائے گی ،مفسرین نے اس آیت کے ذیل میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیاہے کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: ''دو افراد کپڑے کے معاملے میں مصروف ہوں گے کہ ایک کپڑا کھول کر دکھا رہا ہوگا اور دوسرا دیکھ رہا ہوگا قبل اس کے کہ کپڑے کو لپیٹا جائے صور پھونکے جانے سے دنیا کا خاتمہ ہوجائے گا اس وقت ممکن ہے کچھ لوگ گل بوٹے کو پانی دینے میں یا جانوروں کو سیراب کرنے میں لگے ہوں گے قبل اس کے کہ وہ سیراب ہوں قیامت برپا ہو جائے گی۔'' (تفسیر مجمع البیان ج٨ ص۴۲۸اور تفسیر روح المعانی و قرطبیؒ میں اس آیت کے ذیل میں)

امام سجاد (ع) کاصور پھونکے جانے کے دن کو یاد کرکے گریہ کرنا

علی ابن ابراہیم اپنی اسناد کے ذریعے امام سجاد (ع) سے روایت نقل کرتے ہی کہ ایک دفعہ کسی نے امام سے صور پھونکے جانے کی کیفیت پوچھی تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''جب صور پھونکے جانے کا حکم ہوگا تو اسرافیل زمین پر آئیں گے اور بیت المقدس کی نزدیکی زمین پر قبلہ رخ ہو کر صور پھونکیں گے اسی وقت تمام مخلوق مرجائے گی پھر بحکم پروردگار اسرافیل بھی مر جائیں گے اسی دوران خدا زمین وآسمان کو حکم دے گا تو وہ شدت سے حرکت میں آجائیں گے اور پہاڑاپنی جگہ سے اکھڑ کر حرکت کرنے لگیں گے جیسا کہ اس مطلب کی طرف اشارہ سورۂ ذاریات کی آیات ۹،۱۰ میں بھی ہوا ہے اور پھر خدا اس زمین کو ایسی زمین سے بدل دے گا جس پر کوئی گناہ نہیں ہوا ہوگا اور اس پر

پہاڑ و سبزہ بھی اگا ہوگا پھر خدا تمام زمین وآسمان کی مخلوق کو مخاطب کر کے پوچھے گا (لِمَنِ المُلْکُ اَلْیَوْمَ) ''یعنی آج کے دن کس کی حکومت ہے جب کوئی بھی جواب نہ ملے گا تو خود خدا ارشاد فرمائے گا'' (لِلّٰہِ الْوٰاحِدِ الْقَہّٰارِ) یہ سب حکومت و قدرت اس خدا کے لئے ہے جو ایک اور غلبہ رکھنے والا ہے میں ہی سب کو موت دینے والا اورزندہ کرنے والا ہوں ،پھر خدا وند عالم اپنی لا یزال قدرت سے ایسا صور پھونکے گا جس سے تمام مردہ مخلوق دوبارہ سے زندہ ہو جائے گی اور سب لوگ بارگاہ پروردگار میں حساب و کتاب کے لئے پیش کئے جائیں گے راوی کہتا ہے "اَفَرَأَیْتُ عَلِیَّ بْنِ الْحُسَیْنِ صَلَوٰاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِمٰایَبْکِی عِنْدَ ذٰلِکَ بُکٰاءً شَدِیداً"یعنی میں نے دیکھا کہ امام سجاد نے شدید گریہ فرمایا:'' (تفسیر قمی ج۲ ص۲۵۳، بحار الانوار ج۶ص۳۲۴، تفسیر نور الثقلین ج۴ ص۵۱۵)

اس روایت سے ہمیں بھی یہ درس ملتا ہے کہ ہم بھی اس عظیم دن کو یاد کرکے اپنی روحانی تربیت میں زیادہ محنت کریں اور اس مادی و فانی دنیا کے لئے اپنے آپ کو ضائع کرنے کے بجائے ذرا سفر آخرت کی فکر کریں اور اس کے لئے سازو سامان مہیا کریں۔

قیامت کا تیسرا مرحلہ: قبر سے خارج ہونے کا ہے

صور کے پھونکے جانے اور مردوں کا قبروں سے زندہ ہو کر باہر آنااور میدان محشر میں حاضر ہونا ہے جس کی طرف قرآن کی مندرجہ ذیل آیات میں اشارے ہوئے ہیں :

۱۔(اِذٰازُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزٰالَھا*وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقٰالَھا وَ قٰالَ الْاِنْسٰانُ مٰالَھا*یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبٰارَھا) (سورۂ زلزال آیت ۱۔۴)ترجمہ:''جب زمین شدت سے لرزے گی اور اپنے سنگین بوجھ کو باہر نکالے گی، انسان کہے گا کہ یہ زمین کو کیا ہوگیا ہے ؟اس دن زمین اپنی تمام خبروں کو آشکار کردے گی۔''

۲۔(یَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْھمْ سِرَاعًاذَلِک حَشْر عَلَیْنَا یَسِیر) (سورۂ ق آیت ۴۴)

ترجمہ:''جس دن زمین شگافتہ ہو جائے گی اور لوگ قبروں سے جلدی جلدی خارج ہو رہے ہوں گے یہی میدان محشر ہوگا جو ہمارے لئے اس طرح سے کرنا آسان ہے۔''

۳۔(وَنُفِخَ فِی الصُّورِفَاِذَاھمْ مِنْ الْاَجْدَاثِ اِلَی رَبِّھمْ یَنسِلُونَ)(سورۂ یٰس آیت ۵۱)

ترجمہ:' دوسری دفعہ جب صور پھونکا جائے گا تو ناگہاں انسان جلدی جلدی اپنی قبروں سے نکل کر بارگاہ پروردگار کی طرف حرکت کریں گے۔''

۴۔(وَاَلْقَتْ مٰا فِیها تَخَلَّتْ)(سورۂ انشقاق آیت ۴)ترجمہ:''قیامت کے آغاز میں ،زمین کے اندر جو کچھ ہوگا وہ اسے باہر نکال کر خالی ہو جائے گی۔''

مختصر شرح:ان آیات اور دوسری آیات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ دوسری دفعہ صور پھونکے جانے کے بعد مردے زندہ ہوں گے یعنی زمین کھل کر سامنے آجائے گی اور مردوں کے علاوہ بھی جو زمین میں ذخائر ہیں وہ رونما ہو جائیں گے پیغمبراکرم (ص) سے ایک روایت میں نقل ہے کہ ''صور کے پھونکے جانے کے بعدآسمان کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں گے اور ستاروں کی روشنی ختم ہو جائے گی ،دریا خشک ہو جائیں گے، پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ جائیں گے، آنکھوں کے آگے تاریکیاں چھا جائیں گی ،اس دن کی وحشت سے حاملہ عورتوں کے حمل ساقط ہوجائیں گے ،بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔''(بحارالانوار ج۵ ص۲۹۱)

سچ تویہ ہے کہ یہ مرحلہ بڑا سخت ہوگا جب لوگ قبروں سے نکل کر بارگاہ پروردگار کی طرف جارہے ہوں گے اور ایک ہی قبر سے مختلف قسم کے افراد صالح و غیر صالح اور کافر لوگ نکل رہے ہوں گے اور خاک لوگوں کے بوسیدہ اجزاء کو ملا کر باہر نکال دے گی بقول شاعر کے :

۱۔"رُبَّ قَبْرٍ قَدْ صٰارَ قَبْراً مِراراً-ضٰاحَکٍ مِنْ تَزٰاحِمِ الْاَضْدٰادِ "ترجمہ:''کتنی زیادہ قبریں ایسی ہیں جو قبروں کا بوجھ بن گئیں۔جو متضاد افراد کے ٹکراؤ سے ہنستی ہیں۔''

۲۔وَدَفِینٍ عَلٰی بَقٰایٰا دَفِینٍ -فِی طَویلِ الآجٰالِ والاَمٰادِ

ترجمہ :''طول زمان میں کتنے انسان دوسرے انسانوں پر دفن ہوگئے۔''

یہ بات بھی مخفی نہ رہے کہ اس طرح کے حالات کا پیش آنا اس بات کا متقاضی ہے کہ لوگ اس دن کو یاد کر کے خوفزدہ ہوں اور اپنے اعمال کی اصلاح کریں کیونکہ بیشک اس دن کفار اور گناہگا ر لوگ ہی سخت وحشت کے عالم میں ہوں گے اور مؤمنین کی وحشت بھی عارضی ہو گی کیونکہ وہ عذاب خدا سے امان میں ہوں گے جیسا کہ سورۂ عبس کی آیت ۳۳سے آیت ۴۲ تک میں اس بات کی طرف اشارے کئے گئے ہیں۔

مثلًا:فاذاجٰائَتِ الصّٰاخَّۃُ*یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیہِ*وَاُمِّہِ وَاَبِیہِ*وَصٰاحِبَتِہِ وَبَنِیہِ*لِکُلِّ امْرِءٍیَوْمَئِذٍشَأْن یُغْنِیہِ*وُجُوہ یَوْمَئِذٍ مُسْفِرَۃ*ضٰاحِکَۃ مُسْتَبْشِرَۃ*وَوُجُوہ یَوْمَئِذٍ عَلَیْھا غَبَرَۃ*تَرْھقُھا قَتَرَۃ*اُولٰئِکَ ھمُ الْکَفَرَۃُ الْفَجَرَۃُ)ترجمہ:''پس جب قیامت کے دن صور پھونکے جانے کی وحشت ناک آواز گونجے گی تو انسان اپنے بھائی ،ماں، باپ، بیوی بچوں سے فرار اختیار کریں گے اس دن ہر ایک اپنے آپ میں مشغول ہوگا،اس دن کچھ چہرے کشادہ اور خنداں و شاداب ہوں گے اور کچھ چہرے غبار آلود ہوں گے سیاہ دھویں نے ان کے چہروں کو ڈھانپ دیا ہوگا یہی وہ کافر و فاجر لوگ ہوں گے۔''

البتہ یہاں فرار ہونے سے مراد بُرے افراد سے فرار ہونا ہے مثلًا ابراہیم کا آذر سے فرار نوح و لوط کا اپنی بیویوں سے فرار اور نوح کا اپنے بیٹے کنعان سے اجتناب اورہابیل کا قابیل سے فرار ہونا ہے امام زین العابدین (ع) دعائے ابو حمزہ ثمالی میں اس مرحلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :"اَشَدُّساعٰاتِ ابْنِ آدَمَ ثَلاثُ ساعٰاتٍ؛اَلسّٰاعَةُ الَّتِي يُعٰايِنُ فِيْها مَلَكَ الْمَوْتِ،وَالسّٰاعَةُ الَّتِي يَقُومُ فِيْها مِنْ قَبْرِهِ،وَالسّٰاعَةُ الَّتِي يَقِفُ فِيها بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَبٰارَكَ وَتَعٰالىٰ،فَاِمّٰااِلَى الْجَنَّةِ،وَاِمّٰااِلَى النّٰارِ"(بحار الانوار ج۷ص۱۰۵) ترجمہ :''انسان کے لئے سخت ترین مرحلے تین ہیں ،۱۔وہ مرحلہ جب انسان عزرائیل سے ملاقات کرے گا اور مرے گا،۲۔وہ مرحلہ جب انسان قبر سے اٹھایا جائے گا، ۳۔وہ مرحلہ جب انسان بارگاہ الٰہی میں پیش ہوگااور دور اھے پر حیران و پریشان کھڑا ہوگا کہ نہیںمعلوم بہشت میں بھیجا جاؤں گا یا دوزخ میں ؟

پیغمبر اکرم (ص) نے ایک دفعہ حضرت علی (ع) سے فرمایا: میں نے خدا سے تمہارے لئے پانچ افتخار طلب کئے ہیں جو خدا نے مجھے عطا کردیئے ہیں جن میں سے ایک امتیاز یہ ہے کہ جب لوگ اٹھائے جائیں گے تو میں سب سے پہلے اُٹھا یا جاؤں اور جس وقت میں اپنے سر و صورت سے خاک جھاڑ رہاہوں تو اس وقت تم میرے ہمراہ ہو ،اس سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے قبروں سے نکلنے والے اور میدان محشر میں حاضر ہونے والے پیغمبر اسلام (ص)اور حضرت علی (ع) ہوں گے ۔(تفسیر نور الثقلین ج۵ص۱۱۹)

دوسری روایت میں سب سے پہلے قبروں سے نکلنے والوں میں پیغمبر اسلام (ص) پھر حضرت ابراہیم اور پھر حضرت علی (ع)کے اسماء ہیں۔(بحار الانوار ج۸ص۵۲)

حضرت علی (ع) سے نقل ہے کہ قبروں کے شگافتہ ہونے کے وقت ہر انسان کے پاس دودوفرشتے حاضر ہوں گے جو اس کو بازوٴں سے پکڑ کر باہر نکالیں گے اور اس سے کہیں گے "اَجِبْ رَبَّ الْعِزَّةِ "(بحارالانوار ج۷ص۱۰۶)

ترجمہ :''اپنے پروردگار کی دعوت پر لبیک کہو۔

دوسری جگہ علامہ مجلسی نے روایات سے استفادہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بعید نہیں ہے کہ قیامت کے دن میدان محشر میں بعض کافروں کو ایک ہزار سال اور بعض کو ۵۰ ہزار سال روکا جائے لیکن مؤمنین کا ٹھہرایا جانا ان کے حالات اور اعمال کے لحاظ سے ہوگا بعض لوگ تو شایدایک لمحہ سے بھی زیادہ روکے نہ جائیں اور جلدی سے پل صراط سے گذر جائیں۔(بحار الانوار ج۷س۱۲۸)

مؤمن کو خوش کرنے کا نتیجہ

قیامت کا وہ دن جہاں تاریکی اور ظلمات چھائی ہوئی ہوگی اس دن کی روشنی نورانی انسانوں کے نور پر منحصر ہوگی،بعض لوگوں کے نیک اعمال کے سبب ان کے چہروں سے یا ان

کے دائیں جانب سے نور ساطع ہورہا ہوگا جیسا کہ یہ مطلب قرآن میں سورۂ تحریم کی آیت ۸ اور سورۂ حدید کی آیت ۱۲ میں بھی آیا ہے۔

امام جعفر صادق (ع) سے روایت ہے کہ قیامت کے دن جب مؤمن قبر سے نکلے گا تو ایک اس کاہم شکل نورانی چہرے والا بھی اس کے ساتھ نکلے گا اور قیامت کے ہر خوفناک مرحلے میں اس کے ہمراہ ہوگا اس کا حساب و کتاب جلد ہو گا جب وہ بہشت کی طرف جارہا ہوگا تو انسان اس نورانی ہم شکل سے پوچھے گا کہ آخر تم کون ہو جو قبر سے نکلنے کے وقت سے لے کر بہشت پہنچنے تک میرے ہمراہ ہو تو وہ کہے گا "اَنَاالسُّرُورُ الَّذِی کُنْتَ اَدْخَلْتَ عَلٰی اَخِیکَ الْمُؤْمِنِ فِی الدُّنْیا"(اصول کافی ج۲ص۱۹۱)ترجمہ: ''میں وہ خوشی ہوں جو تم نے اپنے برادر دینی کو دنیا میں پہنچائی ہے، خداوندعالم نے مجھے اس شکل میں تمہیں خوشخبری دینے کے لئے خلق کیا ہے۔''

قیامت کے دن برہنہ اُٹھائے جانے کاخوف

فاطمہ بنت اسد کو کیونکہ یہ خوف رہا کرتا تھالہٰذا جب مدینہ میں ان کی رحلت ہوئی تو پیغمبر اسلام (ص) چشم گریاں کے ساتھ ان کے جنازے پر حاضر ہوئے اور یہ دعا کی کہ ''پروردگاراتو ان کی مغفرت فرمانا وہ فقط علی (ع) کی ہی ماں نہیں تھیں بلکہ میری ماں بھی تھیں'' پھراپ (ص) نے اپنے عمامہ اور پیراہن کوخواتین کودیتے ہوئے فرمایا: اس سے فاطمہ بنت اسد کے لئے کفن بناؤاور پھر کفن بنانے میں آپ نے خود بھی مدد کی اوران کی نماز جنازہ میں چالیس

تکبیریں کہیں اور پہلے خود قبر میں جا کر لیٹے اور نکل آئے پھر امام علی اور امام حسن (ع) سے بھی فرمایا کہ تم لوگ بھی جا کر لیٹ کر نکل آؤ، پھر آپ (ص) نے جنازے کو قبر میں رکھا اور ان کے سرہانے کھڑے ہو کر تلقین کہی اور دعا کی۔

عمار یاسر نے رسول خدا (ص) سے سوال کیا کہ آپ (ص) نے ایسا تو پہلے کسی کے جنازے پر نہیں کیا؟ توآپ (ص) نے ان کے جواب میں فرمایا: وہ انھیں تمام باتوں کی حقدار تھیں کیونکہ انھوں نے میرے بچپنے میں اپنے بچوں کو سیر نہیں کیا مجھے سیر کیا، اپنے بچوں کو پہنانے کے بجائے مجھے پہنایا اپنے بچوں سے زیادہ میرا خیال رکھا ،عمار پوچھتے ہیں کہ آپ نے ان کی نماز جنازہ میں چالیس تکبیریں کیوں کہیں؟ آپ(ص) نے فرمایا: کیونکہ ملائکہ کی چالیس صفیں نماز میں حاضر ہوئیں تھیں لہٰذا ہر صف کے لئے ایک تکبیر کہی اور اپنے عمامہ و پیراہن سے جو ان کو کفن دلوایا وہ اس لئے کہ وہ ہمیشہ قیامت کے دن لوگوں کے برہنہ اُٹھائے جانے کے بارے میں پریشان رہا کرتی تھیں لہٰذا میں نے ایسا کیا تاکہ روز محشر کا یہ خوف ان کا ختم ہو جائے اور میں جو ان کی قبر میں لیٹ کر نکلا ہوں تو خدا نے ان کی قبر میں بہشت کا ایک دروازہ کھول دیا ہے اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جیسے ہی میں ان کی قبر سے نکلا تو خدا کی طرف سے دو چراغ ان کے سرہانے اور دو چراغ ان کی پائتی روشن کرادیئے گئے ہیں اور دو فرشتوں کو ان کی قبر پر نگہبان قرار دیدیا ہے جو قیامت تک ان کے لئے طلب مغفرت کرتے رہیں

گے اور ان کے درجات بڑھتے رہیں گے۔(امالی شیخ صدوق ص۱۶۹،بحارالانوار ج۳۵ ص۷۰ مقاتل الطالبین ص۸)

میدان محشر میں نورآل علی(ع) کاچمکنا

امام جعفر صادق (ع) ارشاد فرماتے ہیں ''جب قیامت برپا ہوگی اور تمام لوگ میدان محشر میں حاضر ہوں گے تو اس وقت وہاں شدید تاریکی چھائی ہوگی اس قدر کہ لوگ اس تاریکی سے تنگ آکر آہ وبکا کی فریادیں کرنے لگیں گے اور گریہ و زاری کے ذریعے خدا سے دعاکریں گے کہ ان سے اس تاریکی کو دور کیا جائے ،اسی دوران لوگ دیکھیں گے کہ میدان محشر میں لوگوں کی ایک جماعت ایسی آرہی ہے جن کے نور سے پورا میدان محشر روشن ہو رہا ہے،لوگ اپنے آپ میں کہیں گے کہ یقینا یہ لوگ اللہ کے رسول ہیں ندائے الٰہی آئے گی کہ ایسا نہیں ہے ،

وہ لوگ کہیں گے کہ یقینا وہ فرشتے ہیں آواز آئے گی کہ ایسا نہیں ہے،وہ لوگ کہیں گے کہ یقینا شہداء کا گروہ ہے،آواز آئے گی کہ وہ شہداء کا گروہ بھی نہیں ہے،تولوگ گھبرا کر پوچھیں گے کہ پھر وہ کون لوگ ہیں؟ آواز آئے گی خود ان سے پوچھو ،جب وہ لوگ آگے بڑھ کر ان سے پوچھیں گے کہ تم لوگ کون ہو؟تو وہ نورانی گروہ کہے گا کہ''ہم ذُرّیت پیغمبر(ص)اورآل علی ہیں اور یہ وہ خاص مقام و منزلت ہے جو آج خدا نے ہمیں عطا کیا ہے پھر خدا کی طرف سے ان لوگوں کو نداء دی جائے گی کہ آج تم لوگ

اپنے دوستوں اور پیروکاروں کی شفاعت کر سکتے ہو۔''اس طرح وہ لوگ اپنے شیعوں کی بارگاہ پروردگار میں شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت قبول ہوگی ۔(بحارالانوار ۸ص۱۰۰ ،امالی صدوق ص۱۷۰.)

میدان محشر میں لوگوں کا اپنے اپنے امام کے پیچھے حرکت کرنا

قرآن میں ارشاد ہوا:يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ)(سورۂ اسراء آیت۷۰)

ترجمہ :''قیامت کے دن ہر گروہ اپنے امام کے ساتھ حرکت کرے گا ،یعنی جو جس کا امام و رہبر ہوگا تو آخرت میں بھی اس کا وہی امام و رہبر ہوگا،لہٰذا اگر دنیا میں نیک امام و رہبر کا انتخاب کیا ہوگا جیسے انبیاء الٰہی اورآئمہ اطہار اور ان کے نائبین تو آخرت میں بھی یہی افراد اس کے امام و رہبر ہوں گے اور اگر دنیا میں بُرے رہبر کے پیچھے چلتے رہے توآخرت میں بھی اسی تاریکی میں اس کے پیچھے چلنا ہوگا۔

ایک دن امام جعفر صادق(ع)نے اپنے شیعوں سے ارشاد فرمایا: ''کیاتم لوگ اس بات پر خدا کاشکر ادا نہیں کرتے ہو کہ قیامت کے دن جب ہر گروہ اپنے اپنے رہنما کے پیچھے چل رہاہوگا تو تم لوگ پیغمبر اکرم (ص)اور ہم آئمہ کے ہمراہ ہوگے خدائے کعبہ کی قسم ہم لوگ تم لوگوں کو بہشت کی طرف لے جائیں گے۔''(تفسیر مجمع البیان ج۶ س۴۳۰)

شیخ صدوق اپنی کتاب خصال میں اصبغ بن نباتہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے جنگ نہروان یا جنگ صفّین کے موقع پر ہم لوگوں کو حکم دیا کہ کوفہ سے مدائن کی طرف حرکت کریں ،جب ہم لوگ جمع ہو کر نکلے تو منافقین کے سات افراد کا گروہ راستے میں ہم سے جدا ہو گیا جن میں عمر وبن حریث بھی تھا،ایک دن عمر وبن حریث اپنے انھیں سات نفری گروپ کے ہمراہ کھانا کھانے میں مصروف تھا کہ ان کے قریب سے لال بیگ گزرا عمر و بن حریث نے اس لال بیگ کو پکڑ کر اپنے ساتھیوں کو دکھلاتے ہوئے حضرت علیؑ کی شان میں اہانت کرتے ہوئے بولا یہ امیر المؤمنین ہے تم لوگ اس کی بیعت کرو اس کے بے وقوف ساتھیوں نے بھی اس کا ساتھ دیتے ہوئے کہا ہم نے اس لال بیگ کی بیعت کی ،جمعہ کے دن جب مدائن میں یہ لوگ حضرت علی (ع) کے پاس آئے تو کیونکہ حضرت ان لوگوں کے حالات سے باخبر تھے لہٰذا ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا:اے لوگو!رسول اللہ (ص)نے مجھے ہزار احادیث کی تعلیم دی جن میں سے ہر حدیث کے ہزار ہزار باب ہیں اور ہر باب کی ہزار ہزار چابیاں ہیں جن کی محرمانہ طورپر آنحضرت (ص)نے مجھے تعلیم دی ہے خدا وندعالم نے ارشاد فرمایا:(يَوْمَ نَدْعُوكُلَّ أُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ) اور تمہارے سامنے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بیشک وہ آٹھ افراد جنھوں نے لال بیگ کی بیعت کی ہے قیامت کے دن وہ اسی کے ہمراہ ہوںگے اگر تم لوگ چاہو تو تمہارے سامنے ان کے نام بھی بتا سکتا ہوں ،اصبغ

بن نباتہ کہتے ہیں میں نے اسی دوران جب عمرو بن حریث کی طرف دیکھا تو وہ سر نیچے کئے ہوئے شرمندگی کے عالم میں بیٹھا ہوا تھا۔(تفسیر نور الثقلین ج۳ص۱۹۰

حضرت فاطمہ زہرا(س)کا میدان محشر کو یاد کرکے غمگین ہونا

حضرت علی(ع) ارشاد فرماتے ہیں:''ایک دن پیغمبر اسلام (ص) فاطمہ کے پاس آئے ان کو غمگین پا کراس کی وجہ پوچھی تو فاطمہ نے عرض کی بابا جان روز محشر سے عریاں اٹھائے جانے کو یاد کرکے غمگین ہوں توآنحضرت (ص) نے فرمایا: بیشک وہ بڑا سخت لمحہ ہوگا مگر جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ خداوند تعالیٰ اسرافیل فرشتہ کے ہاتھوں تمہارے پاس تین نورانی فاخرہ کپڑے بھیجے گااور وہ فرشتہ تم سے کہے گا کہ اٹھواسے پہنو اور پھر ستر ہزار حوریں تمہارے پاس آئیں گی تم ان کو دیکھ کر خوش ہو جاؤ گی اور ان کے ہمراہ قبر سے نکل کر بہشت کی طرف روانہ ہو گی راستے میں حضرت مریم ستر ہزار حوروں کے ہمراہ آکر تمہیں سلام کریں گی اور تمہارے ہمراہ ہو جائیں گی۔

پھر آپ نے ارشاد فرمایا: "ثُمَّ تَسْتَقْبِلُکِ اُمُّکِ خَدِیجَۃُ بِنْتُ خُوَیلِدٍ، اَوَّلُ الْمُؤْمِناٰتِ بِاللّٰہِ وَبِرَسُولِہِ وَ مَعَھا سَبْعُونَ اَلْفَ مَلَکٍ بِاَیْدِیْھِمْ اَلْوِیْۃُ التَّکْبِیرِ "یعنی پھر تمہاری ماں خدیجہ بنت خویلد تمہارے استقبال کو آئیں گی وہی سب سے پہلی خاتون ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائی اور اس کے ہمراہ ستر ہزار فرشتوں کی جماعت ہو گی جن کے

ہاتھوں میں پرچم ہوں گے ،پھر حوا(س) و آسیہ (س) ستر ہزار حوروں کے ہمراہ آکرتم پر سلام کرکے تم سے آملیں گی۔

جب تمہارا یہ کارواں میدان محشر میں پہنچے گا عرش کے نیچے سے ایک منادی ندا دے گا کہ تم لوگ اپنی آنکھوں کو بند کر لواور تعظیم کے لئے جھک جاؤکیونکہ فاطمہ بنت محمد (ص) یہاں سے گزر رہی ہیں تمام لوگ اپنی آنکھوں کو بند کر لیں گے سوائے میرے اور ابراہیم خلیل (ع) کے اور علی (ع) کے کوئی نہیں دیکھے گا پھر تمہارے لئے نور کا منبر بنا یا جائے گا اور جبرئیل تمہارے پاس آکر کہیں گے کہ آج تمہاری جو بھی حاجت ہے خدا سے طلب کرو، توتم یوں دعا کروگی کہ بار الٰہا میرے اور میری اولاد شیعوں کی مدد فرما خطاب ہوگا میں نے ان سب کو بخش دیا جس نے بھی تم سے توسل کیا اور تمہارا ساتھ دیا آج وہ تمہارے ساتھ بہشت میں جائے گا۔(بحارالانوار ج۸ص۵۳)

میدان حشر میں منافقین کی لاحاصل استمداد

سورۂ حدید کی آیت ۱۲ سے آیت ۱۵ تک یوں استفادہ ہوتا ہے ''مؤمن مرد و زن قبروں سے اٹھ کر جلدی جلدی میدان محشر کی طرف جارہے ہوں گے اس حالت میں کہ ان کے آگے آگے اور دائیں جانب نور ہوگا جو انھیں ابدی بہشت کی بشارت دے رہا ہوگا ،لیکن منافق مرد و زن جو تاریکی میں ہوں گے دست خیرات مؤمنین ومؤمنات کی طرف دراز کریں گے اور کہیں گے ''ذرا ہماری طرف بھی تھوڑی سی نظر کرو تاکہ

ہمارے شعلوں میں کچھ کمی آجائے ''لیکن مؤمنین ومؤمنات انھیں جواب دیں گے کہ ''واپس دنیا کی طرف لوٹ جاؤ اور وہاں جا کر نیک اعمال کر کے اپنے لئے نور حاصل کر لو''ایسے وقت میں ان دونوں گروہوں کے درمیان دیوار حائل کر دی جائے گی لیکن اس دیوار کے ایک طرف مؤمنین پر رحمت خدا کی بارش ہو رہی ہوگی اور دوسری طرف منافقین پر عذاب الٰہی ہورہا ہوگا ،پھر منافقین کے سامنے ان کے نور قیامت سے محروم رہنے کے پانچ اسباب بیان کئے جائیں گے۔

ا۔تم لوگ کفر کی راہ اختیار کرنے کے سبب ہلاک ہوئے ،۲۔تم لوگ ہمیشہ پیغمبر (ص)اور مؤمنین کی موت کے انتظار میں رہا کرتے تھے ،۳۔تم لوگ ہمیشہ مسئلہ معاد اور حقانیت پیغمبر (ص) میں شک کیا کرتے تھے ،۴۔تم لوگ ہمیشہ اپنی لمبی لمبی آرزؤں میں غرق رہا کرتے تھے یہاں تک کہ موت کے ہاتھوں میں گرفتار ہوئے ،۵شیطان نے تم لوگوں کو دھوکہ دے کر مغرور بنائے رکھا۔

مؤمنین کی طرف سے منافقین کو آخری جواب یہ ہوگا کہ آج تم سے کوئی رشوت بھی قبول نہیں کی جائے گی اور تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے،منافقین اس دن جتنا بھی نالہ و فریاد کریں گے کوئی فائدہ نہ دے گی۔(تفسیر نور الثقلین ج۵ ص۲۴۱)

اہل محشر کا مقام شہداء پر رشک کرنا

اہل محشر دیکھیں گے کہ ایک گروہ نورانی شخصیتوں کا قبروں سے نکل کر میدان محشر کی طرف آرہا ہے تو تعجب سے سوال کریں گے کہ خدایا یہ کون لوگ ہیں؟ اتنے میں اہل محشر دیکھیں گے کہ ایک دوسرا نورانی چہروں والا گھوڑوں پر سوار وہاں پہنچے گا اور پہلے نورانی چہرے والے گروہ کے احترام میں اپنے گھوڑوں سے اتر ے گا،اہل محشر سوال کریں گے کہ یہ کون لو گ ہیں ؟ تو انھیں جواب دیا جائے گا کہ یہ گھوڑوں پر آنے والا گروہ انبیاء کا ہے تو اہل محشر اور زیادہ تعجب سے پوچھیں گے کہ پھر پہلے والا گروہ کون ہے جو انبیاء بھی ان کے احترام میں گھوڑوں سے اتر آئے؟ انھیں جواب ملے گا کہ وہ پہلے والا گروہ شہداء کا ہے، اہل محشر حیرت و تعجب سے ان کی طرف دیکھیں گے یہاں تک کہ وہ گروہ بہشت کی طرف روانہ ہو جا ئے گا اور پیغمبر اسلام (ص)اور حضرت ابراہیم کے جوار میں جگہ پائے گا اس وقت اہل محشر شہداء کے مقام پر رشک کریں گے اور کوئی کہے گا کہ میں فلاں شہید کا رشتہ دار ہوں کوئی کہے گا کہ میں فلاں شہید کا ہمسایہ ہوں۔(تفسیر مجمع البیان ج۲ص۵۳۸)

دس قسم کے لوگوں کا بدترین حیوانات کی شکل میں محشور ہونا

سورۂ نباء کی آیت میں ہم یوں پڑھتے ہیں (یَوْمَ یُنْفُخُ فِی الصُّورِ فَتَأْتُونَ اَفْواجاً)

ترجمہ :''جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم لوگ گروہ گروہ ہو کر میدان محشر میں حاضر ہوگے۔''

روایت :ایک دفعہ پیغمبر اسلام (ص)مدینہ میں ابو ایوّب انصاری کے گھر میں تشریف فرما تھے کہ معاذ بن جبل آنخضرت (ص)سے اس آیت کے بارے ہیں سوال کرتے ہیں آنخضرت (ص)فرماتے ہیں: اے معاذ! بڑا اہم سوال تم نے کیا ہے لہٰذا سنو: میری امت سے دس قسم کے مسلمان اپنے گناہوں کے سبب بدترین حیوانات کی شکل میں میدان محشر میں پیش ہوں گے:

۱۔بندروں کی شکل میں ،۲۔سور کی شکل میں ،۳۔سر نیچے اور پیر اوپر اس بد ترین حالت میں ،۴۔اندھے ،۵۔بہرے ،۶۔اپنی زبانوں کو چبانے والے اس طرح سے کہ گندگی ان کے منھ سے نکل رہی ہوگی ان سے اس قدر بدبو پھیلے گی کہ اہل محشر ان کی بدبو سے پریشان ہو جائیں گے،۷۔ہاتھ پیر کٹے ہوئے ،۸۔آتشی درختوں میں لٹکے ہوئے، ۹۔مردار سے بھی زیادہ گندے ،۱۰۔دوزخی لباس پہنے ہوئے اس طرح سے کہ وہ لباس ان کے جسموں سے چپک کر ان کے پورے جسم کو جلا چکے ہوں گے۔

پھر پیغمبر اسلام (ص) نے اس طرح کے عذاب دیئے جانے والوں کی یوں علت بیان کی

۱۔بندروں کی شکلوں میں حاضر ہونے وا لا گروہ چغل خوروں کا ہوگا۔

۲۔سور کی شکلوں میں حاضر ہونے والا گروہ دنیا کے حرام خوروں کا ہوگا۔

۳۔سر و پیر کے بر عکس طریقے سے حاضر ہونے والا گروہ سود خوروں کاہوگا۔

۴۔اندھے حاضر ہونے والوں کا گروہ قضاوت ہیں ظلم کرنے والوں کاہوگا۔

۵۔گونگے بہرے حاضر ہونے والوں کا گروہ ان کا ہوگا جو دنیا میں اپنے اعمال کو بڑا شمار کرتے تھے۔

٦۔زبان کو چباتے ہوئے حاضر ہونے والوں کا گروں ان اہل علم و قاضیوں کا ہوگا جن کے قول و فعل میں فرق پایا جاتا تھا۔

۷۔ہاتھ پیر جدا ہوئے حاضر ہونے والوں کا گروہ ان کا ہوگا جو دنیا میں ہمسایوں کو اذیت دیتے رہے ہوں گے۔

۸۔آتشی درختوں سے لٹکے ہوئے پیش ہونے والے وہ ہوں گے جو دنیا میں ظالم حاکم کا ساتھ دیتے ہوئے لوگوں پر ظلم ہونے کا سبب بنے۔

۹۔جو گروہ مردار سے زیادہ گندہ و بدبودار ہوگا وہ ان لوگوں کا ہوگا جو دنیا میں انحرافات جنسی میں گرفتار رہے اور لوگوں کی امانتوں میں خیانتیں کیں۔

۱۰۔جو گروہ دوزخی لباس پہنے ہوئے حاضر ہوگا وہ متکبّرین کا ہوگا جو اپنے ہر کام پر فخر و مباہات کرتے تھے۔(مجمع البیان ج۱۰ ص۴۲۳،ثواب الاعمال ص۲۰۵)

روایت : پیغمبر اکرم(ص)سے روایت ہے ''جو شخص دو مسلمان کے درمیان چغل خوری کرتا ہے خدا قیامت کے دن اُسے اس طرح محشور کرے گا کہ ایک سیاہ سانپ اس پر مسلط ہوگا اور وہ سانپ اس کا مسلسل گوشت کاٹ رہا ہوگا،اسی عالم میں اس شخص کو دوزخ میں جھونک دیا جائے گا اور جو کسی فقیر پر ظلم کرے اور اس کو تحقیر کرے تو خدا اسے قیامت کے دن انسانی صورت اور چیونٹی کے بدن کی حالت میں محشور کرے گا اور اسی عالم میں وہ دوزخ میں جائے گا۔(بحارالانوار ج۷ ص۲۱۴)

صاحبان اقتدار وثروت کے لئے اہم نقطہ

پیغمبر اکرم (ص)کاارشاد گرامی ہے جو شخص دس یا اس سے زیادہ افراد کا سرپرست ہے وہ گردن میں بندھے ہاتھوں کے ساتھ میدان محشر میں حاضر ہوگا اگر وہ نیک لوگوں میں سے ہوگاتو اس کے ہاتھ کھول دیئے جائیں گے اور اگر بُرے لوگوں میں سے ہوگا تو اس کے ہاتھوں کو گردنوں میں اور زیادہ جکڑ دیا جائے گا۔(بحارالانوار ج۷ ص۲۱۱)

میدان محشر میں متّقین کا مقام

امام محمد باقر (ع) سے روایت ہے کہ ایک دفعہ امیر المؤمنین علی(ع) نے رسول اسلام (ص)سے اس آیت (یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِینَ اِلَی الرَّحْمَانِ وَفْدًا)

ترجمہ:''قیامت کے دن متقین اپنے رحمٰن پروردگار کی بارگاہ میں جمع ہوکر پیش ہوں گے، ان کے بارے میں سوال کیاتوآنحضرت(ص)نے جواب دیا کہ بیشک اے علی! مجھے قسم ہے اس خدا کی جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور انسان کو خلق کیا، جب متقین اپنی قبروں سے باہر آئیں گے اور فرشتے انھیں بہشتی گھوڑوں پر سوار کرکے اس طرح سے بہشت کی طرف لے جائیں گے کہ جس طرح دلہن کو شوہر کے گھر لے جا یا جاتا ہے اور انھیں کبھی بھی موت نہیں آئے گی۔

میدان محشر میں چار ممتاز سوار کا آنا

پیغمبر اکرم (ص)نے فرمایا:''میدان محشر میں چار ممتاز سوا ر حاضر ہوں گے''کسی نے سوال کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان وہ چار سوار کون ہوں گے؟تو آنحضرت نے فرمایا:پہلا سوار جو ''براق ''نامی گھوڑے پرسوار ہو گامیں ہوں گا، دوسرا سوار صالح پیغمبر ہوں گے جو اپنی ناقہ ہی پر سوار حاضرہوں گے، تیسرا سوار میرے چچا حمزہ ہوں گے جو ناقۂ عضباء پر سوار حاضرہوں گے،چوتھا سوار میرابھائی علی ہوگا جو بہشتی اونٹ پر سوار حمد پروردگار کا پرچم ہاتھ میں لئے عرش خدا کے آگے کھڑا ہو کر بلند آواز میں کہے

گا (لااِلٰہَ اِلاّٰاللّٰہُ مُحَمَّد رَسُولُ اللّٰہِ)لوگ جب اسے اس ہیبت کی حالت میں دیکھیں گے تو کہیں گے کہ وہ یقینا یا اللہ کا مقرب فرشتہ ہے یا کوئی پیغمبر ہے،عرش کے فرشتے لوگوں کو جواب دیں گے کہ اے لوگوں یہ شخص نہ فرشتہ ہے نہ پیغمبر بلکہ وہ صدّیق اکبر علی ابن ابي طالب (ع) ہے۔(امالی صدوق ص۲۲،بحار الانوار ج۷ص۲۳۴)

میدان محشر میں سات درخشاں چہرے

جنگ جمل کی کامیابي کے بعد حضرت علی(ع) نے جو رسول اللہ (ص) کی سواری پر سوار تھے لوگوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:اے لوگو!کیا میں ایسے لوگوں کے بارے میں خبر نہ دوں جو خلق خدا میں سب سے بہترین ہیں ؟ابو ایوب انصاری کہتے ہیں ''آپ ہمیں خبردیں ''حضرت علی(ع) نے فرمایا:قیامت کے دن سات افراد اپنی قبروں سے درخشاں چہروں کے ساتھ اٹھ کر میدان محشر میں حاضر ہوںگے جو آل عبدالمطلب سے ہیں۔

۱۔محمد مصطفیٰ (ص)جو تمام خلائق میں سے برتر ہیں۔

۲۔ہر امت کے بہترین افراد جو انبیاء کے بعد ان کے اوصیاء ہیں اور میں جو وصی پیغمبر(ص) ہوں اور تمام اوصیاء سے برتر ہوں۔

۳۔ میرے بھائی جعفر طیار جن کے دو پر ہوں گے جن سے وہ بہشت میں پرواز کریں گے جو خدا پیغمبر اکرم (ص) کے احترام میں اُنھیں عطا کرے گا۔

۴۔اوصیاء کے بعد سب سے بڑا درجہ شہداء کا ہے۔

۵۔۶۔ حسن (ع) و حسین (ع) جو نواسۂ رسول ہیں۔

۷۔ قائم آل محمد (ع) جو برترین خلائق ہیں ،پھر حضرت علی (ع) سورۂ نساء کی آیت ۶۹ و ۷۰ کی تلاوت کرتے ہیں :وَمَنْ یُطِعْ اللّٰہ وَالرَّسُولَ فَاُوْلَئِک مَعَ الَّذِینَ اَنْعَمَ اللّٰہ عَلَیْھِمْ مِنْ النَّبِیِّینَ وَالصِّدِّیقِینَ وَالشُّھدَاءِ وَالصَّالِحِینَ وَحَسُنَ اُوْلَئِک رَفِیقًا* ذَلِک الْفَضْلُ مِنْ اللّٰہِ وَکَفَی بِاللّٰہِ عَلِیمًا)ترجمہ:''یعنی جو بھی خداو رسول کی اطاعت کرے گا وہ روز قیامت ان لوگوں کا ہم نشین ہوگا جن پر خدا اپنی نعمتیں نازل کرے گا اور وہ انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین کا گروہ ہوگا۔''

قیامت کا چوتھا مرحلہ: اعراف کی منزل ہے

قیامت کے سخت ترین مراحل میں سے ایک اعراف کی منزل ہے قرآن مجید کی چھ آیات میں اس کا ذکر آیا ہے۔

۱۔(وَبَیْنَهمَاحِجَاب وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَال يَعْرِفُونَ كُلَّابِسِيمَاهمْ وَنَادَوْااَصْحَابَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلَام عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوهاوَهمْ يَطْمَعُونَ)(سورۂ اعراف آیت ۴۶)

ترجمہ:''بہشت و دوزخ کے درمیان ایک دیوار ہوگی جس پر کھڑے کچھ لوگ ہوں گے جو بہشتی اور دوزخی لوگوں کو ان کے چہروں سے پہچان لیں گے اور بہشتی لوگوں کو دیکھ کر انھیں مبارکباد دیں گے اور یہ خود بہشت کی امید رکھتے ہوئے بھی اس میں داخل نہیں ہو سکیں گے۔''

۲۔وَاِذَاصُرِفَتْ اَبْصَارُهمْ تِلْقَاءَ اَصْحَابِ النَّارِقَالُوارَبَّنَالاَتَجْعَلْنَامَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ)(سورۂ اعراف آیت ۴۷)ترجمہ:''اور جب ان کی نگاہیں دوزخی لوگوں کی طرف اٹھیں گی تو وہ دعا کریں گے کہ اے پروردگار تو ہمیں ظالم لوگوں میں قرار نہ دینا۔''

۳۔(وَنَادٰى اَصْحَابُ الْاَعْرَافِ رِجَالًايَعْرِفُونَهمْ بِسِيمَاهمْ قَالُوامَااَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَاكُنتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ)(سورۂ اعراف آیت ۴۸)ترجمہ:''اہل اعراف دوزخی

لوگوں کو پکار کر کہیں گے دیکھا تم نے دنیا میں مال و دولت کا جمع کرنا کسی کام نہ آیا اور تمہارا تکبر بھی تمہارے کسی کام نہ آیا۔''

۴۔(اَهؤُلَاءِ الَّذِينَ اَقْسَمْتُمْ لاَيَنالُهمْ اللهُ بِرَحْمَةٍ ادْخُلُواالْجَنَّةَ لاَخَوْف عَلَيْكُمْ وَلاَاَنْتُمْ تَحْزَنُونَ)(سورۂ اعراف آیت۴۹) ترجمہ:''کیا یہ مقام اعراف پر روک دیئے جانے والے وہی لوگ نہیں ہیں جن کے بارے میں تم لوگ قسمیں کھایا کرتے تھے کہ خدا ہر گز ان پر رحمت کا سایہ نہیں کرے گا ؟(پھر خدا ان پر اپنی رحمت کا سایہ کرتے ہوئے انھیں حکم دے گا)کہ داخل ہوجاؤ بہشت میں اور کسی قسم کا خوف و ہراس نہ رکھو۔''

۵۔(فَضُرِبَ بَيْنَهمْ بِسُورٍلَہُ بَاب بَاطِنُہُ فِيہِ الرَّحْمَۃُ وَظَاهِرُہُ مِنْ قِبَلِہِ الْعَذَابُ)(سورۂ حدید آیت۱۳)ترجمہ:''ایسے وقت میں ان کے درمیان دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں دروازہ بھی ہوگا جس کے اندر رحمت اور باہر عذاب ہوگا۔''

٦۔(يُنَادُونَہُمْ ـلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ قَالُوابَلٰى وَلَكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ ـنْفُسَكُم)(سورۂ حدید آیت۱۴)ترجمہ:''منافقین پکار کر کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے؟ مؤمنین جواب دیں گے کیوں نہیں لیکن تم لوگوں نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا۔''
(بعض روایات کے مطابق یہ گفتگو پل صراط پر ہوگی۔(بحار الانوار ج٦۰ ص۲٦۰)

اعراف کے معنیٰ: لفظ اعراف جمع ہے ''عرف''کی جس کے معنیٰ بلند مقام کے ہیں اور ''معرفت ''سے لیتے ہوئے شناخت کے معنیٰ بھی کئے گئے ہیں یعنی اعلیٰ شناخت رکھنے والے لوگ جو بہشتی اور دوزخی لوگوں کو ان کے چہروں سے پہچان لیں گے ،اب یہ بحث کے قرآن میں اعراف سے کیا مراد ہے تو علامہ طباطبائی نے اپنی تفسیر المیزان میں مندرجہ ذیل چھ اقوال نقل کئے ہیں۔

ا۔ایسا مقام جو بہشت اور دوزخ کے درمیان ہے۔

۲۔ایسی دیوار جو مرغ کے تاج کی مانند ہے۔

۳۔بہشت و دوزخ کے درمیان کا نقطہ۔

۴۔وہی دیوار جس کا ذکر سورۂ حدید کی آیت میں ہوا۔

۵۔پل صراط جو دوزخ کے اوپر بنایا گیا ہے۔

٦۔لوگوں کے حالات سے آگاہ ہونے کے معنیٰ۔(تفسیر المیزان ج۸ ص۱۲۷)

اب ہم اعراف اور اسکی حقیقت کے بارے ہیں چند روایات پیش کرتے ہیں۔

ا۔امام محمد باقر(ع) سے روایت ہے "سُور بَيْنَ الْجَنَّةِ وَ النّٰارِ" (تفسیر برہان ج۲ص۱۸)

''یعنی جنت اور جہنم کے درمیان کا فاصلہ۔''

۲۔پھر دوبارہ جب کسی نے امام محمد باقر(ع) سے اعراف کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:"صِراط بَیْنَ الْجَنَّةِ وَالنّارِ فَمَنْ شَفَعَ لَهُ الاِمٰامُ مِنّامِنَ الْمُؤْمِنینَ الْمُذْنِبِینَ نَجٰا، وَمَنْ لَمْ یَشْفَعْ لَهُ هوٰیٰ"(تفسیر برہان ج۲ص۱۸)ترجمہ:''یعنی بہشت اور دوزخ کے درمیان ایک راستہ ہے جس پر کھڑے لوگوں کی اگر ہم ائمہ میں سے کوئی شفاعت کرے گاتو وہ رہائی پائے گاورنہ جہنم میں گر جائے گا۔''

۳۔پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا:اعراف کی منزل پر ٹھہرائے جانے والے وہ شہداء ہوں گے جنھوں نے اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرتے ہوئے درجۂ شہادت کو حاصل کیا توان کا شہید ہونا ان کے جہنم میں جانے سے مانع ہوگامگر ماں باپ کی نافرمانی بھی ان کے بہشت میں جانے سے مانع ہوگی،جب تمام لوگوں کا حساب وکتاب ہو چکے گااور بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو خداوندعالم ان کو بھی اپنے فضل ورحمت کے شامل حال کرکے بہشت کی طرف روانہ کردے گا۔(تفسیر درالمنثور ج۳ص۸۸)

اعراف کا فلسفہ :یہ ہے کہ اعراف کی منزل کو یاد کرکے ہم اپنے اعمال کی اصلاح کریں تاکہ اس مرحلے سے بھی باآسانی گزر سکیں اور اپنے آپ کو اس طرح کا بنائیں کہ شفاعت کرنے والوں سے شفاعت طلب کر سکیں اور وہ بھی ہماری شفاعت کرنے کو قبول کریں۔''

اعراف رجال کے بارے میں علّامہ طباطبائی کا نظریہ

علّامہ طباطبائی نے اپنی تفسیر المیزان میں رجال اعراف کے بارے میں مندرجہ ذیل تین نظریئے پیش کئے ہیں۔

۱۔وہ انبیاء ،ائمہ ،شہدائ،علماء ربانی کا گروہ ہوگا جو شفاعت کرنے کے مقام کو پہنچا ہوگا۔

۲۔وہ لوگ ہو گے جن کی نیکیاں اور بُرائیاں برابر ہوں گی۔

۳۔وہ شفاعت کرنے والے فرشتے ہوں گے۔

پھر لکھتے ہیں کہ آیت کے سیاق سباق سے پتہ چلتا ہے کہ پہلا قول بہتر ہے۔(تفسیر المیزان ج۸ص۱۳۰) بیشک وہ لوگ معرفت کے اس عالی مقام پر ہوں گے کہ بہشتی اور دوزخی لوگوں کو ان کے چہروں سے پہچان لیں گے، اور پہچان لیں گے کہ کون شفاعت کے قابل ہیں اور کون نہیں۔

البتہ یہ بات بھی مخفی نہ رہے کہ اعراف اور قیامت کے بارے میں جزئیات کا علم تو ہمیں حاصل نہیں ہے اسی لئے ہم اس قسم کے مطالب سے صرف اس طرح کی ظاہری توصیف ہی کر سکتے ہیں

غیر صالح افراد کا مقام اعراف پر کیا بنے گا؟

معاد کی گفتگو میں ہونے والے سوالات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ انسان جو سن بلوغ کو پہنچنے سے پہلے مر گئے ہیں قیامت کے دن وہ بہشت میں جائیں گے یادوزخ میں جائیں گے؟

اس سوال کے جواب میں مختلف باتیں نقل ہوئی ہیں سورۂ طور کی آیت ۲۱ سے اور روایات کو آپس میں ملاکر جو نتیجہ نکالا جاسکتا ہے وہ یہ کہ مؤمنین کے غیر صالح بچے بہشت میں اپنے والدین سے جاملیں گے تاکہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سبب قرار پائیں اور بہشت ان کے لئے زیادہ بہتر ہے ،کفار کے غیر صالح بچوں سے قیامت کے دن امتحان لیا جائے گا اگر انھوں نے خدا کی اطاعت کی ہوگی تو روانۂ بہشت ہوں گے وگرنہ دوزخ میں بھیج دیئے جائیں گے اور متعدّد روایات ہیں یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم (ع) و سارہ اور حضرت زہرا ( )ایسے بچوں کو اپنے تحت تربیت لیں گے اور ان پر اتمام حجت کریں گے ایسے وقت میں ان کا بہشتی یا دوزخی ہونا واضح ہوگا۔(اس طرح کی روایات بحارالانوار کی ج۵ کے ص۲۸۸ سے ص۲۹۷ تک ذکر کوئی ہیں)

علّامہ مجلسی ایک روایت میں امام جعفر صادق(ع) سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:''جب قیامت برپا ہوگی تو اللہ غیر بالغ افراد کو جمع کرے گا اور بحکم پروردگار آگ جلائی جائے گی ان سے کہا جائے گا کہ اس آگ میں داخل ہوجاؤ جو اس میں داخل ہو

جائیں گے تو ان کے لئے وہ آگ گلزار بن جائے گی اور وہ صحیح و سالم رہیں گے اور سعادتمند ہوں گے اور جو کہا نہیں مانیں گے وہ رحمت الٰہی سے محروم رہیں گے انھیں حکم دیا جائے گا کہ اب دوزخ ہی میں داخل ہو جاؤ،وہ بارگاہ الٰہی میںعرض کریں گے کہ کیا تو ہمیں دوزخ میں بھیج رہا ہے ہم سن تکلیف کو دنیا میں نہیں پہنچے تھے جو عمل کرتے خدا وندعالم فرمائے گا''اب جب کہ میں نے خود تم کو حکم دیا تو تم نے اطاعت نہیں کی تو دنیا میں میرے رسولوں کی کیونکر اطاعت کرتے ؟(بحارالانوار ج۵ص۲۹۱)

مقام اعراف میں شفاعت کے بارے میں تحقیق

روایات معصومین میں جو روایات اعراف کے بارے میں نقل ہوئی ہیں ان میں سے ایک روایت امام جعفر صادق (ع) یہ ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:"اَلاَعْرٰافُ کُثْبٰان بَیْنَ الْجَنَّةِ وَالنّٰارِ،فَیَقِفُ عَلَیْها کُلُّ نَبِیٍّ وَکُلُّ خَلِیفَةِ نَبِیٍّ مَعَ المُذنِبِینَ مِنْ اَہْلِ الزَّمٰانِ کَمٰا یَقِفُ صٰاحِبُ الْجَیْشِ مِنْ جُنْدِہِ"(تفسیر المجمع البیان ج۴ص۴۲۳)

ترجمہ:''اعراف جنت اور دوزخ کے درمیان ایک پل ہے جس پر ہر نبی اور ہر وصی نبی اپنے اپنے زمانے کے گناہ گار انسانوں کے ہمراہ کھڑے ہوں گے جس طرح فوجی افسر اپنے لشکر کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے ،ایسے وقت میں جب خالص بندۂ مؤمن جنت میں چلے جائیں گے تو انبیاء و ائمہ اپنے اپنے گناہگار پیروکاروں سے کہیں گے دیکھا وہ لوگ کس طرح بغیر حساب و کتاب کے جنت میں چلے گئے، جیسا کہ سورۂ اعراف کی آیت

۴۶ میں ارشاد ہوتا ہے۔ (وَنَادَوْااَصْحَابَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلَام عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوهاوَهمْ يَطْمَعُونَ)ترجمہ: ''اہل بہشت اعراف والے سلام کر کے مبارک باد دیں گے جب کہ ابھی تک وہ خود داخل نہیں ہوئے ہوں گے اس کی آرزو میں ہوں گے۔''

پھر اعراف پر رکنے والے عذاب دوزخ میں جلتے ہوئے لوگوں کو دیکھ کر کہیں گے کہ اے پروردگار ہمیں ظالمین میں سے قرار نہ دے ،یہ وہی مفہوم ہے جو سورۂ اعراف کی آیت ۴۷ میں ملتا ہے (وَذَاصُرِفَتْ اَبْصَارُهمْ تِلْقَاءَ اَصْحَابِ النَّارِقَالُوارَبَّنَالاَتَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِين)پھر ائمہ اطہار دوزخی لوگوں سے کہیں گے کہ ذرا دیکھو کہ یہ وہی ہمارے گناہگار شیعہ ہیں جن کے بارے میں تم لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ لوگ رحمت پروردگار میں داخل نہیں ہو سکیں گے پھر ائمہ اطہار اپنے شیعوں سے کہیں گے کہ اب بغیر کسی خوف و ہراس کے بہشت میں داخل ہو جاؤ۔(تفسیر نور الثقلین ج۲ص۳۴)

دوسری روایت میں ہے کہ ابن کوا(جو کہ ایک نمبر کا منافق شخص تھا)نے ایک دفعہ حضرت علی (ع) سے سورۂ اعراف کی آیت ۴۶ کے بارے میں پوچھا کہ اعراف سے کیا مراد ہے تو حضرت نے جواب دیا:"وَ یحک یَابْنَ الْکَوّا! نَحْنُ نَقِفُ يَوْمَ الْقِيامَةِ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنّارِ فَمَنْ يَنْصُرُنا عَرَفْنٰاهُ بِسِيمٰاهُ فَاُدْخِلْنٰاهُ الْجَنَّةَ ،وَمَنْ اَبْغَضَنا عَرَفْنٰاهُ بِسِيمٰاهُ فَاُدْخِلْنٰاهُ النّارَ ''(تفسیر مجمع البیان ج۴ص۴۲۳)ترجمہ:''افسوس ہے ابن الکواء تجھ پر ! ہم قیامت کے دن بہشت اور دوزخ کے درمیان اعراف نامی مقام پر کھڑے ہوں گے

اور جس نے دنیا میں ہماری مدد کی ہوگی اس کے چہرے سے اسے پہچان لیں گے اور اسے بہشت میں روانہ کریں گے اور جس نے دنیا میں ہم سے دشمنی رکھی ہوگی اس کو بھی چہرے سے پہچان کر اسے جہنم میں روانہ کریں گے۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ ہم زیارت قائم آل محمد (عج) میں یوں پڑھتے ہیں "وَنَعْتَرِفُ بِاَنَّهمْ شُفَعٰاءُ الْخَلائِقِ اِذٰانُصِبَتِ الْمَوازِينَ فِي يَوْمِ الْاَعْرافِ'(بحارالانوار ج۱۰۲ص۱۱۶.)

ترجمہ:''یعنی ہم اعتراف کررہے ہیں کہ محمد آل محمد علیہم السلام اس وقت جب اعراف والے دن میزان اعمال نصب کیا جائے گا تو ہمارے شفیع ہوں گے۔'

شفاعت قرآن اور روایات کی روشنی میں

مسئلہ شفاعت اسلام کے مسلمہ امور میں سے ہے یعنی شفاعت گناہوں پر رغبت دلانے کا نام نہیں ہے بلکہ رحمت خدا سے ناامید ہونے والوں کو توبہ اور پشیمانی اور شفاعت کی امیدلانے کے ذریعے سے رحمت خدا کے بارے میں امید دلانے کا نام ہے تاکہ شفاعت کے ذریعے سے نجات پانے کی شرائط پوری ہوسکیں ،قرآن مجید میں بھی مختلف مقامات پر اذنِ خدا کے ساتھ شفاعت کاحق خدا کے نیک بندوں کو حاصل ہونے کا ذکر موجود ہے اور شفاعت کے بھی کئی مقام ہیں دنیا میں‌موت کے وقت ،موت کے بعد مگر قیامت سے پہلے ،قیامت میں مختلف مقامات پر،محشور ہوتے وقت ،مقام اعراف پر،پل صراط سے گزرتے ہوئے ،حوض کوثر کے کنارے ،بہشت یا دوزخ کے دروازے پر

وغیرہ البتہ یہ شفاعت امت کے گناہ گار لوگوں کے لئے ہے وگرنہ خالص کافر و مشرک لوگ اس شفاعت کو نہ پاسکیں گے البتہ خالص مؤمنین بغیر حساب و کتاب کے بہشت میں داخل ہوں گے ہاں انھیں بھی اپنے درجات میں اضافہ کرانے کے لئے شفاعت کی ضرورت پیش آئے گی۔

امام محمد باقر (ع) کا ارشاد ہے۔"نَحْنُ الْاَعْرٰافُ ،نَحْنُ صٰاحِبُ الْاَعْرٰافِ "یعنی ہم اعراف اور صاحب اعراف ہیں۔

امام علی (ع) کا ارشاد ہے۔"وَنَحْنُ اَصْحٰابُ الْاَعْرٰافِ اَنَا وَ عَمِّی وَ اَخِی وَابْنُ عَمِّی "یعنی ہم مقام اعراف کے حاکم ہیں اور میرے چچا اور میرے بھائی و چچازاد بھائی ،پھر حضرت فرماتے ہیں :"اَنَا قَسِیمُ الْجَنَّةِ وَالنّٰارِ وَ اَنَاصٰاحِبُ الْاَعْرٰافِ "یعنی میں ہی جنت اور جہنم کا تقسیم کرنے والااور صاحب امر ہوں۔(یہ سب روایات تفسیر نور الثقلین کی ج۲ ص۳۲سے ۳۴ میں ذکر ہیں)

کیاخوف کرناآتش دوزخ کامیدان حشر میں

جب جنت و جہنم کو تقسیم کرنے والا سوائے علی کے کوئی نہیں میں نے سنا کہ مستانہ عاشق کہہ رہا تھا: قیامت کے دن سوائے علی کے کوئی نہ ہوگا

ایک سوال : یہ کہ قرآن میں بعض آیات ایسی ہیں جو شفاعت کا انکار کرتی ہیں مثلاً:

۱۔(يَوْمَ لاَيَنْفَعُ مَال وَلاَبَنُونَ *اِلاَّمَنْ اَتَى اللهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ)(سورۂ شعراء آیت ۸۸۔۸۹)
ترجمہ:''قیامت کے دن مال و اولاد کچھ بھی کام نہ آئے گا مگر جو پاک قلب کے ساتھ پروردگار کی طرف آئے۔''

۲۔(فَاِذَانُفِخَ فِي الصُّورِفَلاَاَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلاَيَتَسَائَلُونَ)(سورۂ مؤمنون آیت ۱۰۱)

ترجمہ:''جب صور پھونکا جائے گا تو اس وقت ساری رشتہ داریاں ختم ہو جائیں گی اور آپس میں ایک دوسرے سے مدد کا سوال نہیں کریں گے۔''

۳۔(يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْئُ مِنْ اَخِيهِ *وَاُمِّهِ وَ اَبِيهِ*وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ)(سورۂ عبس آیت ۳۴تا ۳۶)
ترجمہ:''جس دن انسان اپنے بھائی سے اور ماں باپ اور بیوی بچوں سے فراری اختیار کرے گا۔''

جواب :یہ ہے کہ ان آیات سے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ کہ انسان کو مال و دولت اور اولاد و دیگر رشتہ دار اسے نجات نہیں دلا سکیں گے مگر یہ کہ وہ قلب پاک رکھتا ہو ،تو جو لوگ قلب پاک رکھتے ہیں وہ تو بغیر شفاعت کے جنّت میں جائیں گے لیکن وہ مؤمنین جن کے قلب بالکل پاک نہیں ہوں گے وہ لوگ ہیں جو شفاعت سے ہمکنار ہو کر بہشت میں داخل ہوں گے۔

مقام اعراف پر محمد وآل محمد علیہم السلام کا اپنے پیروکاروں کی شفاعت کرنا

امام جعفر صادق(ع) سے جب اعراف کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا :

"قائِم عَلَیْہِ مُحَمَّدوَعَلِیّ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَفٰاطِمَہَ وَخَدِیجَۃَ عَلَیْھِمُ السَّلاٰمُ ،فَیُنٰادُونَ اَیْنَ مُحِبُّونٰا ؟فَیُقْبِلُونَ اِلَیْھِمْ، فَیَعْرِفُونَھم بِاَسْمٰائِیھِمْ وَاَسْمٰاءِ آبٰائِھِمْ ..."(کنزل الفوائد ص۸۹) ترجمہ:''مقام اعراف پر محمد و علی و حسن و حسین و فاطمہ و خدیجہ علیہم السلام کھڑے ہو کر پکاریں گے کہ کہاں ہیں ہمارے محبّین،تو محبین ان کی طرف دوڑتے ہوئے آئیں گے وہ اپنے پیروکاروں کو ان کے اور ان کے والد کے ناموں سے پہچان جائیں گے ،اور پھر اپنے شیعوں کو پل صراط سے گزار کر بہشت کی طرف روانہ کریں گے۔''

امام جعفر صادق (ع) سے اس طرح کا کلام سن کر سفیان بن مصعب نے یہ اشعار کہے:وَاَنْتُمْ وُلاۃُ الْحَشْرِ وَ النَّشْر والْجَزْاء---وَ اَنْتُمْ لِیَوْمِ المُفْزِعِ الْھوْلِ مَفْزَعُ

ترجمہ:''آپ لوگ حشر ونشر اور جزاء والے دن کے حاکم ہیں۔آپ لوگ اس وحشت ناک دن میں لوگوں کی پناہ گاہ ہیں۔''

وَاَنْتُمْ عَلَی الْاَعْرٰافِ وَھِیَ کَتائِب --مِنَ الْمُشْکِ رَیَّاھا بِکُمْ یَتَضَوَّعُ ترجمہ:''آپ لوگ مقام اعراف پر کھڑے ہوں گے جس سے مشک کی خوشبو آرہی ہوگی۔اورآپ لوگوں کے ذریعے سے وہ خوشبو اطراف میں پھیل رہی ہوگی۔''(بحار الانوار ج۳۹ ص۲۲۵)

قیامت کا پانچواں مرحلہ : مقام صراط و مرصاد کا ہے

قیامت کے سخت اور کٹھن ترین مراحل میں سے ایک مرحلہ پل صراط سے گزرنا ہے ،صراط یعنی وہ پل جو دوزخ کے اوپر نصب کیا گیا ہے جس سے سب کو گزرنا ہوگا اور اس میں بھی ایک مخصوص قسم کی گذر گاہ ہوگی جس کو مرصاد سے تعبیر کیا گیا ہے۔

صراط کے لغوی معنٰی راستہ کے ہیں اور ہماری اصطلاح میں اس راستے کو کہتے ہیں جو دوزخ کے اوپر سے گذر کر بہشت کی طرف جانے کے لئے بنایا گیا ہے۔

پیغمبر اکرم (ص) کا ارشاد گرامی ہے :"اِنَّ عَلٰی جَھنَّمَ جِسْراً اَدَقَّ مِنَ الشَّعْرِ واَحَدُّ مِنَ السَّیْفِ "(کنزل العمال ص۳۹۰۳۶) ترجمہ: ''بیشک جہنم کے اوپر ایسا پل ہے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا۔''

امام جعفر صادق (ع) سے بھی روایت ہے"اَلْصِّراطُ اَدَقُّ مِنَ الشَّعْرَةِ وَاَحَدُّ مِنَ السَّیْفِ"(بحار الانوار ج۸ ص۶۵)

ترجمہ: ''صراط بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز ہے۔'

صراط کے بارے میں شیخ مفید کا نظریہ

ہمارے بڑے عالم دین شیخ مفید (متوفی ۴۱۳ ھ)صراط کے بارے میں یوں تحریر فرماتے ہیں ''صراط کے لغوی معنٰی راستے کے ہیں اسی لئے اسماء دین میں سے ایک نام صراط ہے کیونکہ یہ راستہ انعامات پروردگار اور ولایت علی و اولاد علی کی طرف لے جاتاہے جیسا کہ حضرت علی(ع) کا ارشاد ہے :"اَنَا صِرٰاطُ اللّٰهِ الْمُسْتَقِيْمِ وَ عُرْوَتُهُ الْوُثْقٰى لَا انْفِصٰامَ لَها-"ترجمہ:''میں اللہ کی طرف لے جانے والامستقیم راستہ ہوں اور میں اس کی محکم رسی ہوں جس سے جدا نہیں ہو جا سکتا ہے ،روایات میں ہے کہ پل صراط کے دائیں جانب رسول خدا (ص)اور بائیں جانب حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوں گے خدا کی طرف سے ان کو ندا آئے گی۔(اَلْقِيَاْفِي جَهنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ)(سورۂ ق آیت ۲۴)''ہر کافر و متکبر کو جہنم میں گرادو۔

کیونکہ روایات میں ہے کہ پل صراط سے صرف وہ گذر سکے گا جس کے پاس حضرت علی(ع) کی تحریر ہوگی اور پل صراط کے بال سے زیادہ باریك تلوار سے زیادہ تیز ہونے سے مراد یہ ہے کہ کفار کے پیر پل صراط پر ٹك نہیں پائیں گے کیونکہ قیامت کی وحشت ان پر اتنی زیادہ ہوگی کہ شدت خوف و ہراس کی وجہ سے اس پل سے عبور ہونے کے بجائے دوزخ میں گر جائیں گے۔(بحارالانوار ج۸ص۷۰)

البتہ اس بات کی طرف بھی ہم لوگوں کو متوّجہ رہنا ہوگا کہ ''صراط''کا مسئلہ اسلام کے مہم ترین اعتقادات میں سے ہے اور مسئلہ معاد کا ایک جزہے یہاں تک کہ معصومین نے میت کے اوپر پڑھی جانے والی تلقین میں "وَالصِّرٰاطُ حَقّ "یعنی صراط برحق ہے۔کا جملہ پڑھے جانے کی تاکید فرمائی ہے اور ارشاد ہے "اِذٰاکٰانَ المَمَرُّ عَلَی الصِّراطِ فَالْعُجْبُ لِمٰاذا ''(بحار الانوار ج۶۹ص۱۰)ترجمہ:''جب پل صراط سے گزرنا برحق ہے تو غرور و تکبر کیسا ؟

صراط قرآن کی نگاہ میں

قرآن مجید میں کلمۂ صراط ۴۰ مرتبہ سے زیادہ استعمال ہوا ہے اورا کثرلفظ مستقیم کے ساتھ استعمال ہوا ہے جیسا کہ سورۂ حمد میں روزانہ پنجگانہ نماز میں پڑھتے ہیں (اہْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُستَقِيمَ)''یعنی ہمیں سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھ؛ صراط مستقیم سے مراد قرآن میں وہی دین اسلام ہے جو ولایت علی و دیگر ائمہ طاہرین علیہم السلام کے ہمراہ ہو کیونکہ صراط بھی دو قسم کے ہیں ایک صراط مستقیم (جس کا ذکر گزرا)دوسرا صراط غیر مسقتیم (یعنی گمراہ لوگوں کا راستہ ، شیطانی راستہ)

امام جعفرصادق(ع)ارشاد فرماتے ہیں :''صراط دو طرح کا ہے ایک صراط دنیا اور دوسرا صراط آخرت ،صراط دنیا سے مراد امامت ہے جن کی اطاعت واجب ہے جو اپنے وقت

کے امام کو پہچان کر اس کی اطاعت کرے گا تو وہ آخرت کے پل سے بھی گذر جائے گا ورنہ لرز کر دوزخ میں گر جائے گا۔''(معانی الاخبار شیخ صدوق ص۱۳ ،بحار الانوار ج۸ س٦٦)

قرآن مجید اس سلسلے ہیں ارشاد فرماتا ہے :وَاِنْ مِنْکُمْ اِلاَّوَارِدُھاکَانَ عَلَی رَبِّکَ حَتْمًا مَقْضِیًّا*ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِینَ اتَّقَوْاوَنَذَرُالظَّالِمِینَ فِیهاجِثِیًّا)(سورۂ مریم آیت ۷۱۔۷۲)

ترجمہ:''تم سب کے سب اپنے پروردگار کے حتمی فیصلے کے تحت جہنم میں داخل ہوگے پھر صاحبان تقویٰ کو نجات دی جائے گی اور ظالمین کو زانوکے بل ذلّت کے ساتھ بیٹھا چھوڑدیا جائے گا ،البتہ یہاں جہنم میں داخل ہونا مراد نہیں ہے بلکہ جہنم کے اوپر سے گزاراجانا ہے پل صراط کے ذریعے جو جہنم پر نصب ہوگا جس سے گذرکر لوگ بہشت کی طرف جائیں گے جیسا کہ پیغمبر اکرم (ص)سے روایت ہے "اَلْوُرُودُ الْمَمَرُّ عَلَی الصِّراطِ"یعنی ورود سے مراد صراط سے گزاراجانا ہے، بعض مفسرین نے خود جہنم میں تمام لوگوں کو داخل کئے جانے کے معنیٰ کئے ہیں مگر اس تفسیر کے ساتھ کہ جہنم کی آگ مؤمنین کے لئے گلزار (جس طرح ابراہیم کے لئے ہوئی) اور کفار کے لئے عذاب ہوگی ۔(تفسیر ابوالفتوح ، تفسیر فخر رازی ،نور الثقلین .مزید معلومات کے لئے رجوع کریں :سورۂ یٰس آیت ٦٦، سورۂ صافات ،آیت ۲۳۔۲۴)

مرصاد کیا ہے؟

لفظ مرصاد ''رصد''سے ہے جس کے معنیٰ ''کمین''کے ہیں یعنی وہ آخری راستہ جس سے گزرے بغیر کوئی چارہ نہ ہو گویا ''مرصاد ''وہی ٹھکانہ ہے جہاں مجرم پھنس جائے گا باالفاظ دیگر پل صراط کا دوسرا نام مرصاد ہے سورۂ نباء کی آیت ۲۱ و ۲۲میں یوں ارشاد ہوا: (اِنَّ جَھنَّمَ کٰانَتْ مِرْصٰاداً *لِلطّٰاغِینَ مَآباً)ترجمہ:''جہنم وہ آخری ٹھکانہ ہے جو سرکش لوگوں کی جگہ ہے۔''

مرصاد روایات کی روشنی میں

۱۔پیغمبر اکرم (ص)کاارشاد گرامی ہے ''روح الامین جبرئیل(ع) نے مجھے خبردی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تمام گزشتہ و آئندہ کے انسانوں کو جمع کرے گا اور جہنم کو حاضر کر کے اس پر تین قسم کے پل قرار دے گا جو بال سے زیادہ باریك اور تلوار سے زیادہ تیز ہوں گے پہلا پل امانت داری ،رحمت، محبت کا ہوگا دوسرا پل نماز کا اور تیسرا پل عدالت ِپروردگار کا، لوگوں کو ان تینوں پلوں سے گزرنے کا حکم ہوگا، جن لوگوں نے امانت داری اور رشتہ داروں کے حقوق میں کوتاہی کی ہوگی وہ پہلے پل سے ہی گزر نہیں سکیں گے اور اگر اس سے گزر گئے تو اگر نماز میں کوتاہی کی ہوگی تو دوسرے پل سے نہیں گزر سکیں گے اور اس سے بھی گذر گئے توآخری پل عدالت الٰہی سے گزرنا ہوگا یہی معنیٰ ہیں(اِنَّ رَبَّکَ لَبِا الْمِرِصٰاد)(سورۂ فجر آیت ۱۴ ،الروضۃ الکافی ص۳۱۲)

۲۔حضرت علی(ع) نے فرمایا:"وَلَئِنْ اَمْھلَ اللّٰہُ الظّٰالِمَ فَلَنْ یَفُوتَ اَخْذُہُ، وَھوَ لَہُ بِالْمِرْصٰادِ عَلٰی مَجٰازِ طَرِیقِہِ"(نہج البلاغہ ۹۶۰)ترجمہ:''اگر خدا نے ظالمین کو مہلت دی ہوئی ہے تو اس کا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کہ وہ اس کی قدرت و عدالت سے خارج ہیں بلکہ وہ جہاں بھی جائیں اسی کے دائرہ ٔ قدرت ہیں،اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرصاد سخت ترین گزرگاہ ہے جس سے گزر نا بہت ہی مشکل ہوگا۔''

۳۔امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا:"اَلْمِرْصٰادُ قَنْطَرَۃ عَلَی الصِّراطِ لایَجُوزُ ھا عَبْدٍ بِمَظْلَمَۃِ عَبْدٍ"(تفسیر مجمع البیان ج۱۰ ص۴۸۷)

ترجمہ:''مرصاد دوزخ کے اوپر سے گزرنے والا پل ہے جس سے وہ لوگ جن کی گردن پر کسی بھی شخص کا حق ہوگا وہ اس سے نہیں گزر سکیں گے۔''

۴۔ابن عباس سے آیت (اِنَّ رَبَّک لَبِاالْمِرْصٰادِ)کی تفسیر نقل ہے ''دوزخ کے اوپر سے گزرنے والے پل پر سات چیک پوسٹیں ہوں گی پہلی پر وحدانیت ِپروردگار کے بارے میں سوال ہوگا اگر اس کا جواب صحیح دیا تو آگے جانے کی اجازت ہوگی اسی طرح دوسری پر نماز کا سوال ،تیسری پر زکوۃ کا سوال،چوتھی پر نماز کا سوال ،پانچویں پر حج کا سوال چھٹی پر حج کے عمرہ کا سوال ،اور ساتویں پر حقوق الناس کا سوال ہوگا اگر انسان نے ان تمام سوالوں کے صحیح جواب دیدیئے تو بہشت کی طرف بھیج دیا جائے گا۔

۵۔رسول خدا (ص) نے فرمایا: ''جبرئیل (ع) نے مجھے آکر خبر دی کہ سب سے پہلے اے محمد (ص) ! آپ نور خدا کے تحت پل صراط سے گزر جائیں گے اور پھر تمہارے نور کے سائے میں علی اور نور علی کے سائے میں تمہاری امت پل صراط سے گزر جائے گی اس کے علاوہ اس دن کوئی نور نہیں ہوگا جو اس سے گزر سکے ۔(بحار الانوار ج۸ ص۶۹ ،ج۳۹ ص۲۰۲)

۶۔رسول خدا (ص) نے فرمایا:"اِذٰامَرَّ المُؤْمِنُ عَلَى الصِّراطِ طُفِئَتْ لَهبُ النِّيرانِ وَيَقُولُ:جُزْيٰا مُؤْمِنُ فَاِنَّ نُورَکَ قَدْ اَطْفَأَ لَهبِي"(بحار الانوار ج۹۲ ص۲۵۸،وج۸ ص۲۴۹، تفسیر نور الثقلین ج۳ ص۳۵۴)

ترجمہ: ''جب مؤمن پل صراط سے گزرے گا تو جہنم کی آگ بجھنے لگے گیاور اس باایمان انسان سے جہنم کہے گی جلدی سے مجھ پر سے گزر جاؤ کہ تمہارا نور میرے شعلوں کو بجھائے دے رہا ہے اور کفّار جب اس پل سے نہیں گزر سکیں گے تو اپنے اپنے زمانے کے نبیوں کو پکار کر کہیں گے کہ کیا ہم لوگ آپ کے دور میں زندگی نہیں گزارا کرتے تھے تو وہ نبی اس طرح سے ان کا جواب دیں گے: قَالُوا بَلَى وَلَكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتَّى جَاءَ اَمْرُ اللهِ وَغَرَّكُمْ بِاللهِ الْغَرُورُ...) ہاں کیوں نہیں تم لوگ ہمارے ساتھ زندگی گزارا کرتے تھے مگر تم لوگوں نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا اور اپنے زمانے کے نبی کی موت کا انتظار کیا کرتے تھے اور ہر چیز میں شک کیا کرتے تھے تمہاری لمبی لمبی آرزؤں نے تمہیں دھوکہ دیا یہاں تک کہ حکم خدا آ

پہنچا اور شیطان نے تمہیں مغرور بنا کر دھوکہ دیا اب تمہارا ٹھکانہ یہی جہنم ہے ،صرف مؤمنین ہوں گے جو اس دن نجات پا سکیں گے۔(سورۃ حدید آیت ۱۴ بحار الانوار ج۶۰ص۲۶۰)

۷۔شیخ طوسیاپنی کتاب امالی میں انس بن مالک سے سورۂ صافات کی آیت ۲۳۔۲۴ کی تفسیر میں پیغمبر اکرم (ص) کی یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:"اِذٰا کٰانَ یَوْمُ الْقِیٰامَۃِ وَ نُصِبَ الصِّراطُ عَلٰی جَھنَّمَ لَمْ یَجُزْعَلَیْہِ اِلاَّمَنْ مَعَہُ جَواز فِیْہِ وِلایۃُ عَلِیِّ بْنِ اَبیطالِبٍ،وَ ذٰلک قَوْلُہُ تَعٰالیٰ: (وَقِفُوھمْ اِنَّھمْ مَسْؤلُونَ)یعنی عَنْ وِلایَۃِ عَلِیِّ بْنِ اَبیطالِبٍ ''(بحار الانوار ج۳۹ص۱۹۶، تفسیر نور الثقلین ج۴ص۴۰۱)ترجمہ:''جب قیامت برپا ہوگی اور دوزخ پر پل صراط نصب کیا جائے گا تو اس پل سے کوئی بھی گزر نہیں سکے گا مگر یہ کہ جس کے پاس ولایت علی کا پروانہ ہوگا یہی معنٰی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے ''انھیں روکو ان سے سوال کیا جائے گا ''یعنی ولایت علی ابن ابی طالب کے بارے میں۔

۸۔عبد اللہ بن عباس (یَوْمَ نَدْعُو کُلَّ نَاسٍ بِمَامِہِمْ)(سورۂ بنی اسرائیل آیت ۷۱) کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ جب قیامت برپا ہوگی تو خدا چراغ ہدایت ائمہ اطہار جیسے امیر المؤمنین علی وحسن وحسین علیہم السلام کو بلائے گا اور کہے گا "جَوِّزُوا الصِّراطَ اَنْتُمْ وَ شِیَعَتُکُمْ وَ ادْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسٰابٍ "یعنی تم اور تمہارے شیعہ بغیر حساب وکتاب کے پل صراط سے عبور کر جاؤ پھر گمراہ کرنے والے رہنماؤں کو طلب کرے گا اور کہے

گا کہ تم لوگ بھی اپنے پیروکاروں کو لے کر بغیر حساب وکتاب کے دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔(معجم طبرانی نے بحار کی ج۸ ۳ ص ۱۵۴ سے نقل کیا ہے)

چند سوالات کے جوابات

سوال ۱:پل صراط سے کس طرح لوگوں کا گزر ہوگا؟

جواب :لوگوں کاپل صراط سے گذر ان کے ایمان و عمل کے لحاظ سے ہوگا

اس سلسلے میں ہم آپ کے لئے چند روایات پیش کرتے ہیں۔

۱۔ابن مسعود نے رسول خدا (ص) سے نقل کیا ہے کہ آپ نے ارشادفرمایا: "یَرِدُ النّٰاسُ النّٰارَثُمَّ یَصُدُّونَ بِاَعْمٰالِھِمْ فَاَوَّلُھمْ کَلَمْعِ الْبَرْقِ ثُمَّ کَمَرِّ الرِّیحِ، ثُمَّ کَحَضْرِ الْفَرَسِ ثُمَّ کَالرّٰاکِبِ،ثُمَّ کَشَدِّ الرَّجُلِ،ثُمَّ کَمَشْیِہِ۔"(تفسیر مجمع البیان ج٦ص۵۲۵)

ترجمہ:''تمام لوگوں کو دوزخ کے اوپر سے گزارا جائے گا پھر لوگ اپنے اعمال کے اعتبار سے اس سے گزریں گے ،بعض بجلی کی مانند گزر جائیں گے، بعض اس سے ہلکی مقدار میں گزریں گے تیز ہوا کی مانند ،بعض بھاگنے کے انداز میں بعض لوگ گھوڑے پر سوار اور بعض لوگ پیدل اس پل سے گزریں گے۔''

۲۔امام جعفر صادق(ع) سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا:"مِنْهمْ مَنْ يَمُرُّ مِثْلَ عَدْوِالْفَرَسِ وَمِنْهمْ مَنْ يَمُرُّ حَبْواً ،وَمِنْهمْ مَنْ يَمُرُّ مَشْياً،وَمِنْهمْ مَن يَمُرُّمُتَعَلِّقاً قَدْ تَأْخُذُ النَّارُ مِنْهُ شَيْئاً وَ تَتْرُكُه شَيْئاً-"(امالی صدوق مجلس ۳۳،کنزل العمال ح۳۰۹۳۶)

ترجمہ:''پل صراط سے بعض لوگ بجلی کی مانند گزرجائیں گے ،بعض بھاگ کر گزریں گے ،بعض دوزانو ہو کر گزریں گے ،بعض سینے کے بل ہو کر گزریں گے، بعض اسی پر آویزاں ہو جائیں گے ،بعض دوزخ میں گر جائیں گے۔''

۳۔ابن عباس سورۂ تحریم کی آیت ۸کے ذیل میں نقل کرتے ہیں کہ خداوند عالم پل صراط کو مؤمنین کے لئے وسیع اور منافقین و کافرین کے لئے تنگ کردے گا اور حضرت علی(ع) و فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا دونوں اپنی اپنی مخصوص سواریوں پر ستر ہزار حوروں کے سائے میں بجلی کی مانند پل صراط سے گزر جائیں گے۔(بحار الانوار ج۸ ص۶۷)

۴۔پیغمبر اکرم (ص) سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا:فَنَاجٍ مُسَلَّمٍ وَمَخْدُوشٌ مُرْسَلٌ وَمَطْرُوحٌ فِيهَا ۔''(کنزل العمال ح ۳۹۰۳۴)ترجمہ:''پل صراط سے گزرنے والے تین قسم کے گروہ ہوں گے ایک گروہ نجات یافتہ ہوگا جو جلدی سے گزر جائے گا،دوسرا گروہ گناہ گاروں کا ہوگا جو پل صراط پر رہ جائیں گے اور تیسرا گروہ ایسا ہوگا جو دوزخ میں گرجائے گا،بیشک ایسے وقت کو یاد کر کے پیغمبر اکرم (ص) کی یہ مشہور و معروف دعا یاد آتی ہے "اَللّٰهمَّ لَا تَكِلْنَا اِلٰى اَنْفُسِنَا

طَرْفَةُ عَيْنٍ اَبَداً لَافِی الدُّنْیا وَلَا فِی الْآخِرَةِ "یعنی اے ہمارے پروردگار ہمیں ہمارے حال پر ایک لمحہ کے لئے بھی دنیا و آخرت میں تنہا نہ چھوڑنا۔

سوال ۲:پل صراط کی مقدار و مسافت کتنی ہوگی ؟

جواب :جو بات روایات سے مسلّمہ طور پر ثابت ہے وہ یہ کہ پل صراط جہنم کے اوپر نصب کیاجائے گا اور کیونکہ جہنم کی مسافت کو معین نہیں کیا جاسکتا ہے اسی طرح پل صراط کی مسافت کو بھی معین نہیں کیا جاسکتا ہے ہاں سورۂ بلد کی آیت ۱۱ (فَلَاا قْتَحَمَ الْعَقَبَۃَ) کی تفسیر میں جو حدیث پیغمبر اکرم (ص) سے نقل ہوئی ہے وہ یہ کہ صراط سے گزرنا نہایت دشوار ہوگا بعض کے لئے ہزار سال کی مسافت کے برابر اور بعض کے لئے تین ہزار سال کی مسافت کے اور بعض کے لئے ممکن ہے تیس ہزار سال کی مسافت کے برابر ہو۔ (بحارالانوار ج۸ ص۶۶،ج۶۰ ص۲۶۰)

سوال ۳:پل صراط کے باریک اور تیز ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب :اس سوال کا جواب کئی طرح سے دیا گیا ہے۔

۱۔اس سے مراد دشواری سے گزرنا ہے۔(شیخ مفید)

۲۔یعنی وہ پل ہرگز خطا نہیں کرے گا لوگوں کو ان کے اعمال کے لحاظ سے حرکت دے گا۔

۳۔وہ کفار و منافقین کے لئے تیز اور باریک ہوگا،مؤمنین کے لئے وسیع ہوگا کیونکہ پہلے گروہ کے لئے دوزخ کا راستہ اور دوسرے گروہ کے لئے بہشت کا راستہ ہوگا لہٰذا جو دنیا میں دین کے مسئلے میں جتنا زیادہ محتاط ہوگا اتنی جلدی سے وہ پل صراط سے گزر جائے گا۔

۴۔اس سے مراد یہ ہے کہ وہ سیدھا ہوگا اس میں کسی قسم کاا نحراف نہیں ہو گا۔

سوال ۴: پل صراط سے لوگوں کا گزرنا مختلف طریقوں سے کیوں ہوگا؟

جواب : جیسا کہ یہ بات گزر چکی کہ پل صراط معاد کا ایک حصہ ہے اسی طرح نیک و بُرے اعمال کا گویا نتیجہ ہے جیسا کہ امام جعفر صادق (ع) سے روایت ہے: صراط دوقسم کے ہیں ایک صراط دنیا دوسرا صراط آخرت ،صراط دنیا سے مراد امامِ وقت ہے جس کی اطاعت واجب ہے جس نے اس امام کی معرفت حاصل کی اور اس کی راہ پر چلا وہی پل صراط سے باآسانی گزرجائے گا۔(معانی الاخبار (شیخ صدوق)ص۲۸)

امام حسن عسکری (ع) سے نقل ہے ''صراط دو طرح کے ہیں ایک صراط دنیا دوسرا صراط آخرت صراط دنیا سے مراد افراط و تفریط سے بچتے ہوئے درمیانی راستہ ہے جیسا کہ معصوم کا فرمان بھی ہے''خَیْرُ الْاُ مُورِ اَوْسطھا''یعنی بہترین امر درمیانی رویہّ ہے ،اور صراط آخرت سے مراد وہی صراط مستقیم ہے جس پر چلتے ہوئے مؤمنین بہشت میں جائیں گے ۔(بحار الانوار ج۲۴ص۹،ج۸ص۶۹) بیشک صراط آخرت دنیا کے ہی اعمال وافکار کا نتیجہ ہے مثلًا اگر ہم اس دنیا میں اپنے اعمال و افکار کو علی و اولاد علی کی سیرت

کے تحت مکمل طور پر اپناتے ہوئے صحیح انجام دیتے تو پل صراط سے جلدی سے گزر جائیں گے وگرنہ اس سے گزرنے میں مشکل پیش آئے گی۔

سوال ۵:پل صراط پر کتنا عرصہ روکاجایء گا ؟

جواب :روایات کے مطابق پل صراط پر پانچ مقامات پر روکا جائے گا اور ہر مقام پر روکا جانا ایک سال کی مدت کے برابر ہوگا بلکہ امام جعفرصادق (ع) نے فرمایا:"اِنَّ فِي الْقيامَةِ خَمْسينَ مَوْقِفاً كُلُّ مَوْقِفٍ مِثْلُ اَلْفَ سَنَةٍ ممّا تَعُدّونَ "یعنی قیامت کے دن پچاس چیک پوسٹیں ہوں گی اور ہر چیک پوسٹ پر رکنا ہزار سال کی مقدار کے برابر ہوگا وہ سال جن کو تم لوگ شمار کرتے ہو پھر امام نے سورۂ سجدہ کی آیت ۵ کے اس جملے کی تلاوت کی (...فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ ـلْفَ سَنَةٍ...)''یعنی ایسے دن میں جس کی مقدار ہزار سال کے برابر ہوگی۔(تفسیر نور الثقلین ج۴ص۲۲۲)

صراط کے مسئلے میں حضرت علی (ع) کے دو افتخار

رسول خدا (ص)حضرت علی (ع) کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں: "وَاَنْتَ اَوَّلُ مَنْ يَجوزُ الصِّراطَ مَعِي و اِنَّ رَبّي عَزَّوَجَلَّ اَقْسَمَ بِعِزَّتِهِ اَنَّهُ لايَجوزُ عَقَبَةَ الصِّراطِ اِلاَّ مَنْ مَعَہ بَرائَة بِوِلايَتِک وَوِلايَةِ الْا ئِمّةِ مِنْ وُلْدِک-"(عیون اخبار الرضاج۱ص۳۰۴)

ترجمہ:'' اے علی !تم پہلے شخص ہو جو میرے ساتھ پل صراط سے گزروگے میرے پروردگار نے اپنی عزت کی قسم کھا کر مجھ سے فرمایاہے کہ وہ کسی کو بھی پل صراط سے گزرنے نہیں دے گا جب تک اس کے پاس ولایت علی واولاد علی کا پروانہ نہوگا۔

اس حدیث میں حضرت علی (ع) کے پل صراط کے بارے میں جو دو امتیاز ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔وہ سب سے پہلے شخص ہیں جو پیغمبر اکرم (ص)کے ہمراہ پل صراط سے گزریں گے۔

٢۔خدا نے ان کی اور ان کی اولاد کے بارے میں قسم کھائی ہے کہ جب تک کسی کے پاس ان کی محبت اور اطاعت کا پروانہ نہیں ہوگا وہ پل صراط سے گزر نہیں سکتا ہے۔

حضرت علی (ع) کا صراط کے بارے میں لوگوں کو ہوشیار کرنا

ا۔حضرت علی (ع) اپنے خطبہ میں لوگوں کو یوں‌ہوشیار کرتے ہیں: "وَاعْلَمُوا اَنَّ مَجازَکُمْ عَلَی الصِّراطِ مَزالِقُ دَحْضِهِ ،وَاَهاوِیلُ زَلَلِهِ وَ تاراتُ اَهوالِهِ -"(نہج البلاغہ خ٨٣)ترجمہ:''جان لو کہ پل صراط سے گزرنا بڑا سخت اور لرزہ برا ندام ہوگا طرح طرح کی وحشت اور گزرنے میں خطرات زیادہ ہوں گے۔''

٢۔ایک دفعہ حضرت علی (ع) مسجد سہلہ کے کنارے کو فہ کے بیابان میں کھڑے یوں‌ارشادفرماتے ہیں:"فَیا سَوْاَتاهُ غَداً مِنَ الْوُقوفِ بَیْنَ یَدیْک اِذا قیل لِلْمُخِفّینَ جُوزوُا وَلِلْمُثْقِینَ

حُطُّوا ،فَمَعَ الْمُخِفِّينَ اَجُوزُاَمْ مَعَ الْمُثْقِلِينَ اَحُطُّ"(بحارالانوار ج۱۰۰ص۴۴۴) ترجمہ:''ہائے افسوس قیامت کے دن تیرے سامنے کھڑے ہونے پر جب ہلکے گناہ والوں سے کہا جائے گا کہ پُل صراط سے گزرو پھر سنگین گناہ والوں سے کہا جائے گا کہ جہنم میں گر جاؤ،کیا میں ہلکے گناہ والوں میں سے ہوں کہ پُل صراط سے گزر سکوں یا سنگین گناہ والوں میں سے کہ جہنم میں گر جاؤں۔''

امام جعفر صادق(ع) کا ارشاد گرامی ہے "اَلاَفَحَاسِبُوا اَنْفُسِکُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوا فَاِنَّ فِي الْقيامَةِ خَمْسِينَ مَوْقِفاً"ترجمہ:''آگاہ ہو جاؤ قبل اس کے کہ تم سے حساب و کتاب لیا جائے اپنا محاسبہ کر لو،بیشک قیامت میں پچاس چیک پوسٹیں ہیں،اور ان میں سے ہر ایک ہزار سال کے برابر ہے۔''

سوال ۶: بہشتی لوگوں کو کیوں جہنم پر سے گزاراجائے گا ؟

جواب :دراصل بہشتی لوگو ں کو دوزخ پر سے گزارے جانے کا ایک فلسفہ ان کو جہنم اور اس کے عذاب کا مشاہدہ کرانا ہے تاکہ وہ لوگ بہشتی نعمتوں کا دوزخی عذاب سے مقابلہ کرکے زیادہ سے زیادہ لذت حاصل کریں جیسا کہ کہا جاتا ہے ''تُعْرَفُ الْاَشْيائُ بِاَضْدادِ ھا ''ہر چیز کو اس کی متضاد کے ذریعے سے بہتر پہچانا جاتا ہے ،اور بہشتی لوگ اتنی جلدی سے پل صراط سے گزر جائیں گے کہ دوزخ کی آگ انھیں ذرا سا بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گی،

دوسرا فلسفہ ان کو گزارنے کا یہ ہے کہ دوزخی لوگ ان کو حسرت سے دیکھیں گے اور کہیں گے کہ کاش ہم نے بھی دنیا میں ان جیسے عمل کئے ہوتے تو ان کی طرح خوش وخرم بہشت میں جارہے ہوتے لہٰذا ان کا یوں حسرت کرنا سب سے بڑی روحانی تکلیف ہوگی۔

علامہ طبرسیلکھتے ہیں کہ بعض روایات کے مطابق کسی کو بہشت میں نہیں لے جایا جائے گا مگر یہ کہ اسے دوزخ پر سے گزاراجائے گا تاکہ وہ خدا کی نعمتوں اور فضل کی قدرو قیمت جانے اور خوش ہو اسی طرح کسی کو بھی دوزخ میں نہیں لے جایا جائے گا مگر یہ کہ بہشتی نعمتوں کا اسے مشاہدہ کرایا جائے گا تاکہ اسے زیادہ حسرت ہو اور تکلیف پہنچے۔(تفسیر مجمع البیان ج۶ ص۵۲۶)

سوال ۷:پل صراط سے جلدی گزرجانے کی کیا وجہ ہے ؟

جواب: واضح سی بات ہے کہ جب انسان پر گناہوں کا بوجھ نہیں ہوگا تو ہلکا ہونے کی صورت میں پل صراط سے جلدی گزرجائے گا ،اورجیسا کہ متعدد روایات سے جو مطلب سامنے آتا ہے وہ یہ کہ پل صراط سے باآسانی گزر جانے کے اسباب میں سب سے پہلا سبب محبت علی(ع) و اولاد علی ہے ،دوسرا سبب نماز ہے ،تیسرا سبب امانتداری ہے، چوتھا سبب ماہ رمضان کے روزے ،پانچواں سبب اچھا اخلاق ،اس کے

بعد تمام محرمات سے اجتناب اور تمام واجبات کی ادائیگی ہے لہٰذا اس مطلب کی وضاحت کے لئے ہم مندرجہ ذیل روایات پیش کرتے ہیں۔

پہلا سبب :پل صراط سے جلدی گزرجانے کا (ولایت علی ابن ابی طالب ں)

ا۔پیغمبر اکرم (ص)نے ارشاد فرمایا:''لِکُلِّ شَئٍ یٍ جواز وَجوازُ الصِّراطِ حُبُّ عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلاٰمُ ''یعنی ہر جگہ سے گزرنے کا ایک اجازت نامہ ہوتاہے اور پل صراط سے گزرنے کا اجازت نامہ دوستیٔ علی ابن ابی طالب ہے۔(بحار الانوار ج۳۹ص۲۰۲)

۲۔پیغمبر اکرم (ص)نے ارشاد فرمایا:"لایَجُوزُ اَحَد الصِّراطِ اِلاَّوَلَہُ بَرائَۃ بِولایتِہِ وَوِلایَۃِ اھلِ بَیْتِہِ یُشرِفُ عَلَی الْجَنَّۃِ ویُدْخِلُ مُحِبّیہِ الْجَنَّۃَ وَ مُبْغِضِیہِ النّارَ- "(بحار الانوار ج۳۹ ص۲۰۳)ترجمہ:''کوئی بھی پل صراط سے گزر نہیں سکے گا جب تک دوستیٔ علی و آل علی علیہم السلام نہ رکھتا ہوگا بیشک علی ابن ابی طالب بہشت کے دروازے پر کھڑے ہوں گے اپنے محبین کو بہشت میں اور دشمنوں کو دوزخ میں روانہ کریں گے۔''

۳۔پیغمبر اکرم (ص)نے ارشاد فرمایا:"اَلاوَمَنْ اَحَبَّ علیّاًمَرَّعَلَی الصِّراطِ کَالْبَرْقِ الْخاطِفِ۔''ترجمہ:''آگاہ ہوجاؤ کہ جو بھی علی ابن ابی طالب سے دوستی رکھتا ہے وہ پل صراط سے بجلی کے جھٹکے کی مانند گزرجائے گا۔

(بحار الانوار ج۶۸ص۱۲۵،وج۷۲ص۱۱۵،وج۷ص۲۲۲)

۴۔پیغمبر اکرم (ص)نے ارشاد فرمایا:"اَثْبتُکُمْ قَدَماً عَلَی الصِّراطِ اَشَدُّکُمْ حُبّاًلِاَهلِ بَیْتِی ۔''ترجمہ:''تم میں سے اس شخص کے قدم پل صراط پر ثابت رہیں گے جو سب سے زیادہ میرے اہل بیت سے محبت رکھتا ہوگا۔''

دوسرا سبب: (نماز ہے)

ا۔پیغمبر اکرم(ص)نے ارشاد فرمایا:"فَاِذاکٰانَ یَوْمُ الْقیامةِ کانَتِ الصَّلاةُ ...جَوازاً عَلَی الصِّراطِ وَمِفْتاحاً لِلْجَنَّةِ"(بحار الانوار ج٨٢ ص٢٣٢)ترجمہ:''جب قیامت برپا ہوگی تو نماز پل صراط سے جلدی گزرجانے کا سبب ہوگی اور نماز بہشت کی کنجی ہے۔''

٢۔پیغمبر اکرم (ص)نے ارشاد فرمایا:''جو شخص بھی شب جمعہ نماز مغرب و عشاء کے درمیان بارہ رکعت نماز دودورکعت کرکے پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد چالیس مرتبہ سورۂ توحید (قُل هوَاللّٰهُ اَحَد)پڑھے تو قیامت کے دن پل صراط پر میں اس سے مصافحہ کروں گا اور جس سے اس دن ہیںمصافحہ کروں گا اس کو پل صراط سے باآسانی گزارنے کے علاوہ اس کے حساب و کتاب کے آسان ہونے میں بھی اس کی مدد کروں گا۔(بحارالانوار٨٩ ص٣٢٥)

۳۔پیغمبر اکرم (ص)نے ارشاد فرمایا:"مَنْ حافَظَ عَلَى الْجَماعَةِ حَيْثُ ماكانَ مَرَّ عَلَى الصِّراطِ كَالْبَرْقِ اللّامِعِ فِي اَوَّلِ زُمْرَةٍ مَعَ السّابِقِينَ وَوَجْهُهُ اَضْوَءُ مِنَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْقَدْرِ-"ترجمہ:''جو شخص نماز جماعت کا پابند ہوتو پل صراط سے بجلی کی مانند گزر جائے گا سب سے پہلے گروہ کے ساتھ اس حالت میں کے اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا۔(بحار الانوار ج۸۸ص۳)

تیسرا سبب :(روزہ ہے)

پیغمبر اکرم (ص)نے ماہ رمضان کے روزوں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:جب بھی تم میں سے کوئی ماہ رمضان کے پورے روزے رکھ چکتا ہے تو "كَتَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَكُمْ بَراءَةً مِنَ النّارِ وَ جَوازاً عَلَى الصِّراطِ-"ترجمہ:''یعنی اللہ تعالیٰ اس کے لئے آگ سے نجات اور پل صراط سے گزرنا جانا لکھ دیتا ہے۔''(بحارالانوار ج۹۶ ص۳۵۵)

شیخ عباس قمی اپنی کتاب منازل الآخرہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:''جو کوئی ماہ رجب میں چھ روزے رکھتا ہے وہ قیامت کی سختیوں سے محفوظ رہے گا اور پل صراط سے باآسانی گذر جائے گا۔'' (منازل الاخرہ ص۱۱۳.)

امام جعفر صادق (ع) نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا:''جو کوئی رجب کے آخری مہینے میں دو روزے رکھتا ہے وہ پل صراط سے باآسانی گذر جائے گا۔'' (بحارالانوار ج۹۷ص۳۳)

چوتھا سبب: (امانتداری و صلۂ رحم)

پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا:"حٰافتَا الصِّراطِ یَوْمَ الْقیامَةِ اَلْاَمانَةُ وَالرّحِمُ ..."

ترجمہ:''قیامت کے دن پل صراط سے گزرنے سے بچانے والے دو سبب ہیں، ایک امانتداری دوسرا صلۂ رحمی ہے۔'' (بحارالانوار ج۴۷ص۱۰۵)

پانچواں سبب: (نیک اخلاق)

پیغمبر اکرم (ص) نے ماہ رمضان کے آخری جمعہ کے خطبہ میں ماہ رمضان کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا:"یا اَیُّهاالنّاسُ مَنْ حَسَّنَ مِنْکُمْ فِی هذا الشَّهْرِ خُلْقُهُ کانَ لَهُ جَوازاً عَلَی الصِّراطِ یَوْمَ تَزِلُّ فِیهِ الْاَقْدٰامُ-"(عیون اخبار الرضاج اص۲۹٦)

ترجمہ:''اے لوگوں ! تم میں سے جس نے بھی اس مہینے میں اپنا اچھا اخلاق رکھا تو اس کا انعام اس وقت پل صراط سے باآسانی گزر جانا ہوگا جب لوگوں کے قدم ڈگمگا رہے ہوں گے۔''

چھٹا سبب: (زیارت امام رضا(ع))

امام رضا (ع) کا ارشاد گرامی ہے ''جو بھی اپنی دوری کے باوجود میری زیارت کو آئے گا تو میں تین مواقع پر اس سے ملنے آؤں گا اور اس کی مدد کروں گا، ا۔جب اس کے

نامۂ اعمال کو اسے دیا جائے گا ،۲۔پل صراط پر،۳۔میزان کے وقت۔ (عیون اخبار الرضا ج۲ص۲۵۵)

ساتواں سبب : (۲۳ویں کی شب بیداری)

امام محمد باقر اپنے ایک کلام میں ماہ رمضان کی ۲۳ ویں کی شب بیدار رہنے کی فضیلت کو یوں بیان کرتے ہیں"وَیَکْتُبُ لَہُ بَرائَۃ مِنَ النّارِوَجَوازعَلَی الصِّراطِ."

''یعنی اس کے نامۂ اعمال میں آتش جہنم سے نجات اور پل صرا ط سے باآسانی گزرجانا لکھ دیا جاتا ہے۔'' (بحارالانوار ج۹۷ص۱۶۸)

آٹھواں سبب : (نمازوں کا بلند آواز سے پڑھنا)

امام حسن مجتبیٰ (ع) نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ کچھ یہودیوں نے پیغمبر اسلام (ص)کی خدمت میں آکر سوال کیا کہ آپ صبح ،مغرب ،عشاء کی نماز بلند آواز سے کیوں پڑھتے ہیں توآپ نے فرمایا:''کیونکہ ان نمازوں کی جتنی آواز بلند ہوتی ہے اتنا ہی خداوندعالم ان لوگوں کو جہنم کی آگ سے دور ،پل صراط سے باآسانی گزرنے اور بہشت میں داخلے کی خوشخبری دیتا ہے۔'' (بحار الانوار ج۸۵ص۷۸)

نواں سبب : (پیغمبر اکرم (ص) پر درود بھیجنا)

پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا: "اَکْثِرُوا الصَّلاۃَ عَلَیَّ فَاِنَّ الصَّلاۃَ عَلَیَّ نُورٌفِی الْقَبرِ،وَنُور عَلَی الصِّراطِ،وَنُورٌفِی الْجَنَّۃِ-" (بحارالانوار ج۹۴ص۷۰)

ترجمہ: ''مجھ پر کثرت سے درود بھیجو کیونکہ مجھ پر درود بھیجنا نورانیت قبر اور پل صراط پر نورانیت اسی طرح جنت میں لے جانے کی نورانیت کا سبب بنتا ہے۔''

دسواں سبب : (ضرورتمندلوگوں کی ضرورت کو صاحبان اختیار افراد سے بیان کرنا)

امام محمد باقر (ع) اپنے اجداد سے نقل فرماتے ہیں کہ پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا: "مَنْ اَبْلَغَ سُلْطاناً حاجَۃَ مَنْ لایَسْتَطیعُ اِبلاغَها ثَبَّتَ اللہُ قَدَمَیْہِ عَلَی الصِّراطِ یَوْمَ الْقِیامَۃِ- ''ترجمہ: ''جو کوئی کسی ضرورتمند کی ضرورت کو جو وہ خود بیان کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو اس ضرورت کے پورے کرنے والے صاحبانِ اختیار افرادکے پاس جاکر بیان کرے تو خداوند عالم قیامت کے دن پل صراط پر اسے ثابت قدم رکھے گا۔'' (بحار الانوار ج۷۵ ص۳۸۴)

گیارواں سبب : (پیروں پر مسح کر کے وضو کو پورا کرنا)

ایک مرتبہ یہودیوں نے پیغمبر اکرم (ص) سے ارکان وضو کے بارے میں پوچھا توآنحضرت (ص) نے پیر پر کامل مسح کے بارے میں ارشاد فرمایا:"وَاِذا مَسَحَ قَدَمَیْہِ اَجازَہُ اللّٰہُ عَلَی الصِّراطِ یَوْمَ تَزِلُّ فِیہِ الْاَقْدامُ ۔''(امالی شیخ صدوق ص۱۱۵،بحا رلانوار ج۸۰ص۲۲۹)ترجمہ؛''جب بندۂ مؤمن وضو کرتے ہوئے پیروں کا مسح کرتا ہے تو خداوند عالم اسے قیامت کے دن پل صراط سے باآسانی گزارے گا جس وقت لوگوں کے قدم ڈگمگارہے ہوں گے۔''

بارواں سبب (نیک اعمال ہیں)

حضرت علی (ع) قیصر روم کے خط کے ضمن میں یوں تحریر فرماتے ہیں: "مَنْ عَمِلَ فِی الدُّنیا عَمَلاً صالِحاً فَاِنَّہُ یَسْلُکہ عَلَی الصِّراطِ اِلَی الْجَنَّةِ-"(بحارالانوارج۱۰ ص۶۱)

ترجمہ:''جو بھی اس دنیا میں نیک اعمال انجا م دیتا ہے وہ بروز قیامت آسانی سے پل صراط سے گزرتا ہوا وارد بہشت ہوگا۔''

پل صراط کے متعلق کچھ داستانیں

ا۔ حضرت علی(ع) کا اپنے محبین کو پل صراط سے آسانی کے ساتھ گزارنے کا وعدہ

حارث اعور ہمدانی جو حضرت علی(ع) کے خالص شیعوں میں سے تھے ایک دفعہ شدید بیماری کے باوجود حضرت کی زیارت کو پہنچے تو حضرت(ص) نے اس بیماری کے باوجود آنے کا سبب پوچھا تو انھوں نے کہا صرف آپ کی محبت میں آیا ہوں اس وقت حضرت نے حارث اعور ہمدانی سے جو کچھ کہا اس کو حمیری نامی شاعر نے یوں شعر میں ڈھالا کہ:

یاحٰارُ ہَمْدانِ مَنْ یَمُتْ یَرَنِی -مِنْ مُؤْمِنٍ اَوْ مُنافِقٍ قُبُلاً

یَعْرِفُنی طَرْفُہُ وَ اَعْرِفُہُ-بِنَعْتِہِ وَ اسْمِہِ وَما فَعَلاً

وَاَنْتَ عِنْدَ الصّراطِ تَعْرِفُنی -فَلا تَخَفْ عَثْرَۃً وَلا زَلَلاً

اَسْقیکَ مِنْ بارِدٍ عَلٰی ظَمَاءٍ -تَخالُہُ فِی الْحَلاوَۃِ الْعَسَلاً

ترجمہ:''اے حارث ہمدانی جو بھی مرتا ہے خواہ مؤمن ہو یا منافق ،وہ مجھے دیکھتا ہے وہ مجھے پہچانتا ہے اور میں بھی اسے اس کے نام و کام و صفات کے ساتھ پہچانتا ہوں ،تم بھی پل صراط پر مجھے دیکھ کر پہچان لوگے لہٰذا اس وقت سے ہر گز خوف نہ کھانا،قیامت کی تشنگی کے وقت تمھیں حوض کوثر کے ٹھنڈے پانی سے سیراب کروں گا وہ پانی اتنا

میٹھا ہوگا کہ تمہیں اس پر شہد کا گمان ہو گا ،جب حارث ہمدانی نے مولا امیرالمؤمنین (ع) سے یہ بات سنی تو کہنے لگے "ما اُبالِي وَ رَبّي -بَعْدَ هذامَتیٰ لَقَيْتُ الْمَوْتَ اَوْ لَقِيَنِي ۔''(بحارالانوار ج٣٩ ص٢٣٩)یعنی رب کی قسم اب مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں ہے کہ کس وقت موت مجھ سے ملاقات کرے یا میں موت سے ملاقات کروں۔''

حق الناس کا پل صراط سے گزرنے میں مانع ہونا

مرحوم محدث نوری سید ہاشم بحرانی سے اس واقعہ کو نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نجف کا رہنے والا جو حرم حضرت امیر (ع) کے اطراف میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتا تھا ایک دن اس نے اپنا واقعہ نقل کیا کہ تنگی کے زمانے میں میں نے ایک یہودی سے دس درہم قرض لئے اس شرط پر کہ دس دن کے اندر قرض لوٹا دوں گا ہر روز ایک ایک درہم کرکے پانچ دن تک تو میں نے متواتر اس کا قرض ادا کیا اس کے بعد کچھ دن تک میں نے اس یہودی کو نجف میں نہ پایا پتہ چلا کہ وہ بغداد چلا گیا ہے میں نے اسے ڈھونڈنے اور اس کی امانت پہنچانے میں تھوڑی سستی کی کچھ عرصہ اسی طرح گزر گیا ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہو چکی ہے،اورمیں فضل الٰہی سے اپنے حساب وکتاب سے فارغ ہو کر پل صراط سے گزر کر بہشت کی طرف جارہا ہوں وسط پل پر ایک خوف ناک آواز سنی مڑ کر جو دیکھا تو نیچے دوزخ کی آگ سے وہ یہودی باہر آکر مجھے آواز دے رہا ہے کہ میرے پانچ درہم تو دو پھر یہاں سے گزرنا

،میں نے کہا یہاں میرے پاس پیسے کہاں جو تمہیں دوں اس نے کہا مجھے اجازت دو کہ اپنی انگلی تمہارے بدن سے لگاؤں، میں نے قبول کیا،اس نے میرے سینے پر اپنی انگلی لگادی ،میں اس کی تکلیف سے بے تاب ہو کر خواب سے بیدار ہوا تو دیکھا کہ اب بھی میرے سینے پر اس کی انگلی کا نشان ہے اور وہ زخم کبھی بھی ٹھیک ہونے کا نام نہیں لیتا ہے ،پھر اس شخص نے اپنا سینہ کھول کر لوگوں کو بھی اس زخم کو دکھایا تولوگوں نے بھی اس کی بات پر اطمینان کیا اور سب گریہ کر نے لگے۔(دارالسلام حاجی نوری ج۱ص۲۴۷)

حضرت فاطمہ زہرا علیہاالسلام کے وسیلے سے پل صراط کی آسانی

پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا: ''جب قیامت کے دن خداوند عالم تمام خلائق کو جمع کرکے پل صراط سے گزرنے کا حکم دے گا تو عرش کے نیچے سے آواز آئے گی۔''اے لوگوں اپنی اپنی آنکھوں کو بند کرلو کیونکہ فاطمہ بنت محمد (ص) پل صراط سے گزرنے والی ہیں،یہ سن کر سب لوگ آنکھیں بند کرلیں گے سوائے پیغمبر (ص) و علی و حسن و حسین علیہم السلام اور ان کی اولادوں کو جو حضرت زہرا علیہاالسلام کے محرم ہوں گے جب حضرت زہرا علیہاالسلام حوران بہشتی کے جھرمٹ میں پل صراط سے گزریں گی تو پروردگار کی طرف سے نداء آئے گی کہ آج جو بھی پل صراط کی سختی سے نجات چاہتا ہے وہ فاطمہ علیہاالسلام سے توسل کرے تو جو دنیا میں ان سے توسل کو جائز سمجھ کر توسل کرتے رہیں ہوں گے وہ وہاں بھی ان سے توسل کرکے پل صراط کی سختی سے نجات پائیں گے۔''(بحارالانوار ج۸ص۶۸)

قیامت کاچھٹامرحلہ: حوض کوثر کاہے

اسلامی مسلّمہ عقائد میں سے ایک عقیدہ بہشتی حوض کوثر کا ہے جو قیامت میں آشکار ہوگی اور یہ حوض کوثر پیغمبر (ص)کے لئے مخصوص ہے وہ جس کو چاہیں گے اس کا ساقی بنا دیں گے۔

پیغمبر اکرم (ص)کاارشاد گرامی ہے"مَنْ لَمْ یُؤمِنْ بِحَوْضِی فَلا اُورِدُہُ اللّٰہ حَوضِی-" (بحار الانوار ج ۸ ص۱۹)ترجمہ:''یعنی جو بھی میرے حوض کوثر کے بارے میں اعتقاد نہیں رکھتا ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس حوض کوثر سے محروم رکھے گا۔''

جیسا کہ امام حسین (ع) کی زیارت میں پڑھتے ہیں "وَأَسْئَلُ اللّٰہَ اَنْ یُرَنِیکُمْ عَلَی الْحَوْضِ وَفی الْجِنانِ ،مَعَ الْاَنْبیاءِ وَالْمُرْسَلینَ وَ الشُّھداءِ وَالصّالحینَ -"(بحار الانوار ج ۱۰۱ص۱۸۹)ترجمہ:''یعنی میں اللہ سے یہ چاہتا ہوں کہ حوض کوثر کے کنارے مجھے آپ کی زیارت کرائے اسی طرح بہشت میں مجھے آپ کی زیارت کرائے، پیغمبروں ،رسولوں، شہیدوں و صالحین کے ہمراہ مجھے قرار دے۔''

دعائے اسماء الحسنٰی میں یوں پڑھتے ہیں "اللّھمَّ ارْزُقْنِی شَفاعَةَ مُحَمَّدٍوَ آلِہِ عِنْدَ الْحَوْضِ الْمَوْرُودِ ،وَاَجْمَعِ اللّھمَّ بَیْنی وَ بَیْنَ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ(ص)فِی الْمَقامِ الْمَحْمُودِ وَالْحَوْضِ الْمَشْھودِ-"(بحا رالانوار ج۹۳ص۲۷۰)ترجمہ:''اے اللہ حوض کوثر کے پاس محمد و آل

محمد کی شفاعت میرے نصیب فرما،اور مجھے محمد و آل محمد کے پسندیدہ مقام حوض کوثر پر سب کے سامنے اکٹھا کرنا۔''

شیخ صدوق متوفیٰ ۳۸۱ ھ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ اس بات پر ہمارا عقیدہ ہے کہ حوض کوثر کا وجود برحق ہے اور اس کی مسافت ایلہ و صنعاء (یعنی شام و یمن) کے برابر ہے جو پیغمبر اسلام (ص) کے لئے مخصوص ہے آسمانی ستاروں کے برابر اس میں پانی پلانے کے برتن ہوں گے ،قیامت کے دن حضرت علی علیہ السلام اس کوثر کے سرپرست اور ساقی (یعنی پانی پلانے والے) ہوں گے جو اپنے محبین کو اس سے پانی پلائیں گے اور اپنے دشمنوں کو اس سے دور کریں گے جو کوئی بھی اس پانی سے پیئے گا تو وہ ہر گز تشنہ نہ ہوگا۔''(العقائد شیخ صدوق ص۲۳۰ ،بحار الانوار ج۸ ص۲۷)

پیغمبر اکرم (ص) کا شب معراج حوض کوثر کا دیدار کرنا

شیخ صدوق نے بھی اپنی کتاب اکمال الدین میں اس روایت کو نقل کیا ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: جب شب معراج مجھے ہر جگہ کا نظارہ کرایا گیا تو حوض کوثر کا بھی نظارہ کرایا گیا اور خدا نے فرمایا: اے محمد ! (ص) کیا تم نے انسانوں میں سے کسی کو اپنا وزیر، برادر، وصی مقرر کیا ہے یا نہیں؟ میں نے کہا کس کو بناؤں تو خداوند عالم نے مجھے وحی کی کہ میں نے علی کو تمہارا خلیفہ معین کیا ہے، میں نے کہا میرے چچازاد بھائی کو؟ وحی ہوئی ہاں اسی علی کو

جو دنیا میں تمہارے علم کا وارث اور قیامت میں لوائے حمد کا پرچم دار ہوگا"وَصاحِبُ حَوْضِک یُسْقِی مَنْ وَرَدَ عَلَیْہِ مِنْ مُؤْمِنِی اُمَّتِک۔"(بحارالانوار ج۵۱ص۶۸)

ترجمہ: ''یعنی جو قیامت کے دن تمہارے حوض کوثر کا سرپرست ہوگا اور تمہاری امت کے مؤمنین کو جو اس حوض کوثر پر حاضر ہوں گے پانی پلائے گا۔''

حوض کوثر کی تعریف پیغمبر (ص) کی زبانی

غدیر خم کے میدان میں ایک لاکھ کے مجمع میں پیغمبر اسلام (ص)نے یوں خطبہ دیا:"اَلاوَاَنّی فَرَطُکُمْ وَاَنْتُم وارِدونَ عَلَیَّ الْحَوْضَ، حَوْضِی غَدَاً وَھوحَوْض عَرْضُہُ مابَیْنَ بُصْریٰ وَصَنْعاءٍ فِیہِ اَقْداح مِنْ فِضَّةٍ عَدَدَ نُجوم السَّماءِ اَلاوَاَنّی سائلُکُمْ غَداًمَاذا صَنَعْتُمْ فیمااَشْھدْتُ اللّہ بِہِ عَلَیْکُمْ فِی یَوْمِکُمْ ھذاوَرَدْتُمْ عَلَیَّ حَوْضِی؟وَماذا صَنَعْتُمْ بِالثَّقَلَینِ مِنْ بَعدِی،فَانظُرُواکَیْفَ تَکُونُونَ خَلَّفْتُمُونِی فِیھمَاحِیْنَ تَلْقُونِی -"

ترجمہ:"یعنی آگاہ ہو جاؤ میں عنقریب تم لوگوں کے درمیان سے چلا جاؤں گا ،تم کچھ ہی عرصہ بعد حوض کوثر کے کنارے مجھ سے ملاقات کروگے جس حوض کوثر کی وسعت مقام بُصری(جوشام میں واقع ہے)سے لے کر مقام صنعا (جو یمن میں واقع ہے) تک ہے اس حوض میں ستاروں کی تعداد کے مطابق چاندی کے ظروف ہوں گے،یاد رکھو کل قیامت کے دن میں تم لوگوں سے سوال کروں گا جس بات کا آج میں نے تم لوگوں کو گواہ قرار دیا ہے کہ تم نے میرے بعد علی اور میری عترت کے ساتھ کیا

سلوک کیا ؟اب میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ میرے بعد قرآن و عترت کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ دونوں حوض کوثر پر مجھ سے آملیں گے۔''(الخصال (شیخ صدوق ص۶۵،موسوعہ الامام علی ابن ابی طالب ع تالیف محمدی ری شہری ج۲ ص۳۰۴)

مذکورہ روایت سے چند باتیں سمجھ میں آتی ہیں ،۱۔حوض کوثر قیامت کے دن بہشت میں داخل ہونے سے پہلے ہے ،۲پیغمبر (ص) وہاں موجود ہوں گے امت سے ملاقات کے لئے ،۳۔پیغمبر (ص) امت سے قرآن و عترت کے بارے میں سوال کریں گے ،۴۔صرف اچھے ہی لوگ پیش نہیں ہوں گے بلکہ تمام مسلمان پیش ہوں گے تاکہ پیغمبر (ص) کو سوالوں کے جواب دے سکیں جنھوں نے قرآن و عترت کا خیال رکھا ہوگاان کے تحت عمل کرتے رہے ہوں گے وہ حوض کوثر سے سیراب کئے جائیں گے اور جنھوں نے قرآن و عترت کو فراموش کردیا ہوگا وہ حوض کوثر سے پانی پینے سے محروم رہیں گے ،۵۔حوض کوثر پر پانی پلائے جانے کے برتن کافی سارے ہوں گے اور بہشتی برتن چاندی کے ہوں گے ، ۶۔اس کی وسعت یمن و شام کی درمیانی مسافت یا بعض رویات کے تحت مشرق و مغرب تک کی ہوگی ،

۷۔گویا حوض کوثر کے کنارے سخت امتحان ہوگا،بعض اس امتحان میں آسانی سے کامیاب ہو جائیں گے ،بعض پیغمبر (ص) و علی ودیگر ائمہ طاہرین علیہم السلام کی شفاعت سے امتحان میں کامیاب ہو جائیں گے اور بعض سختی سے اس جگہ سے دھتکار دیئے جائیں گے ،اس

وقت انھیں دنیا میں قرآن و اہل بیت سے دوری اختیار کرنے پر انتہائی افسوس ہوگا مگر اس وقت ان کا وہ افسوس ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکے گا۔

ہزار غلام ہزار جام کوثر کے ساتھ

روایت میں ہے کہ جب پیغمبر اکرم (ص)کاآخری وقت تھااور آپ شدید بیمار تھے تو حضرت فاطمہ زہرا(س) نے روتے ہوئے عرض کیا بابا جان اس دنیا میں ایک گھنٹے کو آپ سے جدائی برداشت نہیں کر سکتی ہوں تو قیامت کے دن آپ کی جدائی مجھ سے کس طرح برداشت ہوگی ,آنحضرت (ص) نے جواب دیا بیٹی گھبراؤ نہیں تم میرے خاندان میں سب سے پہلے آکر مجھ سے ملوگی ،فاطمہ زہرا(س) نے پوچھا بابا جان کہاں ؟آنحضرت (ص) نے فرمایا: پل صراط پر جب امت کی شفاعت کے لئے وہاں آؤں گا،فاطمہ زہرا(س) نے پھر پوچھا باباجان اگر آپ وہاں نہ ملے تو؟آنحضرت (ص) نے فرمایا: حوض کوثر کے کنارے جہاں ہزار غلام ہزار جام لئے کھڑے ہوں گے جو ہمارے محبین کو ہماری اجازت سے پانی پلا رہے ہوں گے جو بھی اس پانی کو پیئے گاتو وہ کبھی بھی پیاسہ نہ ہوگا۔(بحارلانوار ج۲۲ص۵۳۵، کشف الغمہ)

علی(ع) ساقیؑ کوثر

روایت میں ہے پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا:جب قیامت برپا ہوگی اللہ کی طرف سے منادی نداء دے گا جس نداء کو سب سنیں گے کہ علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ جب علی

میدان محشر میں آئیں گے تو خدا کی طرف سے انھیں دو سبز بہشتی لباس پہنائے جائیں گے ان کے ہاتھ میں درخت طوبٰی کا عصاء ہوگا اور خدا کی طرف سے ان کو حکم ہوگا :"قِفْ عَلَى الْحَوْضِ فَاسْقِ مَنْ شِئْتَ وَامْنَعْ مَنْ شِئْتَ-"(بحار الانوار ج۸ص۲۵) ترجمہ:''یعنی حوض کوثر پر بیٹھو اور جس کو چاہو اس سے پانی پلاؤ اور جس کو چاہو منع کرو۔''

پیغمبر اکرم (ص) نے حضرت علی (ع) کے بارے میں مندرجہ ذیل ارشادات فرمائے :۱۔"اِنَّکَ غَدَاً عَلَى الْحَوْضِ خَلِيفَتِي وَاِنَّکَ اَوَّلُ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضُ-"(مناقب ابن مغازلی شافعی ص۲۳۸)ترجمہ:''تم قیامت کے دن حوض کوثر پر میرے جانشین ہو گے اور تم سب سے پہلے وہ شخص ہو جو حوض کوثر پر مجھ سے آکر ملاقات کروگے۔''

۲۔"وَالَّذی نَفْسی بِيَدِهِ اَنَّکَ لَذوّاد عَن حَوْضِي يَوْمَ الْقِيامَةِ تَذُودُ كَما يُزادُ الْبَعيرُالضّالَّ عَنِ الماءِ بِعَصاً مَعَکَ مِنْ عَوْسِجٍ-"(تاریخ دمشق ج۴۲ ص۱۴۰،مناقب خوارزمی ص۱۰۹) ترجمہ:''مجھے اپنی جان کی قسم کہ قیامت کے دن تم میرے حوض کوثر پر آنے والے لوگوں میں سے ''کفار و مشرکین ''کو عصا کے ذریعے اسی طرح علیحدہ کروگے جس طرح گم شدہ اونٹ کو عصا کے ذریعے واپس اس کے ریوڑ کی طرف پلٹا یا جاتا ہے۔''

۳۔"وَاَنْتَ اَوَّلُ مَنْ یَرِدُ حَوْضِی ،تَسْقِی مِنْہُ اَولیائَک،وَ تَذودُ عَنْہُ اَعدائَک- "(عیون اخبار الرضا ج۱ص۳۰۴)ترجمہ ''تم سب سے پہلے حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کروگے اور اس حوض کوثر سے اپنے دوستوں کو پانی پلاؤگے اور اپنے دشمنوں کو دور کروگے۔''

۴۔"وَاَنْتَ غَداً عَلٰی حَوْضِی طُوبیٰ لِمَنْ اَحبَّک وَوَیْل لِمَنْ اَبْغَضَک-"(مناقب ابن شہر آشوب ج۲ص۱۶۲)ترجمہ:''تم قیامت کے دن میرے حوض کوثر کے سر پرست ہوگے ،خوش قسمت ہے وہ انسان جس نے تمھیں دوست رکھا ،اور لعنت ہو اس پر جس نے تم سے دشمنی کی۔''

حضرت علی(ع) اپنی خلافت کے زمانے میں ایک خطبہ کے دوران فرماتے ہیں :

"اَنَا قَسِیمُ النّارِ وَ خازِنُ الْجِنان ،وَصاحِبُ الْحَوْضِ وَ صاحِبُ الْاَعْرافِ-"(بحا رالانوار ج۱۰۰ص۳۰۲)ترجمہ:''یعنی میں ہی جنت اور دوزخ کا تقسیم کرنے والاہوں اور حوض کوثر اور اعراف کا سرپرست ہوں۔''

جیسا کہ اس زیارتنامہ میں جوائمہ سے حضرت علی (ع) کے بارے میں ہے ہم یہ جملات پڑھتے ہیں "السّلامُ عَلی صاحِبِ الْحَوْضِ" سلام ہو آپ پر اے حوض کوثر کے سرپرست "السّلام عَلَیْک یا ذائداً عَنِ الْحَوْضِ اَعْدائنا"سلام ہو آپ پر جو ہمارے دشمنوں کو حوض کوثر سے دور کریں گے :"السّلام علٰی ساقِی اَوْلیائہِ مِنْ حَوْضِ النَّبِی

الْمُخْتارِ ''سلام ہو آپ پر اے حوض کوثر سے پیغمبر ِمختار کے دوستوں کو پانی پلانے والے۔'' (بحارالانوار ج۱۰۲ص۲۶۶)

زیارت حضرت معصومہ (س) میں بھی جو امام رضا(ع) سے نقل ہے پڑھتے ہیں :

"وَحَشَرَ نَا فِي زُمْرَتِكُمْ ،وَ اَوْرَدَنٰا حَوْضَ نَبِيِّكُمْ ،وَ سَقانا بِكَأْسِ جَدِّكُمْ مِنْ يَدِ عَلِّ بْنِ اَبِي طالِبٍ صَلَواتُ اللهِ عَلَيْكُمْ-"ترجمہ:"خدا ہمیں آپ لوگوں کے گروہ میں محشور کرے،اور ہمیں آپ کے نبی کے حوض کوثر پر پہنچائے اور آپ کے جد کے ذریعے سے علی ابن ابی طالب کے ہاتھوں سے سیراب کرے آپ سب پر درود ہو۔''

قیامت کے دن لوگوں کامقام علی (ع) کو دیکھ کر حسرت کرنا

قرآن کے سورۂ ملک کی آیت ۲۷ میں ہم پڑھتے ہیں(فَلَمَّارَاَوْهُ زُلْفَةً سِيئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُواوَقِيلَ هذَاالَّذِى كُنتُمْ بِهِ تَدَّعُونَ)ترجمہ:''جب (قیامت کے دن کفار و منافقین)وعدۂ الٰہی کو پورا ہوتا ہوا دیکھیں گے تو ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا یہ وہی چیز ہے جس کو تم لوگ چاہتے تھے۔

اس آیت کے ذیل میں روایت ہے کہ جب قیامت برپا ہوگی توکفار و منافقین مقام علی (ع) کو حسرت سے دیکھیں گے شدت حسد و کینہ سے ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے ۔(تفسیر نور الثقلین ج۵ ص۳۸۵)

اسی طرح اس وقت جب کافر و منافق لوگ حضرت کے سامنے عاجزی سے کہیں گے کہ آپ ہمیں معاف کر دیں اور ہمیں بھی ذرا سا حوض کوثر سے پانی پلادیں اور نجات دیدیں تو حضرت ان کو جواب دیں گے آج تمہارے پینے کے لئے جہنم کا ماء الحمیم ہے جاؤپیو اور آج تمہاری کسی قسم کی کوئی بھی سفارش قابل قبول نہیں ہے ۔(کامل الزیارات ص۳۳۲)

چودہ معصومین علیہم السلام حوض کوثر کے کنارے

پیغمبر اکرم (ص)نے ارشاد فرمایا"اِنّی تارِک فِیکُمْ خَلِیفَتَیْنِ، کِتابُ اللّٰہِ حَبْل مَمْدوُدَ مابَیْنَ السّما ئِ وَالْاَرْضِ،وَعِتْرَتِی اَہْلَ بَیْتِی،وَاِنَّھما لَنْ یَفْتَرقٰا حَتَّی یَرِدٰا عَلَیَّ الْحَوْضَ-

''ترجمہ:''میں تمہارے درمیان اپنے دوجانشین چھوڑے جارہا ہوں ایک کتاب خدا جو زمین و آسمان کے درمیان مضبوط رسی کی مانند ہے دوسرے میرے اہل بیت اور یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے آملیں۔(مسند احمد بن حنبل ج۵ ص۱۸۲چاپ دارالصادق بیروت)

قرآن میں حوض کوثر کا ذکر

اگر چہ آیات قرآنی میں حوض کوثر کا تصریحاً تو ذکر نہیں ہوا ہے مگر روایات معصومین سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی آیات حوض کوثر کی تفسیر کر رہی ہیں :

(الف)سورۂ کوثر : یہ قرآن کا ۱۰۸ نمبر کا سورہ ہے جس میں تین آیات ہیں اس کی سب سے پہلی آیت میں ارشاد ہوا (اِنَّا اَعْطَیْناکَ الْکَوْثَرَ)''یعنی ہم نے آپ کو کوثر عطا کی۔ ''اب اس آیت میں یہ بحث ہے کہ اس ''کوثر'' سے کیا مراد ہے ؟مفسرین نے اس کی کئی تعبیرات ذکر کیں ہیں مثلًا : بعثت پیغمبر (ص)،قرآن، حکمت، شفاعت، وجود مبارک حضرت فاطمہ زہرا(س) حوض کوثر البتہ ان سب میں جو قول سب سے زیادہ مشہور ہے وہ حوض کوثر والا ہےاس سلسلے میں ہم چند روایات کو پیش کرتے ہیں

۱۔انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ پیغمبر اکرم (ص) ہمارے درمیان خوش خوش آئے تو ہم نے ان سے خوشی کا سبب پوچھا توآپ (ص) نے ارشاد فرمایا:ابھی ابھی مجھ پر سورۂ کوثر نازل ہوا ہے،پھر آپ (ص) نے فرمایا: تمہیں معلوم ہے کوثر کیا ہے ؟ہم سب نے عرض کیااللہ کارسول بہتر جانے،توآپ نے فرمایا:''وہ ایک نہر ہے جس کے ذریعے سے خدا نے مجھے خیر کثیر عطا کیا ہے اور یہ نہر وہی ہے جس کے کنارے قیامت کے دن سب آئیں گے اور اس میں آسمان کے ستاروںکے برابر پانی پینے کے برتن ہوں گے ،میری امت کا ایک گروہ ایسا آئے گاکہ جب میں بارگاہ الٰہی میں عرض کروں گا کہ یہ میری امت سے

ہے لہٰذا ان کو حوض کوثر سے پینے دے تو خدا وند عالم فرمائے گا تمہیں نہیں معلوم انھوں نے تمہارے بعد تمہارے خاندان کے ساتھ کیا سلوک کیا۔''؟(تفسیر مجمع البیان ج۱۰ ص۵۴۹)

۲۔روایت میں ہے کہ جب آیہ (اِنَّا اَعْطَیْناکَ الْکَوْثَرَ) نازل ہوئی تو حضرت علی (ع) نے پیغمبر اکرم (ص)سے اس کوثر کے اوصاف کے بارے میں سوال کیا تو آنحضرت (ص)نے فرمایا:ہاں وہ ایک نہر ہے جو عرش پروردگار کے نیچے جاری ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ،شہد سے زیادہ شیرین ہے اس کے اندر یاقوت و مرجان کے پتھر ہوں گے اس کے اطراف کا سبزہ زعفران کا ہوگا پھر پیغمبر (ص)نے گریہ کرتے ہوئے علی کا پکڑ کر فرمایا:"یاعَلِیُّ وَاللّٰہِ ماھوَ لِی وَحْدِی ،وَاِنَّماھوْ لِی وَلَکَ وَلِمُحِبّیکَ مِنْ بَعْدِی۔'' ترجمہ:''اے علی ! خدا کی قسم یہ حوض کوثر تنہا میرے لئے نہیں ہوگی بلکہ ہم دونوں کے لئے ہے اور میرے بعد تمہارے دوستوں کے لئے ہے۔''(تفسیر فرات کوفی ج۲ ص۲۲۰)

۳۔امام جعفر صادق (ع) سے روایت ہے کہ اس آیت میں کوثر سے مراد بہشت کی نہر ہے جو خداوند عالم نے پیغمبر اسلام (ص) کو ان کے فوت شدہ بیٹوں کے عوض میں عطا کی ہے، کیونکہ پیغمبر اسلام (ص)کے تین بیٹے تھے جن کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا تھا قاسم و عبداللہ ان دونوں کا مکہ میں اور ابراہیم کا مدینہ میں ، پیغمبر اسلام (ص) کیونکہ ان کے غم میں محزون رہا

کرتے تھے لہٰذا خدا نے آنحضرت کے صبر و تحمل اور خوشی کے لئے انعام کے طورپر یہ نہر عطا کی ہے ۔(تفسیر مجمع البیان ج۱۰ ص ۵۴۹)

(ب)قرآن میں آبِ کوثر کا ساقی کی طرف سے پلایا جانا :

سورۂ دہر کی آیت ۲۱ میں ارشاد ہوا:وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًاطَهورًا)''یعنی ان کا رب انھیں پلائے گا پاک و شفاف شراب روایات میں ہے کہ پلانے والے علی اور پینے والے ان کے شیعہ ہوں گے۔(مناقب ابن شہر آشوب ج۲ ص۱۶۲)

(ج)آبِ کوثر کے پینے سے چہروں کا سفید ونورانی ہو جانا:

قرآن میں ہم پڑھتے ہیں (يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوه وَتَسْوَدُّ وُجُوه)''یعنی قیامت کے دن کچھ چہرے سفید ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے۔''(سورۂ آل عمران آیت ۱۰۶)

پیغمبر اکرم (ص)سے جب اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:''جب میری امت قیامت کے دن حوض کوثر کے کنارے میرے پاس آئی گی تو میں اس سے سوال کروں گا کہ تم لوگوں نے میرے بعد ثقل اصغر ،اہل بیت کے ساتھ کیسا سلوک کیا تو جو جواب دیں گے کہ ہم نے ان دونوں کی پیروی کی اور ان کی راہ میں اپنی جانیں قربان کر دیں ؛تو اس گروہ سے کہوں گا:"رُوُّوا رَواءً مَرْوِيّينَ مُبْيَضَّةً

وُجُوهکُمْ الْحَوْضَ ۔"ترجمہ: ''یعنی تم لوگ حوض کوثر سے سیراب ہو کر کے پیوتاکہ تمہارے چہرے سفید و نورانی ہوجائیں۔'' (تفسیر نورالثقلین ج۱ص۳۱۸،بحارالانوارج۸ص۲۴)

تمام شیعیان علی (ع) کاحوض کوثر پر حاضر ہونا

پیغمبر اسلام (ص) نے حضرت علی (ع) سے فرمایا:"وَلَنْ یُغِیبَ عَنِ الْحَوْضِ مُحِبّ لکَ غَداًحَتّی یَرِدوُاوَالْحَوْضَ مَعَکَ۔"''یعنی اے علی قیامت کے دن تمہارے تمام شیعہ حوض کوثر پر تمہارے ہمراہ حاضر ہوں گے اس دن کوئی بھی غائب نہیں ہوگا۔''"لَولاکَ یا عَلِیُّ لَمْ یُعْرَفِ الْمُؤمِنُونَ بَعْدِیْ۔"''اے علی ! گر تم نہ ہوتے تو میرے بعد مؤمنین پہچانے نہ جاتے۔'' (تفسیر نور الثقلین ج۵ ص۱۹)

شاعر اہل بیت سید حمیری شعر کہتا ہے :"وَالْحَوَضَ حَوْضَ مُحَمّدٍ وَوصیّہ

یُسْقی مُحِبِّیہِ وَ یَمْنَعُہُ الْعِدیٰ"

ترجمہ: ''یعنی حوض کوثر محمد (ص) اور ان کے وصی کی ہے جو اپنے دوستوں کو اس سے سیراب کریں گے اور دشمنوں کو دور کریں گے۔''

حوض کوثر سے سیراب ہونے کی شرائط

ا۔ابو ایوب انصاری روایت کرتے ہیں ایک دن میں خدمت پیغمبر (ص) میں حاضر تھا کہ کسی شخص نے آنحضرت سے حوض کوثر کے بارے میں سوال کیا تو آنحضرت (ص) نے اس کو یوں جواب دیا''خداوندعالم نے انبیاء کے درمیان (حوض کوثر) کاامتیاز صرف مجھے ہی عطاکیا ہے اس سے سیراب ہونے کی چند شرائط ہیں، ا۔صاحب ایمان اور عمل صالح انجام دیتا ہو، ٢۔نیت خالص رکھتا ہو، ٣۔ضرورت مندوں کی مدد کرتا ہو، ۴۔مقروض پر زیادہ زور نہ ڈالے، ۵۔میرے وصی علی کی محبت رکھتا ہو اور اس کی پیروی کرتا ہو۔(بحار الانوار ج٨ص٢٨)

٢۔ایک دن پیغمبر اسلام (ص) نے حضرت علی (ع) سے فرمایا:"یاعَلِیُّ اَنْتَ وشِیعَتُک عَلَی الْحَوْضِ تُسْقَوْنَ مَنْ اَحْبَبْتُمْ وَ تَمْنَعُونَ مَنْ کَرِھتُمْ-"(کامل الزیارات ص١٣٢)

ترجمہ:''یعنی اے علی ! تم اور تمہارے شیعہ حوض کوثر پر حاضر ہوں گے ،تم جس کو چاہوگے حوض کوثر سے سیراب کروگے اور جس کو چاہوگے منع کردوگے۔''

٣۔امام محمد باقر(ع) روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم (ص) نے بستر بیماری پر امت کے بارے میں جو حدیث ارشاد فرمائی وہ یہ تھی "لَیْسَ مِنّی مَنْ اِسْتَخَفَّ بِصَلاتِہِ ،لایَرِدُ عَلَیَّ الْحَوْضَ،لاوَاللّٰہِ لَیْسَ مِنّی مَنْ شَرُبَ مُسْکِراً ،لایَرِدُ عَلَیَّ الْحَوْضَ لاوَاللّٰہِ''(علل الشرایع ج٢ص۴۵،بحار الانوار ٨٣ص٩)ترجمہ:''یعنی میری امت سے نہیں ہے وہ شخص

جس نے نماز کو اہمیت نہ دی،خدا کی قسم ایسا شخص ہر گز قیامت کے دن حوض کوثر کے کنارے مجھ سے ملاقات نہ کرسکے گا ،اور وہ شخص بھی میری امت سے نہیں ہے جو شراب پیئے (مست کرنے والی)خدا کی قسم ایسا شخص بھی حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات نہیں کرسکے گا۔''

۴۔حضرت امام جعفر صادق (ع) نے اس شخص سے جو حضرت علی(ع) سے دشمنی رکھتا تھا ارشاد فرمایا:"اَما وَاللّٰہِ لَئِنْ اَبْغَضْتَہُ ثُمَّ وَرَدْتَ عَلَی الْحَوْضِ لَتموتُنَّ عَطَشاً۔"''یعنی آگاہ ہو جاؤ کہ اگر تم علی سے دشمنی رکھوگے تو اگر حوض کوثر پر پہنچ بھی گئے تو پیاسے لوٹا دیئے جاؤگے۔''(بحارالانوار ج۳۹ص۲۷۳)

۵۔پیغمبر اکرم (ص)نے ارشاد فرمایا:"مَنْ اَشْبَعَ صائماً سَقاہُ اللّٰہُ مِنْ حَوْضِی ۔''(بحار الانوار ج۹۶ص۳۴۲)یعنی جو کسی روزہ دار کو سیراب کرے گا تو اللہ اسے میرے حوض کوثر سے سیراب کرے گا۔''

حضرت علی(ع) کاآبِ کوثر سے غسل کرنا

ایک دن حضرت علی(ع) پیغمبر اکرم (ص)کی خدمت میں پہنچے اور عرض کی یارسول اللہ(ص)مجھ پر غسل واجب ہے مگر گھر میں غسل کرنے کو پانی موجود نہیں آنحضرت (ص)نے قریب رکھی ہوئی بالٹی کی طرف اشارہ کیا کہ اس کے پانی سے جاؤ غسل کرلو،حضرت

علی(ع) نے جاکر دیکھا تو بالٹی میں پانی بھرا ہوا ہے اور اس کے پاس تولیہ بھی رکھا ہوا ہے حضرت نے اس بالٹی کے پانی سے غسل کیا اور تولیئے سے جسم کو خشک کرکے پیغمبر(ص) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو پیغمبر(ص) نے فرمایا:"بَخٍّ بَخٍّ یَابْنَ ابی طالِبٍ !اَصْبَحْتَ وَ خٰادِمُکَ جِبْرَئیل؛اَمَّا الْمٰاءُ فَمِنَ الْکَوثَرِ وَ اَمَّا السَّطْلُ وَالْمِنْدِیْلُ فَمِنَ الْجَنَّةِ-"(تفسیر نور الثقلین ج۵ ص۶۸۲) ترجمہ:''یعنی مبارک ہو مبارک ہو اے ابو طالب کے فرزند ! آج تم نے اس حالت میں صبح کی کہ جبرئیل تمہارے خادم تھے وہ بالٹی کا پانی آبِ کوثر تھا اور وہ بالٹی و تولیہ جنت سے تمہارے لئے بھیجے گئے تھے

حضرت علی اکبر(ع) کا آبِ کوثر سے سیراب ہوکر بابا کو پکارنا

جیسا کہ مقتل کی کتابوں میں ہے کہ روز عاشورا شہزادہ علی اکبر کو جب لڑتے لڑتے تشنگی نے زیادہ پریشان کیا تو بابا کے پاس آئے تاکہ چند قطرے پانی کے مل جائیں مگر امام حسین (ع) نے اپنی انگوٹھی کو ان کی زبان پر رکتے ہوئے کہا کہ بیٹا صبر کرو عنقریب تمہارے جد رسول اللہ تمہیں آب کوثر سے سیراب کریں گے لہٰذا آخری لمحات زندگی میں شہزادۂ علی اکبر نے بابا کو پکار کر کہا:"یااَبَتاهُ !هذا جَدّی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِه قَدْ سَقٰانِی بِکَأسِهِ الْاَوْفٰی ،شَرْبَةً لااَظْمَأ بَعْدَها اَبَداًوَهوَیَقُولُ :اَلْعَجَلُ اَلْعَجَلُ،فَاِنَّ لَکَ کَأْساً مَذْخُوراً تَشْرِبَها السّاعَةَ -"(بحارالانوار ج۴۵ ص۴۳)

ترجمہ: ''یعنی اے بابا! یہ ہیں میرے جد رسول اللہ (ص) جنھوں نے مجھے آب کوثر سے سیراب کیا ہے جس کے بعد تشنگی کا احساس نہیں ہو رہا ہے اور جد رسول اللہ (ص) آپ کے لئے بھی فرمارہے ہیں اے میرے حسین جلدی آجاؤ کہ یہ حوض کوثر کے پانی کا جام تمہارے لئے میں نے رکھا ہوا ہے۔''

امام حسین (ع) کا میدان کربلا میں یوں رجز پڑھنا:

وَنَحْنُ وُلاۃُ الْحَوْضِ نُسْقِی وُلاتَنا--بِکَأْسِ رَسُولِ اللّٰہِ مٰالَیْسَ یُنْکَرُ

وَ شِیعَتُنٰافِی النّاسِ اَکرَمُ شِیعَۃٍ--وَ مُبْغِضُنا یَوْمَ الْقِیامَۃِ یَخْسِرُ

ترجمہ: ''ہم حوض کوثر کے سرپرست ہیں بلا شک ہم اپنے دوستوں کو حوض کوثر کے جام پلائیں گے رسول اللہ (ص) کے عطا کردہ برتنوں سے اور اس بات کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا ہے۔''

''اور ہمارے شیعہ لوگوں میں بڑی منزلت والے ہیں اور ہمارے دشمن قیامت کے دن خسارہ پانے والوں میں سے ہوں گے۔'' (بحار الانوار ج۴۵ ص۴۹)

امام حسین (ع) پر گریہ کے ثواب کے منکر کی آبِ کوثر سے محرومیت

علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم کچھ دوست مل کر امام علی رضا (ع) کی زیارت کو گئے عاشور کا دن تھا ایک ذاکر نے امام محمد باقر (ع) سے یہ روایت نقل کی :

"مَنْ ذَرَفَتْ عَيْناهُ عَلٰى مُصابِ الْحُسَيْنِ ،وَلَوْ مِثْلُ جَناحِ الْبَعُوضَةِ غَفَرَاللهُ لَهُ ذُنُوبَه ..."ترجمہ:"یعنی جو بھی آنکھ مصائب امام حسین (ع) پر گریہ کرتی ہے اگر چہ اس کا آنسو مچھر کے پر کے برابر ہی کیوں نہ ہو تو خداوندعالم اس کے گناہوں کو بخش دیتاہے

ایک اہل علم ذاکر اہل بیت کی اس حدیث کا انکار کرنے لگا کہ یہ حدیث عقل و منطق کے ساتھ سازگار نہیں ہے ہم لوگوں نے اسے بہت قائل کرنے کی کوشش کی مگر اس کی سمجھ میں نہ آیا ،اسی شب اس نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہو چکی ہے محشر کا منظر ہے سب اپنے اپنے نامۂ اعمال لئے حکم پروردگار کے منتظر ہیں میدان محشر میں سخت گرمی سے شدید پیاس لگی اِدھر اُدھر دوڑا دیکھا ایک بہت بڑی صاف و شفاف نہر ہے جس کے دھانے پر دو مرد و ایک عورت سیاہ لباس پہنے کھڑے ہیں پتہ کیا تو معلوم ہوا وہ رسول اللہ (ص)اور علی مرتضٰی اور فاطمہ زہرا (س) ہیں میں نے پوچھا کہ یہ سیاہ لباس کیوں پہنے ہوئے ہیں تو جواب ملا آج عاشور کا دن ہے لہٰذا یہ سب غم حسین میں سیاہ لباس پہنے ہیں اب جو میں نے بی بی سے پانی طلب کیا تو حضرت نے جواب دیا کہ میرے حسین پر رونے کے گریہ کے ثواب کا انکار کرکے حوض کوثر کا پانی پینے آئے ہو

ہر گز نہیں ملے گا اسی گھبراہٹ میں میری آنکھ کھل گئ اور میں نے فوراً اپنے کئے پر توبہ کی اور دوستوں سے معافی مانگی۔(بحارالانوار ج ۴۴ ص ۲۹۳)

آل رسول کی ضرورت کو پورانہ کرنے والاآبِ کوثر سے محروم ہوا

علامہ حلی اپنی کتاب منہاج الیقین میں نقل کرتے ہیں کہ ایک زمانے میں جب علوی اور مخالفین کے درمیان قم میں جنگ جاری تھی تو اکثر قم کے رہنے والے ہجرتیں کر کرکے اطراف کے شہروں اور ملکوں میں منتقل ہونے لگے انھیں میں ایک سیدہ علوی خاتون تھی جس کی چار بیٹیاں تھیں شوہر شہید ہو چکا تھا یہ خاتون پناہ لیتی لیتی شہر بلخ (جو افغانستان کے شہر کانام ہے)میں جاکر پناہ لیتی ہے سردی کا موسم برف باری شدید کسی نے کہا کہ فلاں سرمایہ دار کے پاس جاؤ تو وہ غریبوں کی مدد کرتا ہے۔

جب یہ سیدہ علوی اس کے گھر پہنچی اور داستان بیان کی تو اس نے اس سے اس کی سید ہونے پر گواہی طلب کی سیدہ علوی پریشان پریشان اس کے گھر سے باہر نکل آئی کہ میں گواہ کہاں سے لاؤں اُدھر سے گذرتے ہوئے ایک بازار ی نے دیکھا تو اس کوان کے حال پر رحم آیا اور اس نے کہا کہ چلو میں ایسی جگہ دکھا تا ہوں جہاں پردیسی لوگ قیام کرتے ہیں اس سیدہ علوی نے اس کی بات مان کر اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگی اتنے میں اس سرمایہ دار کے ایک مجوسی نوکر نے جو سیدہ علوی کو اپنے مالک کے گھر آتا اور پھر واپس جاتا دیکھا تھا اس کا دل دکھا اور اس نے مالک کے گھر سے نکل کر اسے ڈھونڈنا

شروع کیا جب اس سیدہ علوی خاتون کے پاس پہنچا تو اس سے کہا آپ میرے ساتھ چلیں میرا گھر آپ لوگوں کے لئے زیادہ امن کی جگہ ہے۔

سیدہ علوی خاتون نے اس کے اصرار کرنے پر اس کی بات مان لی اور اس کے گھر آ گئ اس مجوسی نے گھر پہنچ کر اپنی بیوی بچوں سے کہا کہ ان کا خاص خیال رکھنا اور ان کے لئے علحدہ کمرے کا بندوبست کیا، نماز کے وقت جب سیدہ علوی خاتون نے اس مجوسی مرد کی زوجہ کو نماز کے لئے آمادہ ہوتے ہوئے نہ پایا تو کہا کیاتم نماز نہیں پڑھوگی تو اس نے بتایا کہ ہم لوگ مجوسی دین پر ہیں مگر کیونکہ میرے شوہر نے اپنے مسلمان آقا کو دیکھا کہ اس نے آپ لوگوں پر مسلمان ہونے کے باوجود رحم نہ کھایا تو اس کے دل میں آپ سادات اولاد رسول کی محبت بیٹھ گئ اس لئے وہ آپ لوگوں کو اپنے گھر میں لے آیا اب جو سیدہ علوی خاتون نے یہ سنا تو اس رات عبادت کرتے ہوئے دعا کی کہ خدایا ''اس مجوسی کو نورا سلام سے روشناس فرما۔''

اتفاق سے اسی شب مجوسی نے خواب میں دیکھاکہ میدان محشر ہے سخت پیاس لگی ہے حوض کوثر پر رسول اسلام (ص)اور علی کا پہرہ ہے اس نے حضرت علی (ع) سے آبِ کوثر طلب کیا تو انھوں نے یہ کہہ کر اسے منع کر دیا کہ تم ہمارے دین پر نہیں ہو مگر رسول اللہ (ص) نے حضرت علی (ع) سے کہاکہ ''اے علی تم !اسے پانی پلادو کیونکہ اس نے تمہاری اولاد فلاں سیدہ

علوی کو اور اس کے بچوں کو اپنے گھر میں جگہ دی ہے یہ سن کر حضرت علی (ع) نے مجھے ایک جام کوثر جو پلایا تو اس جیسا صاف و شفاف، میٹھا اور ٹھنڈا پانی کبھی بھی میں نے نہیں پیا تھا۔

اسی دوران وہ مجوسی خواب سے بیدار ہو ا اور اپنے بیوی بچوں کو پورا خواب کہہ سنایا انھوں نے بھی اس کے ہونٹوں پر ٹھندے پانی کی نمی محسوس کی ،اب تو وہ مجوسی اور بھی زیادہ اس سیدہ علوی خاتون کا معتقد ہو گیا اور اس سے اسلامی احکام پوچھ کر مسلمان ہو گیا اس کے اسلام لانے سے اس کے بیوی بچے اور تمام غلام و کنیز سب کے سب اسلام لے آئے، دوسری طرف اس سرمایہ دار نے بھی اس مجوسی کا سا خواب دیکھا کہ میدان محشر بپا ہے تشنگی کا عالم ہے حوض کوثر پر جا کر پیغمبر (ص) سے کہتا ہے کہ یا رسول اللہ (ص) مجھے بھی آبِ کوثر سے سیراب کیجئے میں آپ کے دین پر ہوں یعنی مسلمان ہوں،

توآنحضرت (ص) نے اس سے کہا کہ تیرے مسلمان ہونے کی کیا دلیل ہے تو وہ کہنے لگا یا رسول اللہ (ص) اتنے سارے لوگوں میں سے آپ نے کسی سے بھی اس کے مسلمان ہونے پر شاہد و گواہ وغیرہ طلب کئے ہیں جو مجھ سے طلب کر رہے ہیں؟ توآنحضرت (ص) نے کہا کہ پھر تم نے اتنے سارے لوگوں میں سے صرف اس سیدہ علوی سے کیوں گواہ طلب کیا تھا؟

یہ سن کر وہ سرمایہ دار خواب سے بیدار ہوتا ہے اور صبح ہوتے ہی اس سیدہ علوی کی تلاش میں نکل جاتا ہے اور کیونکہ اس نے مجوسی کے مسلمان ہونے کا قصہ سنا تھا لہٰذا اس کے گھر پہنچ کر اپنا خواب بیان کیا اور اس سیدہ علوی خاتون کو اپنے گھر کی دعوت د

ی مگر نہ اس سیدہ علوی خاتون ہی نے اس کی دعوت کو قبول کیا اور نہ اب تازہ مسلمان مجوسی ہی اس بات پر راضی تھا کہ وہ اس کے گھر سے جائیں بلکہ اس تازہ مسلمان نے اس سیدہ علوی خاتون کے گھر کو جس میں اس نے ان کو ٹھہرایا ہوا تھا ان کو ہی ہبہ کردیا خود اور اس کے بیوی بچوں نے اس خاتون کی غلامی کو اپنے لئے باعث افتخار سمجھ کر اس کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔(بحارالانوار ج۹۴ص۲۲۵)

محبت اہل بیت حوض کوثر پر پہنچنے کا وسیلہ ہے

امام محمد باقر (ع) نے ارشاد فرمایا:"وَلا یَبْقیٰ اَحَد یَوْمَئِذٍ یَتولّٰان اوَیُحِبُّنٰا وَ یَتَبَرَّئُ مِنْ عَدُوِّنا وَ یُبْغِضُهمْ ،اِلاَّ کانوافِی حِزْبِنا وَ مَعَنٰا،یَرِدوُا حَوْضِنٰا۔"(تفسیر نور الثقلین ج۳ص۳۹۳)

ترجمہ:''جو بھی ہماری محبت دل میں رکھتا ہو گا ،ہمارے دشمنوں سے نفرت کرتا ہوگا اور ان سے دشمنی رکھے گا تو وہ ہمارے گروہ میں قرار پائے گا اور ہمارے ساتھ رہے گا اور ہمارے حوض کوثر پر حاضر ہو کر اس سے سیراب ہوگا۔''

امام حسین (ع) کا روز عاشور حوض کوثر کے ذکر سے استدلال کرنا

حضرت امام حسین (ع) نے صبح عاشور میدان کربلا میں ایک مفصل خطبہ دیا جس کے آخر میں آپ نے یوں فرمایا:"فَبِمَ تَسْتَحِلُّونَ دَمِی ؟وَ اَبِی صَلَواتُ اللهِ عَلَیْهِ الذّائدُ عَنِ الحَوْضِ،یَذُودُ عَنْهُ رِجالاً کَمایُذادُ الْبَعیرُ الصّادِرُعَنِ الْماءِ وَ لِواءِ الْحَمْدِ فِی یَدِ اَبِی یَوْمَ

الْقیامَةِ-"(لہوف سید ابن طاؤس ص۸۷.)ترجمہ:''کیوں تم لوگ میرے خون کو حلال جانتے ہو ،جب کہ قیامت کے دن حوض کوثر سے سیراب کرنا اور دور کرنا میرے بابا علی(ع)کے ہاتھ میں ہوگا اس دن لواء حمد میرے بابا علی مرتضٰی کے ہاتھ میں ہوگا۔

مگر افسوس کے دشمنوں نے یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی نواسۂ رسول، فرزند بتول کو تین دن کا بھوکا پیاسہ رکھ کر کربلا کی تپتی زمین پر شہید کر ڈالا۔

محبان علی(ع) کا حوض کوثر سے سیراب ہونا

اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں ایک دفعہ میں امیر المؤمنین (ع) کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے ارشادفرمایا:"اِنَّ وَلیَّنا وَلِیُّ اللّٰہِ ،فَاذا ماتَ کانَ فِی الرَّفیقِ الْاَعْلیٰ وَ سَقاهُ اللّٰهُ مِنْ نَھرٍ اَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ، وَ اَحْلٰی مِنَ الشَّھدِ-" ترجمہ:'' ہمیں چاہنے والا خدا کا چاہنے والا ہے ،جب بھی وہ مرتا ہے تو اسے اعلیٰ مقام ملتا ہے اور اللہ اسے حوض کوثر سے سیراب کرتا ہے جس کا پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوتا ہے ،میں نے عرض کیا :اے امیر المؤ منین میری جان آپ پر فدا ہو،چاہے گناہگار شیعہ ہی ہو؟تو حضرت نے فرمایا:ہاں ،کیا تم نے یہ آیۂ قرآنی نہیں پڑھی (فَاُوْلَئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہ سَیِّئَاتِہِمْ حَسَنَاتٍ وَکَانَ اللّٰہ غَفُورًا رَحِیمًا) (سورۂ فرقان آیت ۷۰)

ترجمہ:''یعنی یہی وہ لوگ ہیں جن کے گناہوں کو خدا نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ مغفرت کر نے والا مہربان ہے۔''(بحار الانوار ج۶۸ص۶۰)

امام زمانہ(عج)کا تعلیم دیاہوا عمل مہم حاجت طلب کرنے کے لئے:

سید بن طاؤ و س علی بن طاؤوس سے اور وہ حسن طبرسی سے نقل کر تے ہیں کہ امامِ زمانہ (عج) نے مہم حاجت کے طلب کر نے کے لئے اس عمل کی تا کید کی ہے وہ یہ کہ شبِ جمعہ آدھی رات کے بعد غسل کر کے وضو کرے اور دو رکعت نمازپڑھے جس کی پہلی رکعت میں سورۂ حمد کے (ايّا ک نعبد و ايّا ک نستعين)کو ۱۰۰ مر تبہ تکرار کر کے پڑھے اور اسی طرح دوسری رکعت میں بھی پڑھے اور ذکرِ رکوع وسجود کو سات سات مرتبہ پڑھے نماز ختم کر کے اس دُعاء کو پڑ ھے توسوائے قطع رحمی کی دُعاکے ہر دُ عا انشاء... بار گاہِ پروردگار میں قبول ہو گی اوروہ دُعا یہ ہے :

"اللّهمّ عظم البلاءُ وبرح الخفاءُ و انكشف الغطاءُ و ضاقت الارض بماوسعت السماءُ واليک يا ربّ المشتكىٰ وعليک المعوّل فی الشّدّة والرّخاءِ، اللّهمّ صلّ علىٰ محمّد وآلِ محمّد الّذين امر تنا بطاعتهم وعجّل اللّهمّ فرجهم بقائمهم ، واظهر اعزازهُ يا محمّد يا علی ، يا علی ، يا علی يا محمّد اكفيا نی فا نّكما كا فيایَ يا محمّد يا علی ، يا علی ،يا محمّد اُنصرا نی فا نّكما نا صرایَ ، يا محمّد يا علی ، يا علی ،يا محمّد اِحفظا نی فا نّكما حافظا یَ يا مو لا یَ يا صاحب الزّمان ،يا مو لا یَ يا صاحب الزّمان يا مو لا ی يا صا حب الزّمان الغوث الغوث الغوث ، ادركنی ادركنی ، الامان الامان الامان "

اور پھر سجدے میں جاکر تضرّع و زاری کے ساتھ خدا سے دُعا کرے ، بیشک یہ فضلِ پرور دگار ہے ہم پر اور با قی لو گوں پر ،(بحار ج ۹۱ ص ۱۹۱ ، جما ل الاسبوع ص ۱۸۱)

قیامت کاساتواں مرحلہ : عدالت الٰہی کے محکمہ کا ہے

مراحل قیامت میں سے اہم ترین اور دقیق ترین مرحلہ عدالت الٰہی کے محکمہ کا ہے جہاں بڑے سے بڑے گناہ اور نیکی سے لے کر چھوٹے سے چھوٹے گناہ و نیکی کو پوشیدہ نہیں رکھا جائے گا ،اور انسان کے سامنے اس کے تمام مراحل کو کھول کر رکھ دیا جائے گا ،یہ محکمہ عمومی ہوگا کوئی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہوگا ،انسانوں کے تمام چھوٹے بڑے نیک اور بُرے سب کے بارے میں سوالات ہوں گے اور کوئی بھی چیز ان سب باتوں ہیں مانع نہیں ہوگی،اگر چہ حقیقی طور پر عدالت ِالٰہی کی کیفیت کو بیان کرنا ایسا ہے کہ بچہ شکم مادر میں باہر کی دنیا کی منظر کشی کرے لہٰذا خلاصہ کے طور پر ہم جو مطالب اس بارے میں پیش کر سکتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔میزان یعنی اعمال کا ترازو،۲۔اعمال کا مجسم ہونا،۳۔مختلف گواہوں کی گواہی، ۴۔قیامت کا شکوہ کرنے والے ،۵۔نامہ اعمال کا پیش ہونا،٦دقیق حساب وکتاب کا ہونا

میزان اعمال

عقائد اسلامیہ میں سے ایک میزان اعمال کا عقیدہ ہے یعنی قیامت کے دن میزان اعمال درست کیا جائے گا جس کے تحت لوگوں کے اعمال کو تولا جائے گا ،روایت ہے کہ ایک دفعہ مأمون عباسی نے امام رضا (ع) سے درخواست کی کہ آپ مجھے وہ اسلامی عقائد لکھ کر بھیجیں جو تمام ائمہ طاہرین کے نزدیک پسندیدہ ہوں۔

امام علی رضا (ع) نے مختصر طورپر تما م عقائد اسلام کو یوں لکھا :"ویُؤمِنُ بِعَذابِ الْقَبْرِ،وَمَنْکِرٍ وَ نَکِیرٍ،وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَ الْمِیزانِ وَ الصِّراطِ-"''یعنی ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ عذاب قبر اور منکر و نکیر کے سوال کرنے اور قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے جانے اور میزان اعمال کے بارے میں اور پل صراط و غیرہ کے بارے میں عقیدہ رکھتا ہو۔'' (عیون اخبارالرضاج۲ص۱۲۵)

میزان کس طرح کا ہوگا

ہر وزن کرنے والی چیز اور ہر پیمانہ اور ہر وہ چیز جس سے کھوٹے کو کھرے کے ذریعے سے آزمایا جا سکے اسے میزان کہتے ہیں جیسا کہ زیارت مطلقہ ٔ امام علی(ع) میں ہم پڑھتے ہیں "السلام علیک یا میزان الاعمال -"(مفاتیح الجنان)

امام جعفر صادق (ع) سے کسی نے میزان کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:''المیزانُ العَدلُ ''یعنی میزان وہی عدالت ہے جس میں ذرہ برابر بھی اونچ نیچ نہ ہو،جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا :(وَالْوَزْنُ یَوْمَئِذٍ الْحَقُّ)(سورۂ اعراف آیت ٨)''یعنی قیامت کے دن اعمال کی عادلانہ پیشی ہوگی۔''

معنیٰ میزان کی وسعت

معنیٰ میزا ن کی وسعت کے بارے میں اس طرح سے اندازہ ہوتا ہے کہ کسی شخص نے جب امام جعفر صادق (ع) سے اس آیہء(وَ نَضَعُ الموازِیْنَ..)(سورۂ نساء آیت ۴۷) کے بارے میں سوال کیا کہ ان میزانوں سے کیا مراد ہے ؟تو آپ نے جواب دیا:''هُمُ الْاَنْبِیَائُ وَ الْاَوْصِیَائُ ''یعنی ان میزانوں س مراد انبیاء اور ان کے اوصیاء ہیں ۔(اصول کافی ج۱ص۴۱۹)ایک اور روایت میں ہے کہ "اِنَّ اَمِیْرَ الْمُؤ مِنِیْنَ ،وَالْاَئِمَّةَ مِنْ ذُرِّیَتِهِ همُ الْمَوَازِیْنُ ۔''(بحار الانوار ۷ص۲۵۲)یعنی امیر المؤمنین علی (ع) اورا ن کی ذرّیت سے جو ائمہ ہیں وہی میزان ہیں یہی مطلب سورۂ شوریٰ کی آیت ۱۷کے ذیل میں بھی ہے ،اسی طرح سورۂ انبیاء کی آیت ۴۸ کے ذیل میں ۔

امام زین العابدین (ع)نے ارشاد فرمایا:''کفار ومشرکین کے لئے اعمال کا ترازو نصب نہیں کیا جائے گا ان کے قبر سے نکلتے ہی بغیر حساب وکتاب کے دوزخ کی طرف بھیج دیا جائے گا ،پھر فرمایا:"وَاِنَّمَا نُصِبَ الْمَوَازِیْنُ وَ نُشِرَ الدَّواوِیْنُ لِاَهلِ الْاِسْلامِ ،فَاتَّقُوااللّٰهَ عِبَادَاللّٰه ۔''(تفسیر نو رالثقلین ج۳ص۴۳۰ .)ترجمہ:'' میزان اعمال مسلمانوں اور مؤمنین کے لئے لگایا جائے گا، ان کے نامۂ اعمال کو کھولا جائے گا لہٰذا اے بندگان خدا !خدا سے ڈرو اور پر ہیزگاری اختیار کرو۔''

میزان اعمال کے بارے میں علماء کے نظریات

۱۔شیخ مفید (متوفی ۴۱۳ ھ) میزان اعمال کے بارے میں لکھتے ہیں "جو تعبیرات اخباریین نے پیش کیں ہیں میزان اعمال کے بارے میں کہ وہ ترازو کے دو پلڑے ہیں صحیح نہیں ہے بلکہ میزان اعمال سے مراد نیک اور بُرے اعمال کے درمیان عادلانہ فیصلہ ہے جیسا کہ روایات میں حضرت علی (ع) اور دیگر ائمہ طاہرین کو بھی میزان اعمال کہا گیا ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ میزان اعمال سے مراد ترازو کے دو پلڑے نہیں ہیں۔(بحار الانوار ج ۷ ص ۲۵۲)

۲۔علامہ مجلسی (متوفی ۱۱۱۱ھ)لکھتے ہیں کہ "ہم بطور اجمال میزان اعمال کا عقیدہ رکھتے ہیں مگر اس کی جزئیات کا ہمیں علم نہیں ہے کیونکہ یہ ایک مشکل مسئلہ ہے جس کا علم صرف حاملان قرآن (یعنی پیغمبراکرم (ص) وائمہ) کو ہے۔(بحار الانوار ج ۷ ص ۲۵۳)

سقراط فلسفی کہتا ہے :جب ہیں قیامت کی جزئیات کے علم تک پہنچا تو جانا کہ کچھ نہیں جانتا بو علی سینا کہتے ہیں :اگر چہ دل اس وادی میں بہت دوڑا بال کو شگافتہ کرنے کے باوجود بھی ایک بال کا علم حاصل نہ ہوسکا، میرے دل میں ہزاروں سورج روشن ہوتے ہیں مگر پھر بھی اس وادی میں ذرّہ برابر بھی کمال حاصل نہ کر سکا۔

۳۔علامہ طباطبائی لکھتے ہیں :"خود نیکی اور بدی میزان ہیں ،نیکیوں کو میزان سنگین اور گناہوں کو میزان سبک سے تعبیر کیا جاتا ہے اس لحاظ سے کہ نیکیاں کیونکہ مطابق حق

ہوتی ہیں سنگین کہا گیا ،گناہوں کے مطابق باطل ہونے کی وجہ سے ہلکا و سبک کہا گیا، کیونکہ خدا وندعالم قیامت کے دن انسانوں کے اعمال کو حق کے ساتھ مقابلہ کرے گا لہٰذا نیک اعمال بھی حق کی طرح وزنی ہوں گے جتنا وہ حق سے دور ہوں گے اسی مقدار میں ان کا وزن ہوگا لہٰذا انسان کامل اسی طرح سے آزمائے جائیں گے۔ (تفسیر المیزان ج۸ ص۱۰)

لہٰذا معلوم ہوا کہ قیامت کے دن جس کے نیک اعمال زیادہ ہوں گے وہ خوش و خرم ہوگا اور جس کے بُرے اعمال زیادہ ہوں گے وہ شرمندہ اور محزون ہوگا جیسا کہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب (ع) نے اس مطلب کی یوں وضاحت کی "فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوازِينُهُ،وَخَفَّتْ مَوازِينُهُ فَهوَ قِلَّةُ الحَسَناتِ وَ كَثْرَتُهُ-"(تفسیر نور الثقلین ج۵ ص۶۵۸)

''یعنی جس کا میزان اعمال وزنی ہو یا ہلکا ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی نیکیوں میں زیادتی یا کمی ہے۔''

جیسا کہ امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا :''خود اعمال وزن نہیں ہوتے بلکہ صفات اور آثار اعمال ہیں جو وزن کئے جاتے ہیں یعنی نیکیاں اور بُرائیاں دیکھی جاتی ہیں۔(تفسیر المیزان ج۸ ص۱۷)

۴۔مُلّا صدراشیرازی متوفی ۱۰۵۰ھ کتاب اسفار کے مؤلف چند آیات کو ذکر کرنے کے بعد خلاصہ ٔ مطلب کو یوں پیش کرتے ہیں :''میزان کی جمع موازین آئی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ میزان کی کئی قسمیں ہیں ،ا۔میزان علوم ،۲۔میزان اعمال ،میزان علوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس میں عقل ،فکر اور حافظہ کو خلق کیا اور فرشتوں اور پیغمبروں کے ذریعے سے اسے علم و دانش عطا کی ،حق و باطل کو اس کے لئے بیان کیا اور واضح کیا لہٰذا اس طرح سے بشر نے حق و باطل کے درمیان تمیز دینا شروع کی اور نور کو ظلمت سے ،بہشت کو دوزخ سے ،واضح کرنا شروع کیا۔

پھر اس روایت کو نقل کرتے ہیں کہ کسی نے امام جعفر صادق(ع) سے اس آیت (وَنَضَعُ الْمَوازِينَ الْقِسْط)(سورۂ انبیاء آیت ۴۷)

یعنی ہم نے قیامت کے دن کے لئے اپنی عدالت کے ترازو نصب کئے ہوئے ہیں، کے بارے میں سوال کیا تو حضرت نے جواب دیا کہ ان موازین سے مراد انبیاء و اصیاء ہیں ،اس کے بعد ملّا صدرا لکھتے ہیں ''یاد رکھو میزان آخرت ایسے وسیلہ کا نام ہے جس کے ذریعے سے اشیاء کی حقیقت کو پہچاناجاتاہے ،جس طرح دنیا کی اشیاء کی حقیقت کو علم کے ذریعے سے پہچانا جاتا ہے کیونکہ دنیا اپنی طبیعی صورت میں ہے اس کی باطنی صورت آخرت میں ظاہر ہوگی لہٰذا جو اس دنیا میں اپنا میزان و معیار قرآن ،انبیاء و ائمہ کو قرار دیتا ہے تو اس کی روح نورانی ہوتی ہے اور آخرت میں ایسے نور کی روشنی میں

وہ چلے گا اسی نور کے تحت آخرت میں نجات پائے گا،اور جو شخص میزان الٰہی کے برخلاف ضلالت و گمراہی کی راہ پر گامزن ہے اس کی روح و باطن تاریک ہے آخرت میں وہ اسی تاریکی میں رہے گا،نتیجۃً نورانیت اور ظلمت دونوں میزان آخرت کی دو علامتیں ہیں ،جیسا کہ قرآن ارشاد فرماتا ہے (يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوه وَتَسْوَدُّ وُجُوه)(سورۂ آل عمران آیت ١٠٦)''یعنی قیامت کے دن کچھ چہرے سفید ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے ''لہٰذا معلوم ہوا کہ نور و ظلمت کی شدت و ضعف کا تعلق نیک و بُرے اعمال کی شدت و ضعف کی بناء پر ہے اور یہ تمام نور وظلمت اس دنیا میں گویا پس پردہ ہیں لیکن آخرت میں آشکار ہوں گے۔(اسفار ج٩ ص٢٩٨)

نکتہ:اس دنیا میں اشیاء کو پہچاننے کے دو طریقے ہیں ایک: چیز کے وزن کے ذریعے سے اور دوسرا: چیز کی اہمیت کے ذریعے سے اسی لئے ممکن ہے ایک چیز وزن کے لحاظ سے سنگین ہومگر قیمت کے لحاظ سے سستی ہو کیونکہ اس کی اہمیت نہیں ہے جب کہ اس کے بر خلاف ایک چیز وزن و حجم کے لحاظ سے بہت کم ہو مگر اس کی قیمت بہت زیادہ ہو کیونکہ اس کی اہمیت ہے لہٰذا قیامت کے دن بھی اعمال کی جزا کمیت(یعنی مقدار)کے لحاظ سے نہیں ہو گی بلکہ کیفیت (یعنی اہمیت)کے لحاظ سے ہوگی،جس کی جتنی زیادہ نیکیاں ہوں گی اس کا میزان عمل اتنا ہی زیادہ سنگین ہوگا اسی لئے کفار مشرکین کے اعمال کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی اور ارشاد ہوا(فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهمْ فَلاَنُقِيمُ لَهمْ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ وَزْنًا) (سورۂ کہف آیت ۱۰۵) ''یعنی کفار کے اعمال ضائع ہوجائیں گے لہٰذا ان کے لئے قیامت کے دن میزان اعمال ہی نہیں لگایا جائے گا۔''

پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا: "لَيَأْتِي الرَّجُلُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيامَةِ لايَزِنُ جَناحَ بَعُوضَةٍ۔'''' یعنی قیامت کے دن بلند جسامت رکھنے والے موٹے شخص کو لایا جائے گا تو اس کا وزن حتیٰ مکھی کے بال کے برابر بھی نہیں ہوگا، گویا اس کے ظاہری وزن کو نہیں دیکھا جائے گا بلکہ اس کی معنوی حالت کو دیکھا جائے گا۔ (تفسیر مجمع البیان ج٦ س۴۹۷)

میزان قرآن کی نگاہ میں

لفظ میزان قرآن میں ۲۳بار استعمال ہوا ہے مختلف تعبیرات کے ذریعے جن میں سے اکثر میں مراد میزان قیامت ہے ،قرآن میں سات مرتبہ لفظ ''موازین '' جمع کا صیغہ استعمال ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ میزان کئی قسم کے ہیں جن میں سے ہم بعض کی طرف اشارے کرتے ہیں۔

۱۔(وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُوْلٰئِكَ هُمْ الْمُفْلِحُونَ *وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُوْلٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوااَنفُسَهمْ بِمَاكَانُوابِآيَاتِنَايَظْلِمُونَ)ترجمہ: ''روز قیامت اعمال کا وزن کرنا (آزمایاجانا)برحق ہے لہٰذا جن کے نامۂ اعمال سنگین ہوں گے وہ کامیاب ہیں اور جن کے نامۂ اعمال ہلکے ہوں گے یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے

نفسوں کو گھاٹا پہنچایا ہماری نشانیوں کے ساتھ ظلم و ستم کرنے کے سبب۔'' (سورۂ اعراف آیت ۸۔۹)اسی طرح کا مطلب سورۂ مؤمنون کی آیت ۱۰۲۔۱۰۳میں بھی ذکر ہوا ہے .)

۲۔(وَنَضَعُ الْمَوازِینَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیامَةِ فَلا تُظْلَمُ نَفْس شَیئاً وَاِنْ کانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنا بِها وَکَفَیٰ بِنا حٰسِبِیْنَ)(سورۂ انبیاء آیت ۴۷) ترجمہ:''ہم قیامت کے دن عدالت کے ترازو قائم کریں گے لہٰذا کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا،اگر کسی نے کوئی نیک یا بُرا عمل ایک دانہ کے برابر بھی کیا ہوگا تو ہم اسے بھی حاضر کریں گے اور ہم حساب لینے کے لئے کافی ہیں۔''

۳۔(فَاَمّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوٰزِینُہُ *فَھوَ فِی عِیشَةٍ راضِیَةٍ*وَاَمّا مَنْ خَفَّتْ مَوٰزِینُہُ *فَاُمُّہُ هاوِیَة *وَما اَدْرٰک ماهِیَة* نارحامِیَة)(سورۂ قارعہ آیت ۶۔۹)ترجمہ:''اور اس دن جس کے نامۂ اعمال سنگین ہوں گے تو وہ خوشحال زندگی گزارے گا اور جس کے نیک اعمال ہلکے ہوں گے اس کا ٹھکانہ ھاویہ (جہنم) ہے اور تمہیں کیا معلوم کہ ھاویہ کیا ہے ؟جلادینے والی آگ ہے۔

مختصر وضاحت :مذکورہ آیات سے چند باتیں معلوم ہوئیں :

ا۔قیامت کے دن حق کی حاکمیت ہوگی اور حق کے تحت فیصلے ہوں گے،۲۔صرف ایک میزان نہیں ہے بلکہ ہر ایک کے لئے کئی میزان ہیں یعنی انسانوں کے اعمال کو صحیح معیار

کے مطابق جانچا جائے گا، ۳۔بغیر عمل کے کامیابی کی توقع رکھنا بیجا ہے ،۴۔عمل صالح کا کم ہونا ناکافی اور خسارے کا سبب ہے ، ۵۔آیا ت الٰہی کا انکار کرنا یا ان پر ظلم کرنا میزان عمل کو سبک و ہلکا کرتا ہے ،٦۔دنیا بازار کی مانند ہے جس کا نتیجہ آخرت میں معلوم ہوگا کہ انسان فائدے میں رہا یا گھاٹے میں۔

امام جعفر صادق(ع) نے اس طرح کی آیات کی تفسیر میں فرمایا: "اَلْمَوازینُ الْاَنْبیاءُ وَ الْاَوْصِیاءُ "یعنی وہ مختلف میزان اعمال انبیاء اور ان کے جانشین ہیں۔(تفسیر نور الثقلین ج۳ ص۴۳۰)

۷۔لفظ ''ام''کے معنی مغز کے ہیں لہٰذا کہا جاتا ہے ''ام الراس''اس سے معلوم ہوتا ہے دوزخ میں لوگوں کو سر کے بل ڈالا جائے گا۔

میزان عمل کو سنگین کرنے والے اعمال

قیامت کے دن بطور کلی ہر نیک عمل میزان عمل کے سنگین ہونے اور ہر بُرا عمل میزان عمل کے ہلکے ہونے کا سبب بنے گا جیسا کہ یہ مطلب حضرت علی(ع) سے نقل ہوا ہے۔(تفسیر نور الثقلین ج۵ ص٦۵۹)

۱۔ صلوات پڑھنا :امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا:"مافِی الْمیزانِ شَیْءٌ اَثْقَلُ مِنَ الصَّلاۃِ عَلی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ ..."(اصول کافی ج۲ص ۴۹۴)یعنی میزان عمل میں صلوات بر محمد و آل محمد علیہم السلام سے بڑھ کر کوئی سنگین چیز نہیں ہے۔''

پیغمبر اسلام (ص)کاارشاد گرامی ہے :''میں قیامت کے دن میزان عمل کے نزدیک ہوں گا اگر کسی کے گناہ نیکیوں پر حاوی ہوں گے"جِئتُ بِالصَّلاۃِ عَلَیَّ حَتّٰی اُثْقِلُ بِها حَسَناتَہُ''تو اس نے جو میرے اوپر دورد بھیجے ہوں گے ان کو جب میں پیش کروں گا تو اس کی نیکیوں کا حصہ سنگین ہو جائے گا۔(بحار الانوار ج۹۴ص۵۶)

پیغمبر اسلام (ص)شعبان کے آخری جمعہ کے خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں ''جو کوئی ماہ رمضان میں زیادہ سے زیادہ مجھ پر درود بھیجے گا قیامت کے دن اس کا میزان عمل سنگین رہے گا۔''(عیون اخبار الرضا ج۱ص۲۹۶)

۲۔شہادتین : حضرت علی(ع) ارشاد فرماتے ہیں :"شَهادَتَیْنِ تُصْعِدانِ الْقَوْلَ وَ تُرْفَعانِ الْعَمَلَ ،لایَخِفُّ مِیزان توُضَعانِ فِیہِ ،وَلا یَثْقُلُ مِیزان تُرفَعان عَنْہُ"یعنی شہادتین (لااِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّد عَبْدُہُ وَرَسُولُہُ) گفتگو کو اہمیت عطا کردیتی ہے اور عمل کو بارگاہ خداوندی میں قبول کروا دیتی ہے، میزان عمل میں سنگینی کا باعث ہوتی ہے اور اگر اس کو ہٹا لیا

جائے تو میزان عمل کے سبک ہونے کا سبب ہوتا ہے۔ (نہج البلاغہ خ ۱۱۴، یہی مطلب پیغمبر اکرم (ص) سے بھی نقل ہوا ہے تفسیر نورالثقلین ج ۵ ص ۶۵۹.)

۳۔ حسن خلق: پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: "مٰامِنْ شَیْءٍ یُوضَعُ فِی المیزانِ اَثْقَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلْقِ..." یعنی میزان عمل میں حسن خلق سے بڑھ کر سنگین کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔'' (سنن ترمذی ج ۴ ص ۳۶۳)

۴۔ محمد و ال محمد علیہم السلام کی محبت: پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا: "حُبّی وَحُبُّ اَہْلِ بَیْتِی نافِع فِی سَبْعَةِ مَواطِنٍ اَھوالُھنَّ عَظِیمَة..." (بحار الانوار ج ۷ ص ۲۴۸) یعنی میری اور میرے اہل بیت کی محبت سات سخت مقامات پر نافع ہے، ۱۔ موت کے وقت، ۲۔ قبر میں، ۳۔ قبر سے خارج ہوتے وقت، ۴۔ نامۂ اعمال میں، ۵۔ قیامت کے دن حساب و کتاب کے وقت، ۶۔ میزان عمل میں، ۷۔ پل صراط پر۔

۵۔ امام رضا (ع) کی قبر کی زیارت کرنا: خود امام رضا (ع) کا ارشاد ہے ''جو بھی میری غریب الوطنی میں میری زیارت کرے گا میں تین مواقع پر اس کی مدد کو آؤں گا، ۱۔ پل صراط پر، ۲۔ میز ان کے وقت، ۳۔ جب اس کے نامۂ اعمال کو اس کے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ (بحار الانوار ج ۹۷ ص ۳۳)

٦۔بچپن میں فوت ہونے والے بچے : پیغمبراسلام (ص) نےایک دفعہ دوران گفتگو ارشاد فرمایا:"وَرَأَيْتُ رَجُلاً مِنْ اُمّتِي قَدْ خَفَّتْ مَوازِينُهُ ،فَجائَهُ اَفْراطُهُ فَثَقَّلُوا مَوازِينَهُ-"(بحارالانوار ج۷ص۲۹۱) یعنی میں نے گذشتہ رات (یاخواب میں یا معراج پر مراد ہے)اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا جس کے نیک اعمال کا حصہ ہلکا تھا،جیسے ہی اس کے سامنے اس کی زندگی میں فوت ہونے والی اولاد کو لایاگیا جن کی وفات پر اس نے صبر کیا تھا تو اس صبر کرنے کے عوض اس کے نامۂ اعمال کو سنگین کر دیاگیا۔

وہ اعمال جو میزان عمل کے ہلکے ہونے کا سبب بنتے ہیں

بطور کلی کفر و شرک و گمراہی یہ تین اہم عمل ہیں جو میزان عمل کے ہلکے ہونے کا سبب بنتے ہیں جن کے بارے میں قرآن میں یوں ارشاد ہوا (فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلانُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا)ترجمہ:''یعنی کفار و مشرکین اور گمراہ لوگوں کے اعمال بالکل کھوکھلے اور بے حیثیت ہوتے ہیں اس لئے ہم ان کے لئے میزان عمل کو ہی قائم نہیں کریں گے۔''(سورۂ کہف آیت ۱۰۵)

امام محمد باقر (ع) نے ارشاد فرمایا:"مَنْ كانَ ظاهِرُه اَرْجَحُ مِنْ باطِنِهِ خَفَّ ميزانُهُ"یعنی جس کا ظاہر باطن سے برتر ہو (جو کہ ظاہر میں نفاق اور ریا کاری کی علامت ہے) تو اس کا یہ عمل قیامت کے دن اعمال کے سبک ہونے کا سبب بنے گا۔

پیغمبر اکرم (ص) نے ریاکار شخص کے عمل کے بارے میں ارشاد فرمایا: "هِیَ الْاَعْمالُ حَسَبُوها حَسَناتٍ فَوَجَدُوها فِی کَفَّةِ السّیئاتِ"(تفسیر روح البیان ج۸ ص۱۲۱)

یعنی یہ وہ اعمال ہیں جن کو وہ اپنی نیکیاں سمجھ رہا ہے جب کہ قیامت کے دن انھیں وہ بُرے اعمال کے حصے میں پائے گا۔

حضرت علی (ع) ارشاد فرماتے ہیں :"عِبادَ اللهِ !زِنُوا اَنْفُسَکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُوزَنُوا وَحاسِبُوها مِنْ قَبْلِ اَنْ تُحاسَبُوا"(نہج البلاغہ خ۹۰)یعنی بندگان خدا اپنے نفسوں کو آزما لو قبل اس کے کہ تمھیں آزمایاجائے اور اپنا محاسبہ کر لو قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے۔

اعمال کا مجسم ہو کر پیش ہو نا

قرآن اور روایات کے پیش نظر یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ انسانوں کے دنیاوی اعمال آخرت میں ان کے سامنے مجسم ہو کر آئیں گے اچھے اعمال اچھی شکلوں میں اور بُرے اعمال بُری شکلوں میں ،آج اس بات کو قبول کرنا اور آسان ہو گیا ہے اس لئے کہ آج کی تحقیق نے یہ ثابت کر دکھایا کہ آج سے ۲۰ سال پہلے مرنے والے مردے کی آواز کو سن کر پیش کیا جاسکتا ہے۔

قرآن میں تجسّم اعمال کا ذکر

قرآن میں تجسّم اعمال کے بارے میں کئی آیات ہیں جن میں سے ہم چند آیات کو یہاں ذکر کرتے ہیں۔

۱۔(یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا) (سورۂ آل عمران آیت ۳۰)ترجمہ: :''یعنی قیامت کے دن نفس نے جو بھی نیک اعمال کئے ہوں گے انھیں حاضر پائے گا اور جو بھی اس نے بُرے اعمال کئے ہوں گے چاہے گا کہ اس کے اور اس کے بُرے اعمال کے درمیان کافی فاصلہ ہو جائے۔

۲۔(وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ)(سورۂ زمر آیت ۴۸)
ترجمہ:انھوں نے جو بُرے اعمال کئے ہوں گے ان کے سامنے ظاہر ہوجائیں گے اور انھوں نے جو مسخرہ کیا تھا اللہ اس کے سبب ان کو اپنے عذاب کی لپیٹ میں لے لے گا

۳۔(يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ *فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ* وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ) (سورۂ زلزال آیت ٦۔٧)

ترجمہ:''یعنی قیامت کے دن لوگ مختلف گروہوں کی صورت میں قبروں سے نکلیں گے تاکہ انھیں ان کے اعمال دکھائے جائیں لہٰذا جس نے جو بھی ذرّہ برابر نیکی کی ہوگی اسے بھی وہ دیکھے گا اور جس نے ذرّہ برابر بھی برائی کی ہوگی اسے بھی وہ دیکھے گا۔''

۴۔(وَوَجَدُوامَاعَمِلُواحَاضِرًا وَلاَیَظْلِمُ رَبُّکَ اَحَدًا)(سورۂ کہف آیت ۴۹)

ترجمہ:''یعنی قیامت کے دن تمام لوگ اپنے اعمال کو حاضر پائیں گے اور تمہارا پرور دگار کسی ایک پر بھی ظلم نہیں کرتا ہے۔''

۵-یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوه وَتَسْوَدُّ وُجُوه فَاَمَّاالَّذِینَ اسْوَدَّتْ وُجُوہُہُمْ اَکَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیمَانِکُمْ فَذُوقُواالْعَذَابَ بِمَاکُنْتُمْ تَکْفُرُونَ *وَاَمَّاالَّذِینَ ابْیَضَّتْ وُجُوههمْ فَفِی رَحْمَةِ اللّٰهِ همْ فِیهاخَالِدُونَ)(سورۂ آل عمران آیت۱۰۶۔۱۰۷)ترجمہ:''قیامت کے دن کچھ چہرے سفید اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے پھر جن کے چہرے سیاہ ہوں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ کیا تم لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے ؟لہٰذا اب اپنے کفر کے سبب عذاب کا مزہ چکھو، اور جن کے چہرے سفید ہوں گے وہ خدا کی رحمت میں رہیں گے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

نکتہ:مذکورہ تمام آیات سے یہی پتہ چلتا ہے کہ قیامت کے دن خود انسانوں کے اعمال مجسم ہو کر انسانوں کے سامنے آجائیں گے اور انسان اپنی آنکھوں سے اپنے گناہوں کا مشاہدہ کریں گے۔

روایات میں تجسم اعمال کا ذکر

روایات کے مطابق جب انسان کو موت آجائے گی اور عالم برزخ میں پہنچ جائے گا پھر میدان قیامت میں اس کے اعمال اچھے ہوں یا بُرے مختلف شکلوں میں اس کے سامنے آئیں گے اگر نیک اعمال ہوں گے تو اچھی صورتوں میں آئیں گے اور اپنے صاحب کی خوشی و سرور کا باعث ہوں گے اور اگر بُرے اعمال ہوں گے تو بُری شکلوں میں ظاہر ہو کر اپنے صاحب کی اذیت وآزار کا موجب بنیں گے۔

اس سلسلے میں روایات اسلامی اس قدر زیادہ ہیں کہ شیخ بہائی (متوفی ۱۰۳۰ ھ) لکھتے ہیں: "تَجَسُّمُ الْاَعْمالِ فِی النَّشْأَةِ الْاُخْرَوِیَّةِ قَدْوَرَدَفِی اَحادیثٍ مُتَکَثِّرَةٍ مِنْ طُرُقِ الْمُخالِفِ وَ الْمُؤالِفِ"یعنی دوسری دنیا میں تجسم اعمال کا مسئلہ کثرت کے ساتھ اہل سنت اور شیعہ دونوں سے نقل ہوا ہے۔(بحار الانوار ج۷ص۲۲۸)

مطلب کو واضح کرنے کے لئے ، روایات کو ذکر کرنے سے پہلے آپ کے سامنے ایسے واقعہ کو پیش کرتا ہوں جو کہ عالم برزخ میں تجسم اعمال کی حکایت کرتا ہے ،بہت بڑے عالم دین آیۃ ... علامہ حاج مرزا علی شیرازی جنھوں نے سالہا سال حوزہ علمیہ اصفہان میں تدریس کی ہے اور استاد مطہری نے درس عرفان و نہج البلاغہ انھیں سے پڑھے ہیں ،ان کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ مرحوم مرزاعلی کا ارتباط پیغمبراکرم (ص)اور اہل بیت سے کافی قوی تھا اور یہ فقیہ حد اجتہاد تک پہنچنے کے علاوہ حکیم و عارف اورطبیب و

ادیب بھی تھے اور حکیم بو علی سینا کی کتاب قانون کی بھی تدریس کرتے تھے حضرت آیۃ ... بروجردی محرم کے عشرے میں ان کو ہی پڑھنے کے لئے بلواتے تھے ،اور ان کی مجلس میں گریہ بہت ہوا کرتا تھا شیخ مطہری نقل کرتے ہیں کہ ایک دن استاد مرزا علی شیرازی درس میں گریہ کرتے ہوئے اپنے اس خواب کو نقل کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا میری موت واقع ہو چکی ہے میں اپنے بدن کو غسل دیتے ہوئے کفن پہناتے ہوئے اور دفن ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور یہ کہ لوگ مجھے دفن کرکے قبر میں واپس چلے گئے اور اچانک ایک سفید رنگ کا کتا میری قبر میں داخل ہوا اسی حالت میں میں نے محسوس کیا کہ یہ میرا غصہ ہے جو مجسم ہو کر اس طرح سے مجھے تکلیف پہنچانے کے لئے آیا ہے مضطرب ہوا اسی اثناء میں سیدالشہداء امام حسین (ع) کو دیکھا کہ انھوں نے کہا گھبراؤ نہیں میں اس کتے کو تم سے دور کردوں گا، انھوں نے اس کتے کو مجھ سے دور کیا تب جاکر مجھے سکون ہوا۔ (کتاب عدل الٰہی ص۲۱۲)

بیشک بُری صفاتِ انسانی مجسم ہو کر انسان کی اذیت و آزار کو آتی ہیں لیکن اگر اس کا معنوی ارتباط اولیاءِ خدا سے ہو تو وہ اس کی مدد کو پہنچتے ہیں ،لہٰذا اس اعتبار سے ہم دیکھتے ہیں کہ عالم برزخ جو کہ ایک طرح کی قیامت صغریٰ ہے جو ہمارے پانچ یا دس قدم پر واقع ہے اور قیامت کبریٰ کی نشاندہی کر رہی ہے تجسم اعمال کے مسئلے کو ہمارے لئے واضح کر رہی ہے مزید اس مسئلے کو روشن کرنے کے لئے ہم چند روایات کو آپ قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں :

۱۔پیغمبر اسلام (ص)نے فرمایا:''مجھے جبرائیل (ع) نے اس طرح سے نصیحت کی :"یامُحَمَّدُ عِشْ ماشِئْتَ فَاِنّکَ مَیِّت،وَاَحْبِبْ ماشِئتَ فَاِنّکَ مُفارِقُہُ، وَاْعمَلْ ماشِئْتَ فَاِنّکَ مُلاقِیہِ۔"(کنزل العمال ج۱۵ص۵۴۶،بحارالانوار ج۱۷ص۱۸۸)ترجمہ:''یعنی اے محمد(ص)! جتنی چاہو زندگی گزارو لیکن آخر کار ایک دن موت آنی ہے اور جتنا بھی کسی چیز کو دوست رکھوگے یاد رکھو کے ایک دن تمہیں اس سے جدا ہونا ہے اور جو عمل بھی انجام دو یاد رکھو ایک دن اسی عمل سے ملاقات کرنی ہے۔''

۲۔امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:"اِنَّ الْعَمَلَ الصّالِحَ یَذْھبُ اِلَی الْجَنَّۃِ ،فَیُمَھدُ لِصاحِبِہِ،کَمایَبْعَثُ الرَّجُلُ غُلامَہُ فَیَفْرِشُ لَہُ۔"(بحارالانوار ج۱۷ص۱۸۵)ترجمہ:''یعنی عمل صالح بہشت کی طرف جاکر انسان کے لئے بہشت کو آمادہ کرتا ہے جس طرح ایک شخص اپنے غلام کو کہیں بھیجتا ہے تاکہ اس جگہ کو اپنے آقا کے لئے آمادہ کرے۔''

۳۔حضرت علی(ع) نے ارشاد فرمایا:''ہر انسان کے تین طرح کے دوست ہوتے ہیں ایک دوست کہتا ہے میں فقط تیری موت تک تیرا ساتھ دے سکتا ہوں وہ اس کا مال ہے جو انسان کے مرتے ہی اس سے جدا ہو کر وارثوں کے پاس چلاجاتا ہے ،دوسرا دوست کہتاہے میں قبر تک تمہارا ساتھ دے سکتا ہوں اس سے زیادہ تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا یہ اس کی اولاد اور رشتہ دار ہیں تیسرا دوست جو اس سے کہتا ہے ''اَنا مَعَکَ

حَیّاً وَ مَیّتاً وَھُوَ عَمَلُہُ''کہ میں تمہارے ساتھ ہوں زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی وہ اس کا عمل ہے۔(بحارالانوار ج۱۷ص۱۷۵)

۴۔قیس بن عاصم صحابیٔ پیغمبر (ص) نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم کچھ اصحاب جمع ہو کر پیغمبر (ص)کے پاس گئے اور عرض کی یا رسول اللہ (ص) ہمیں کچھ وعظ و نصیحت کریں تو آنحضرت (ص) نے فرمایا:"لابُدَّ لکَ مِنْ قَرِینٍ یُدْفَنُ مَعَکَ،وَھوَ حَیّ وَ تُدْفَنُ مَعَہُ وَ اَنْتَ مَیِّت ،فَاِنْ کانَ کریماً اَکْرَمَکَ،وَ اِنْ کانَ لَیئماً اَسْلَمَکَ،ثُمَّ لایُحْشَرُ اِلاّمَعَکَ،وَلا تُحْشَرُ اِلاّمَعَہُ،ولاتُسئَلُ اِلاّعَنْہُ،فَلا تَجْعَلْہُ اِلاّصالِحاً،فَاِنَّہُ اِنْ صَلُحَ آنَسْتَ بِہِ،وَ اِنْ فَسَدَلا تَسْتَوحِشْ اِلاَّمِنْہُ وَھوَ فِعْلُکَ۔"(کنزل العمال ج۱۴ص۳۶۶)

ترجمہ:''یعنی اے قیس!ایسے دوست کے ساتھ قرارپاؤگے جو تمہارے ساتھ دفن ہوگا جب کہ وہ زندہ ہوگا،اور تم اس کے ساتھ دفن ہوگے اس حالت میں کہ تم مردہ ہوگے اگر وہ اچھا ہوگا تو تمہیں بھی اچھا رکھے گا ،اگر وہ بُراہوگا تو تمہیں بھی عذاب و تکلیف میں رکھے گا ،وہ قیامت میں ضرور تمہارے ساتھ محشور ہوگا اور تم اس کے ساتھ محشور ہوگے اور تم سے صرف عمل کے بارے میں سوال ہوگا ،لہٰذا عمل کو اچھا کرو کیونکہ اگر وہ اچھا ہوگا تو تمہیں آرام سے رکھے گا اور اگر وہ بُرا ہوگا توتمہارے لئے وحشت اور عذاب کا سبب بنے گا۔''

یعنی جب بندۂ مؤمن قیامت کے دن قبر سے باہر آئے گا تو اس کا نیک عمل ایک اچھے شخص کی صورت میں اس کے سامنے آئے گا ،یہ پوچھے گاتم کون ہو،تم تو اچھے شخص معلوم ہوتے ہو،وہ کہے گا میں تمہارا عمل ہوں ،لہٰذا وہ عمل نیک اس کے لئے قیامت کے دن نورانیت اور بہشت میں لے جانے کے سلسلے میں رہنما ثابت ہوگا۔

انسانوں کے اعمال پر گواہ

جیسا کہ آیات اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن انسانوں کے اعمال کے علاوہ بھی گواہ ہوں گے کیونکہ قیامت کے بارے میں ارشاد ہوا:(یَومَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبارَھا)(سورۂ زلزال آیت ۴)''یعنی قیامت کے دن زمین اپنی تمام خبریں بیان کرے گی۔''

حضرت علی (ع) کا ارشاد گرامی ہے "مامِنْ یَوْمٍ یَمُرُّ عَلٰی ابْنِ آدَمَ اِلّٰاقالَ لَہُ ذلِکَ الْیَوْمُ:اَنَا یَوْم جَدید وَاَنَا عَلَیْکَ لَشَہید،اَشْھدُ لکَ بِہِ یَوْمَ الْقیامَۃِ -"(تفسیر نور الثقلین ج۵ص۶۱۲)

یعنی کوئی دن انسان پر ایسا نہیں گزرتا مگر یہ کہ وہ دن اس سے کہتا ہے میں نیا دن ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں (جو بھی کام آج تم انجام دوگے) میں قیامت کے دن اس پر گواہی دوں گا۔''

امام محمد باقر (ع) نے ارشاد فرمایا:"وَلَيْسَتْ تَشْهدُ الْجَوارِحُ عَلى مُؤمِنٍ ،اِنَّما تَشْهدُ عَلىٰ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذابِ-"(بحارالانوار ج۷ ص۳۱۸)

ترجمہ:''یعنی مؤمن کے اعضاء و جوارح اس کے خلاف گواہی نہیں دیں گے بلکہ صرف اس کے خلاف گواہی دیں گے جس کے لئے عذاب برحق ہو چکا ہوگا۔''

قرآن میں انسانوں کے اعمال پر گواہوں کا ذکر

ا۔خود خدا کا گواہی دینا جیسا کہ ارشاد ہوا(وَلاَتَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ اِلاَّ كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا) (سورۂ یونس آیت ٦١)

''یعنی تم لوگوں سے کوئی عمل سرزد نہیں ہوتا ہے مگر یہ کہ ہم اس پر گواہ ہیں۔''

٢۔پیغمبر اکرم (ص)اور ائمہ معصومین کا گواہی دینا جیسا کہ ارشاد ہوا (فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هؤُلاَءِ شَهِيدًا)(سورۂ نساء آیت ۴١)''یعنی اس وقت ان کا حال کیا ہوگا جب ہم ہر امت سے گواہوں کو طلب کریں گے اور آپ کو ان گواہوں پر گواہ بنا کر پیش کریں گے۔''

٣۔ملائکہ کا گواہی دینا جیسا کہ ارشاد ہوا (وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ) (سورۂ انفطار آیت ١٠

یعنی بیشک ملائکہ تم لوگوں پر محافظ ہیں۔(جو انسانوں کے اعمال لکھ کر قیامت کے دن گواہی دیں گے)

۴۔اعضاء و جوارح کا گواہی دینا جیسا کہ ارشاد ہوا۔(اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلَیٰ اَفْوَاہِہِمْ وَتُکَلِّمُنَا اَیْدِیہِمْ وَتَشْہَدُ اَرْجُلُہُمْ بِمَا کَانُوا یَکْسِبُونَ)(سورۂ یٰس آیت ۶۵)

ترجمہ:''یعنی قیامت کے دن ہم ان کے منھ پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ،پیر ہمارے سامنے ان کے اعمال پر گواہی دیں گے۔''

۵۔خود انسانوں کے اعمال کا گواہی دینا جیسا کہ ارشاد ہوا۔(ھذا کِتابُنَا یَنْطِقُ عَلَیْکُمْ بِالْحَقِّ اِنّا کُنّا نَسْتَنْسِخُ ما کُنْتُمْ تَعْلَمُونَ)(سورۂ جاثیہ آیت ۲۹)ترجمہ:''ہماری کتاب جو تم سے حق بات کرتی ہے جو کچھ تم کرتے تھے ہم لکھتے جاتے تھے۔''

ایک سوال اور اس کا جواب

سوال: یہ پوچھا جاتا ہے کہ اگر خدا تمام مخلوقات کے بارے میں خبر رکھتا ہے تو یہ گواہوں کو طلب کرنے کا کیا مطلب ہے ؟اسی طرح کا سوال جب کسی نے حضرت علی (ع) سے کیا تو آپ نے اس کو یوں جواب دیا:''خداوند عالم نے فرشتوں کو اپنی عبادت پر مأمور کیا ہے اور بندوں پر بھی گواہ قرار دیا ہے تاکہ بندے ان کی مراقبت کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ اطاعت پروردگار میں زندگی بسر کریں اور اس کی معصیت و نافرمانی سے اجتناب کریں ،کیونکہ بعض اوقات ایسا

ہوتا ہے کہ انسان گناہ کا ارادہ کرتا ہے اور پھر فرشتوں ''رقیب وعتید'' کے خوف سے ان گناہ کو انجام دینے سے باز رہتا ہے۔'' (احتجاج طبرسی ج۱ آخر کتاب)

جیسا کہ حضرت کی تعلیم دی ہوئی دعاءِ کمیل کے آخر میں ہم پڑھتے ہیں :"وَكُلَّ سَيِّئَةٍ اَمَرْتَ بِاِثْباتِها الْكِرامَ الْكاتِبينَ .اَلّذينَ وَكَّلْتَهمْ بِحِفْظِ مايَكُونُ مِنّي وَجَعَلْتَهمْ شُهوداًعَلَيَّ مَعَ جَوارِحي ،وَكُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيَّ مِنْ وَرائِهِمْ وَالشّاهِدَ لِما خَفِيَ عَنْهمْ-" ترجمہ: ''یعنی خداوندا تمام گناہوں کو جن کا تونے اپنے محترم فرشتوں کو لکھنے کا حکم دیا ہے ان سب کو بخش دے، وہ فرشتے جن کو تونے مجھ پر نگہبان بنایا ہے اور میرے اعضاء وجوارح کو بھی مجھ پر نگہبان قرار دیا ہے ان سب کے علاوہ تو خود بھی میرا محافظ اور مجھ پر گواہ ہے اور جو کچھ ان سے پوشیدہ ہے ،تو اس سے بھی آگاہ ہے۔''

قیامت کے دن شکوہ کرنے والے

جس طرح ہر عدالت میں کچھ شکوہ کرنے والے ہوتے ہیں تو کچھ مجرم ہوتے ہیں اور شکوہ کرنے والوں کی شکایت سبب بنتی ہے کہ مجرم کو سزا ملے لہٰذا آیات وروایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن عدالت پروردگار میں بھی کچھ شکوہ کرنے والے افراد ہوں گے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں ان کے شکوہ سے کوئی راہ فرار نہ ہوگی لہٰذا ہم یہاں پر چند شکوہ کرنے والوں کے اسماء کو پیش کرتے ہیں۔

۱۔ پیغمبر اکرم (ص) : ہم قرآن کے سورۂ فرقان کی آیت ۳۰ میں رسول (ص) کی زبان سے نکلے ہوئے جملات کے بارے میں پڑھتے ہیں ''(یَارَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُواھذَا الْقُرْآنَ مَھجُورًا) ''یعنی اے میرے پروردگار ! میری امت نے قرآن کو نظر انداز کردیا ہے (یعنی پڑھا نہیں یا سمجھا نہیں یا عمل نہیں کیا یا دوسروں تک پہنچایا نہیں) امام محمد باقر (ع) نقل فرماتے ہیں کہ پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: ''میں سب سے پہلے میدان قیامت میں آؤں گا اور اپنی امت سے سوال کروں گا کہ تم نے قرآن اور میری عترت کے ساتھ کیا سلوک کیا؟'' (اصول کافی ج۲ص۶۰۰)

۲۔۳۔ قرآن اور مسجد: پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا: روز قیامت شکوہ کرنے والوں میں سے ایک قرآن ہوگا جو بارگاہ پروردگار میں عرض کرے گا '' یارَبِّ حَرَّفُونِی، وَمَزَّقُونِی: اے پروردگا لوگوں نے میرے معنی کو الٹ پلٹ کردیا اور میرے احکام کو پائمال کردیا۔'' (وسائل الشیعہ ج۳ص۴۸۴ح۲)

دوسری مسجد ہوگی جو یوں شکوہ کرے گی ،"یارَبِّ عَطَّلُونی وَ ضَیّعونِی"خدایا لوگوں نے مجھے ضایع کردیا اور میرے حق کو پائمال کردیا۔'' (وسائل الشیعہ ج۳ص۴۸۴)

۴۔ائمہ طاہرین و عترت پیغمبر اکرم (ص): جو بارگاہ پروردگار میں عرض کریں گے :"یارَبِّ قَتَلُونا،وَطَرَدُونا،وَشَرَّدُونا"اے پروردگار لوگوں نے ہمیں قتل کیا، ہمیں قید کیا، اور ہمیں

آوارہٴ وطن کیا، تو خداوند عالم کہے گا ان مظلوموں کی شکایتوں کی دادرسی آج میں خود کروں گا ۔(خصال صدوق ج۱ص ۸۳)

۵۔اہل علم کا نادان لوگوں میں رہنا: امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: '' تین چیزیں قیامت کے دن بارگاہ خداوندی میں شکوہ کریں گی ایک قرآن دوسری مسجد تیسرا وہ عالم جو جاہل و نادان لوگوں کے درمیان ہو اور لوگ اس کے علم سے بہرہ مند نہ ہوں۔(اصول کافی ج۲ص ۶۱۲، بحارالانوار ج۹۲ص ۱۹۵، خصال صدوق ج۱ص ۶۲)

۶۔اولاد کا اپنے والدین کے بارے میں: اگر ماں باپ نے اولاد کے مسئلے میں کسی قسم کی خیانت کی ہو مثلاً زنا یا لقمہٴ حرام یا غلط تربیت وغیرہ انجام دیئے ہوں تو طبیعی سی بات ہے کہ اولاد میں بھی اس کے اثرات آئیں گے لہٰذا ان پر سرزنش یا عتاب کی صورت میں قیامت کے دن وہ اولاد اپنے والدین کے بارے میں بارگاہ خداوندی میں شکوہ کرے گی حتی روایات میں ہے کہ چالیس نسلوں تک انسانوں کے اچھے یا بُرے اثرات مرتّب ہو سکتے ہیں اسی لئے ہم ایسے افراد کو اپنا امام و رہنما مانتے ہیں جو نسل در نسل پاکیزہ و معصوم ہوں جیسا کہ ہم امام حسین (ع) کی زیارت وارثہ میں یوں گواہی دیتے ہیں" أَشْهَدُ اَنَّکَ کُنْتَ نُوراً فِي الْأَصْلَابِ الشَّامِخَةِ وَالْأَرْحَامِ الْمُطَهَّرَةِ"یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا نور ایسا ہے جو اجداد طاہرین کے صلبوں میں رہا اور پاک و پاکیزہ شکموں میں منتقل ہوا۔'' (زیارت وارثہ)

نامۂ اعمال

قرآن اور روایت میں یہ بات تشریحاًذکر ہوئی ہے کہ نامۂ عمل یعنی اچھے بُرے لوگوں کے کارنامہ اور فائل جس میں ان کے اچھے بُرے اعمال تحریر ہوں لہٰذااس نامۂ اعمال کو مختلف نام دیئے گئے ہیں مثلًا: کتاب، صحف، صحیفہ اعمال،زُبُر اور طاہر وغیرہ ان اعمال کو لکھنے والے فرشتوں کے بھی مختلف نام ہیں مثلًا: رقیب، عتید، کرام کاتبین، رسول،متلقیان وغیرہ لہٰذا قیامت کے دن تمام انسانوں کے نامۂ اعمال ان کے سامنے پیش کئے جائیں گے جیسا کہ اس مطلب پر مندرجہ ذیل آیات دلالت کر رہی ہیں۔

۱۔(وَکُلَّ شَیْئٍ احْصَیْنَاهُ) (سورۂ یٰس آیت ۱۲)

''یعنی ہم نے ہر عمل کو نامۂ عمل میں سمیٹ دیا ہے۔''

۲۔(اِنَّ الْفُجّارَ لَفی سِجّینٍ...اِنَّ الْاَبْرارَ لَفِی عِلِییّن)(سورۂ مطففین آیت ۸۔۹و آیت ۱۸سے۲۱تک)''یعنی بیشک بدکارلوگوں کے نامۂ اعمال مقام سجین میں ہوتے ہیں (جو کہ جہنم کاسب سے نچلا حصہ ہے) اور نیک لوگوں کے نامۂ اعمال مقام علّییّن میں ہوتے ہیں (جو کہ جنت کے اعلیٰ مقامات میں سے ہے)

۳۔وَكُلَّ اِنسَانٍ اَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا) (سورۂ اِسراء آیت ۱۳)ترجمہ: ''یعنی ہم ہر انسان کے نامۂ اعمال کو اس کی گردن میں لٹکا دیں گے اور قیامت کے دن کتاب کی صورت میں اس کے سامنے کھول کر پیش کریں گے۔''

میت کو قبر میں رکھتے ہی اس کے اعمال نامہ کا بند کردیا جانا

عبداللہ بن سلام روایت کرتے ہیں ایک دفعہ میں نے پیغمبر اکرم (ص) سے سوال کیا ''کیا منکر و نکیر فرشتوں سے پہلے بھی کوئی فرشتہ انسان کی قبر میں آتا ہے '' آنخضرت (ص) نے جواب دیا ''ہاں ایک فرشتہ ہے جس کا چہرہ سورج کی مانند چمکتا ہے اور اس کا نام ''رومان'' ہے قبر میں داخل ہو کر میت کے پاس کھڑا ہو کر اس کی روح کو اس کے بدن میں ڈال کر اسے بٹھاتا ہے اور اس سے کہتا ہے لکھو''مردہ کہتا ہے کس سے لکھوں کچھ لکھنے کو نہیں ہے تو وہ کہتا ہے اپنی انگلیوں سے آج تمہاری انگلیاں قلم اور تمہار لعاب دہن دوات ہے ان سے لکھو، مردہ پوچھتا ہے کس پر لکھوں کوئی کاغذ ہی نہیں ہے، وہ فرشتہ اس کے کفن سے ایک ٹکڑا پھاڑ کر دیتا ہے کہ اس پر لکھو، تو مردہ اپنے گذشتہ تمام نیک و بد اعمال کو اس پر لکھتا ہے،

پھر وہ فرشتہ کہتا ہے کہ اس پر مہر لگاؤ مردہ کہتا ہے کہ کس سے مہر لگاؤں میرے پاس تو مہر نہیں ہے وہ کہتا ہے اپنے ناخنوں سے پھر وہ فرشتہ اس کے اس نامۂ اعمال کو اس کی گردن میں لٹکا کر چلا جاتا ہے یہ اعمال نامہ قیامت تک اس مردے کی گردن میں یوں ہی لٹکا رہتا ہے جیسا کہ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا: (وَكُلَّ اِنسَانٍ اَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ) (سورۂ اسراء آیت ۵۰) ہر

انسان کے نامہ ٔ اعمال ہم اس کی گردن میں لٹکا دیں گے اس واقعہ کے بعد منکر و نکیر فرشتے میت کے پاس آتے ہیں۔ (بحار الانوار ج۵۹ ص ۲۳۴)

قرآن میں نامہ ٔ اعمال کا ذکر: اس بارے میں کافی آیات قرآن میں موجود ہیں مگر ہم ان میں سے مندرجہ ذیل آیات پر اکتفا کرتے ہیں:

۱۔(وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّافِيهِ وَيَقُولُونَ يَاوَيْلَتَنَامَالِ هذَا الْكِتَابِ لاَيُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلاَ كَبِيرَةً لاَّ اَحْصَاهَا) (سورۂ کہف آیت ۴۹) ترجمہ: ''یعنی جب نامہ ٔ اعمال پیش کیا جائے گا تو تم (اے پیغمبر آپ دیکھو گے) کہ گناہ گار لوگ اپنے نامہ ٔ اعمال کو دیکھ کر خوف زدہ ہوں گے اور کہیں گے ہائے افسوس ہم پر کہ اس نامہ ٔ اعمال میں تو کوئی چھوٹا و بڑا عمل ایسا ہو جو لکھا نہ گیا ہو۔''

۲۔(وَتَرَى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعَى اِلَى كِتَابِها الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَاكُنتُمْ تَعْمَلُونَ * هذَا كِتَابُنَايَنطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّانَسْتَنسِخُ مَاكُنتُمْ تَعْمَلُونَ) (سورۂ جاثیہ آیت ۲۸۔۲۹) ترجمہ: ''یعنی تم دیکھو گے ہر امت کو زانوؤں کے بل بیٹھا ہوا ان کے نامہ ٔ اعمال کی طرف انھیں بلایا جائے گا کہ یہ ہے ہماری کتاب جو تم پر حق گوئی سے کام لے گی، تم جو کچھ انجام دیتے تھے ہم اسے لکھ لیا کرتے تھے۔''

۳۔(وَاذا الصُّحُفُ نُشِرَتْ...عَلِمَتْ نَفْس ماَاَحْضَرَتْ) (سورۂ تکویر آیت ۱۰ و ۱۴)

ترجمہ: ''اس وقت ہر نفس جان لے گا کہ کس نے کیا چیز حاضر کی ہے۔''

۴۔(وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ* وَكُلُّ صَغِيرٍوَكَبِيرٍ مُسْتَطَر) (سورۂ قمر آیت ۵۲و۵۳)
ترجمہ: ''یعنی جو کام بھی وہ لوگ انجام دیتے ہیں ان کے نامۂ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے، ہر چھوٹا و بڑا کام لکھ دیا جاتا ہے۔''

۵۔(فَاَمّامَنْ اُوتِیَ کِتابُہُ بِیَمینِہِ*فَسَوْفَ یُحاسَبُ حِساباًیَسیراً*وَیَنْقَلِبُ اِلی اَھلِہِ مَسْرُوراً*وَامَّامَنْ اُوتِیَ کِتابُہُ وَراءَ ظَھرِہِ فَسَوْفَ یَدْعُواثُبُوراً*وَیَصْلٰی سَعِیراً)(سورۂ انشقاق آیت ۷ سے ۱۲تک. اور ان کے علاوہ بھی آیات ہیں مثلاً: یٰس آیت ۱۲، سورۂ زخرف آیت ۸۰، سورۂ اسراء آیت ۱۳۔ ۱۴، سورۂ نباء آیت ۲۹، سورۂ حاقہ آیت ۱۹۔ ۲۵۔ ۲۶، سورۂ واقعہ آیت ۲۸۔۴۱۔ ۴۲) یعنی: جس کا نامۂ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا تو اس کا حساب عنقریب آسان ہوگا اور خوش خوش اپنے رشتہ داروں کی طرف لوٹے گا، اور جس کا نامۂ اعمال اس کی پشت سے اسے دیا جائے گا تو عنقریب فریاد و بکا کرے گا کہ ہائے مجھ پر افسوس کہ میں ہلاک ہوگیا اور اب آگ کے شعلوں میں جلوں گا۔

لوگوں کے اعمال لکھنے والے فرشتے

آیات قرآنی سے معلوم ہوتا ہے کہ دو فرشتے انسانوں کے اعمال و افعال پر معین ہیں رقیب و عتید نام کے جو ان کے اچھے بُرے اعمال کو لکھتے ہیں جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوا:(اِذْ یَتَلَقَّی الْمُتَلَقِّیَانِ عَنْ الْیَمِینِ وَعَنْ الشِّمَالِ قَعِید*مَایَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلاَّلَدَیْہِ رَقِیب عَتِید) (سورۂ ق آیت ١٧۔١٨) ترجمہ: ''یعنی یاد کرو اس وقت کو جب دو فرشتے دائیں اور بائیں جانب سے تم سے ملاقات کریں گے کوئی لفظ ایسا نہیں ہوگا کہ جس سے فرشتے آگاہ نہ ہوں۔

دوسری جگہ ارشاد ہوا: اِنَّ عَلَیْکُمْ لَحافِظِینَ *کِراماً کاتِبِینَ*یَعْلَمُونَ ماتَفْعَلُونَ) (سورۂ انفطار آیت ١٠۔١٢) ترجمہ: ''یعنی بیشک دو محترم و نگہبان فرشتے تمہارے اعمال کو لکھتے ہیں جو کچھ بھی تم لوگ انجام دیتے ہو اسے وہ جانتے ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوا(اِنَّ رُسُلَنَایَکْتُبُونَ مَاتَمْکُرُونَ) (سورۂ یونس آیت ٢١) ترجمہ: ''یعنی ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لکھتے ہیں ہر اس مکروفریب کو بھی جو تم لوگ انجام دیتے ہو۔

تین طرح سے نامۂ اعمال کا پیش ہونا

علامہ طباطبائی لکھتے ہیں کہ قیامت کے دن تین طرح سے انسانوں کے نامۂ اعمال کو پیش کیا جائے گا۔ (تفسیر المیزان ج ۱۳ ص ۳۴۸)

۱۔ تمام گذشتہ وآیندہ لوگوں کے لئے نامۂ اعمال کا پیش ہونا'' جیسے ارشاد ہوا: (وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ) (سورۂ کہف آیت ۴۹) ترجمہ: ''اور جب نامۂ اعمال کو لوگوں کے سامنے رکھا جائے گا تو آپ مجرمین کو خوفزدہ پائیں گے

۲۔ ہر امت کو علیحدہ بلا جانا جیسے ارشاد ہوا: وَتَرَى كُلَّ أُمَّةٍ جَاثِيَةً كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَى اِلَى كِتَابِهَا) (سورۂ جاثیہ آیت ۲۸)

ترجمہ: ''آپ اس دن دیکھیں گے کہ ہر امت کو اس کے نامۂ اعمال کی طرف بلایا جائے گا۔''

۳۔ ہر انسان کے نامۂ اعمال علیحدہ علیحدہ پیش ہونا جیسے ارشاد ہوا: (وَكُلَّ اِنسَانٍ اَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ) (سورۂ اسراء آیت ۱۳) ترجمہ: ''اور ہم نے ہر آدمی کے نامۂ اعمال کو اس کے گلے کا ہار بنا دیا ہے (کہ اس کی قسمت اس کے ساتھ رہے)''

روایات میں نامۂ اعمال کا ذکر

ا۔امام علی (ع) ارشاد فرماتے ہیں :"وَ نَسْتَغْفِرُهُ مِمّا اَحاطَ بِهِ عِلْمُهُ، وَاَحْصاهُ كِتابُهُ،عِلْم غَيْرُقاصِرٍ،وَكِتاب غَيْرُ مُغادِرٍ-"(نہج البلاغہ خ ۱۱۴)''یعنی میں اس خدا سے طلب مغفرت کرتا ہوں جس کا علم ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے اور اس کی کتاب ہر چیز کو لکھے ہوئے ہے جس کے علم میں کسی قسم کا نقص و عیب نہیں اور جس میں کوئی چیز بھلائی نہیں گئی ہے۔''

۲۔پیغمبر اکرم (ص) کا ارشاد گرامی ہے :"يُعْرَضُ النّاسُ يَوْمَ الْقيامَةِ ثَلاثُ عَرْضاتٍ؛فَاَمّا عَرْضَتان فَجِدال وَمَعاذِير،فَاَمّا الْعَرْضَةُ،الثّالِثَةُ فَعِنْدَ ذٰلِک تَطِيرُ الصُّحُفُ فِي الْاَيْدِي ،فَآخِذ بِيَمِينِهِ،وَآخِذ بِشِمالِهِ؛"(سنن ترمذی ج۲ص۲۱۷)ترجمہ:''یعنی لوگ قیامت کے دن عدالت پروردگار میں تین مرتبہ پیش کئے جائیں گے پہلی دفعہ بہانہ اور جھگڑا کرکے اپنے گناہوں کو چھپانے کی کوشش کریں گے دوسری مرتبہ اپنی غلطی پر پشیمان ہو کر عذر خواہی کریں گے تیسری مرتبہ ان کے نامۂ اعمال اڑ کر ان کے دائیں و بائیں ہاتھوں میں آجائیں گے۔''

۳۔پیغمبر اکرم (ص) نے اپنی ایک گفتگو کے دوران فرمایا:"وَرَأَيْتُ رَجُلاً مِنْ اُمَّتِي قَدْ هوَتْ صَحِيفَتُهُ قِبَلَ شِمالِهِ،فَجائَهُ خَوْفُهُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ،فَاَخَذَ صَحيفَتَهُ فَجَعَلَها فِي يَمينِهِ-" ترجمہ:''یعنی میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے نامۂ اعمال کو اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جارہا تھا کہ اس شخص پر اچانک خوف خدا طاری ہوا تو اس کے نامۂ اعمال کو دائیں ہاتھ میں دیا گیا۔''(بحارالانوار ج۷ ص۲۹۱)

۴۔حضرت علی (ع) ارشاد فرماتے ہیں :"مَنْ وَقَّرَ مَسْجِداًلَقَی اللّٰهُ یَوْمَ یَلْقاهُ ضاحِکاً مُسْتَبْشِراًوَاَعْطاهُ کِتابَهُ بِیَمینِهِ۔"یعنی جو شخص مسجد کے احترام کو باقی رکھے اور اسے آباد کرے تو وہ روز قیامت خداوند عالم سے خوش وخرم ملاقات کرے گااور اس کے نامہٴ اعمال کو اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔'' (تفسیر نور الثقلین ج۵ ص ۵۱۲)

۵۔پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا:''بروز جمعہ مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے بیٹھتے ہیں اور مسجد میں داخل ہونے والوں کے نام لکھتے رہتے ہیں ،جب امام جمعہ خطبہ دینے کے لئے منبر پر جاتا ہے تو وہ فرشتے فائلوں کو بند کرکے ذکر خدا سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں لہٰذا جو لوگ یا نماز جمعہ جانے میں تاخیر کرتے ہیں یا نہیں جاتے ان کے نام لکھے نہیں جاتے ہیں۔'' (صحیح مسلم ج۲ص ۵۸۷پیام قرآن ج۶ص ۱۱۲.)

حضرت علی (ع) کا وضو کرتے ہوئے نامہٴ اعمال کے آسانی کی دعا کرنا

شیخ صدوق روایت کرتے ہیں کہ حضرت وضو میں دایاں ہاتھ دھوتے ہوئے یوں دعافرماتے تھے: "اَللّٰهمَّ اَعْطِنِي کِتابِي بِیَمِینِي ،وَالْخُلْدَ فِي الْجِنانِ وَحاسِبْنِي حِساباً یَسیراً"اے میرے اللہ میرے نامہٴ اعمال کو میرے دائیں ہاتھ میں دینااور مجھے اپنی دائمی جنت میں قرار دینااور میرے حساب وکتاب کو مجھ پر آسان قرار دینا۔'' (ثواب الاعمال ۱۶)

اور بایاں ہاتھ دھوتے ہوئے حضرت یوں دعافرماتے تھے :"اَللّٰھمَّ لا تُعْطِنِی کِتابِی بِشِمالِی وَلامِنْ وَراءِ ظَھری،وَلا تَجْعَلْھا مَغْلُولَةً اِلی عُنُقی،وَ اَعوذُبِک مِنْ مُقَطَّعاتِ النَّیِرانِ-"

یعنی اے پروردگار میرے نامہٴ اعمال کو میرے بائیں ہاتھ میں قرار نہ دینا نہ میری پشت سے میرے اعمال کو دینااور نہ میرے نامہٴ اعمال کو میری گردن میں لٹکانا اور آگ کے لباس سے تیری پناہ چاہتاہوں جو دوزخ میں پہنائے جاتے ہیں۔'' (ثواب الاعمال ص ۴۳)

حضرت کی اس دعاسے معلوم ہوتا ہے کہ دائیں ہاتھ میں نامہٴ اعمال کاملنا بہشتی ہونے کی علامت ہے اور بائیں ہاتھ میں نامہٴ اعمال کا دیاجانا دوزخی وگناہ گار ہونے کی علامت ہے جبھی حضرت نے دائیں ہاتھ میں نامہٴ اعمال کے ملنے اور بائیں ہاتھ میں نہ ملنے کی دعا کی ہے۔

نامہٴ اعمال کے بارے میں دوآیات کاتقابل

کیونکہ ایک آیت میں ارشاد ہوا: فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِینَ اُرْسِلَ اِلَیْھِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِینَ) (سورہٴ اعراف آیت ۷) یعنی ہم لوگوں سے ضرور سوال کریں گے جن کی طرف رسولوں کو بھیجا گیااور پیغمبروں سے بھی سوال کریں گے، لیکن دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے: (فَیَومَئِذٍ لَایُسْئَلُ عَنْ ذَنْبِہٖ اِنس وَلَاجَانّ) یعنی اس دن جن وانس میں سے کسی سے بھی اس کے گناہوں کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا۔'' (سورہٴ رحمٰن آیت ۳۹اور صافات آیت ۲۴، حجر آیت ۹۲۔۹۳ سے بھی یہ مطلب نکلتا ہے)

ظاہری لحاظ سے یہ دونوں آیات ایک دوسرے کی متضاد ہیں مگر اس مسئلے کو امام جعفر صادق (ع) نے اس طرح حل فرمایا کہ: ''بیشک قیامت کے دن سب سے سوال ہوگا مگر جن آیات میں سوال نہ ہونے کا ذکر ہے اس میں صرف معصومین کے خالص شیعہ مراد ہیں۔ (بحارالانوار ج ۷ ص ۲۵۱)

قرآن میں قیامت کے دقیق حساب وکتاب کا ذکر

لفظ حساب قرآن میں ۷۴ مختلف جگہوں پر استعمال ہوا ہے جن میں سے ۸ جگہ پر خداوند عالم نے اپنے کو ''سریع الحساب'' ذکر کیا ہے یعنی جلدی حساب لینے والا اور پانچ آیات میں ''یوم الحساب'' استعمال ہوا۔ (سورۂ ابراہیم آیت ۴۱، ص آیت ۱۶۔ ۲۶۔ ۵۳، غافر آیت ۲۷)

اور یہ قیامت کے مشہور ترین ناموں میں سے ہے کیونکہ قیامت در اصل حساب وکتاب ہی کے لئے برپا ہوگی جہاں لوگوں کے اعمال کی جزاء یا سزا دی جائے گی جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات میں ارشاد ہوا:

۱۔ (وَاِنْ تُبْدُوامَافِي اَنفُسِكُمْ وْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللهُ) (سورۂ بقرہ آیت ۲۸۴.) یعنی جو کچھ تمہارے قلوب میں ہے چاہے اس کو ظاہر کرو یا چھپاؤ خدا اس کا ضرور حساب لے گا۔

۲۔ حضرت لقمان اپنے بیٹے کو یوں نصیحت فرماتے ہیں: يَابُنَيَّ اِنَّهااِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ وْفِي السَّمَاوَاتِ اَوْفِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهااللهُ اِنَّ اللهَ لَطِيف خَبِير

) (سورۂ لقمان آیت ١٦) یعنی اے بیٹا اگر تم دانہ کے برابر بھی کوئی نیک یا بُرا عمل انجام دو گے چاہے پتھر کے اندر ہو یا آسمان و زمین میں کہیں بھی تو خداوند عالم قیامت کے حساب والے دن حاضر کر دے گا بیشک خداوند عالم باریک بین اور آگاہ ہے۔''

نکتہ : خردل : ایسی سبزی ہے جس کے دانہ خشخاش کے دانوں کے مانند ہوتے ہیں ،خداوند عالم کا اس طرح کے الفاظ کا استعمال کرنا بتا رہا ہے کہ قیامت کے دن کتنا دقیق اور سخت حساب ہوگا۔

٣۔(لاَیَعْزُبُ عَنْہُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰاتِ وَلاَفِی الْاَرْضِ وَلاَاَصْغَرُ مِنْ ذٰلِکَ وَلاَاَکْبَرُ ِالاَّفِی کِتَابٍ مُبِینٍ) (سورۂ سباء آیت ٣) یعنی ذرہ برابر بھی کوئی چیز زمین و اسمانوں میں اس سے پوشیدہ نہیں ہے اور نہ اس سے چھوٹی کوئی چیز اور نہ اس سے بڑی کوئی چیز ہے مگر یہ کہ ''لوح محفوظ'' میں اس کا ذکر محفوظ ہے۔''

٤۔(وَنَضَعُ الْمَوازِینَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیامَةِ فَلا تُظْلَمُ نَفْس شَیْئاً وَ اِن کانَ مِثْقالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَیْنَابِھا وَ کَفَی بِنَا حاسِبینَ) (سورۂ انبیاء آیت ٤٧) یعنی ہم قیامت کے دن عادلانہ ترازو نصب کریں گے پس اس دن کسی پر ذرہ برابر بھی ستم نہ ہوگا اگرچہ کسی کا کوئی عمل ایک دانہ کے برابر بھی کیوں نہ ہو ہم اسے بھی اس کے سامنے لا کر پیش کر دیں گے اور ہم حساب وکتاب کے لئے کافی ہیں۔''

۵۔(اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنْ الْيَمِينِ وَعَنْ الشِّمَالِ قَعِيد*مَايَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّالَدَيْهِ رَقِيب عَتِيد)(سورۂ ق آیت ۱۷۔۱۸) یعنی جب وہ کوئی کام کرتا ہے تو دائیں بائیں سے لکھنے والے فرشتے اسے لکھ لیتے ہیں، کوئی بات زبان پر نہیں آتی مگر ایک نگہبان اس کے پاس تیار رہتا ہے۔

روایات میں دقیق حساب وکتاب ہونے کا ذکر

ا۔پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا:"اَکْيَسُ الْكَيِّسِينَ مَنْ حاسَبَ نَفْسَہُ-"(بحارالانوار ج۷۰ص۷۰) یعنی چالاک انسان وہ ہے جو اپنا محاسبہ کرتا رہتا ہے۔''

۲۔حضرت علی (ع) نے ارشاد فرمایا:"قَيِّدُوااَنْفُسَكُمْ بِالمُحاسَبَةِ-'(میزان الحکمہ ج۲ص۴۰۵) یعنی اپنے نفسوں پر کنٹرول کرو محاسبہ کے ذریعے۔''

۳۔امام جعفر صادق (ع) نے ارشاد فرمایا:"حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ يَعْرِفُنا اَنْ يَعْرِضَ عَمَلَہُ فى كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ عَلى نَفْسِہِ فَيَكُونَ مُحاسِبَ نَفْسِہِ،فاِنْ رَأى حَسَناً اِستَزادَ مِنْها،وَاِنْ رَأى سَيِّئَةً اِسْتَغْفَرَمِنْہالِئَلاّٰيَخْزِىَ يَوْمَ الْقِيامَةِ-"(بحارالانوار ج۷۸ص۲۷۹)

یعنی ہر مسلمان جو ہماری امامت کا معتقد ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ ہر روز و شب اپنے اعمال کو کنٹرول کرتا رہے اگر انھیں نیک پائے تو ان میں اضافہ کرتا رہے اور اگر گناہ پائے تو اس پر توبہ کرے تاکہ قیامت کے دن رسوانہ ہو۔''

۴۔دوسری جگہ امام جعفر صادق (ع) ارشادفرماتے ہیں :"تُعْرَضُ الاَعْمالُ عَلی رَسولِ اللّٰهِ ،اَعْمالُ الْعِبادِ،کُلَّ صَباحٍ اَبْرارُها وَ فَجارُها فَاحْذَروها،وَهوَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعالیٰ :اِعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُہُ-"(اصول کافی ج۱ص۲۱۹) یعنی ہر روز صبح کے وقت تمام نیکوکار اورگناہ گار افرادکے اعمال رسول خد(ص)اکی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں لہٰذا اپنے بُرے کردار سے بچو،یہی ہے معنی سورۂ توبہ کی آیت ۱۰۵کے یعنی عمل کرو خدااور رسول تمہارے اعمال کو دیکھ رہے ہیں۔''

ثوبہ بن صمہ کااپنا محاسبہ کرتے ہوئے انتقال کرجانا

محدّث قمی شیخ بہائی سے اس واقعہ کو نقل کرتے ہیں کہ ثوبہ بن صمہ بڑا متقی وپرہیزگار انسان تھا جو ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتا رہتا تھاجب وہ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچاتواس نے حساب لگایا کہ بالغ ہونے کے بعد سے میں نے ۲۱۵۰۰دن اپنی عمرکے گزارے ہیں افسوس ہے مجھ پر کہ اگر میں نے روزانہ صرف ایک گناہ بھی کیا ہوتوآج تک میں ۲۱۵۰۰گناہ کا مرتکب ہوچکا ہوں ،ارے میں بارگاہ خدامیں کیا جواب دوں گااس حساب کرنے کے بعد وہ اپنے آپ میں اتنا پریشان ہوا کہاس نے چیخ ماری اوراس کاانتقال ہوگیا۔(سفینتہ البحار ج۱ص۴۸۸مادۂ ذنب)

۵۔امام محمد باقر(ع) نے ارشادفرمایا:"اَوَّلُ مایُحاسَبُ بِہِ الْعَبْدُ الصَّلاۃُ ،فَاِنْ قُبِلَتْ قُبِلَ ما سَواها، وَ اِنْ رُدَّتْ رُدَّتْ ماسَواها-"(بحارالانوار ج۷ص۲٦۷)

یعنی سب سے پہلی چیز جس کا بندوں کو حساب دینا ہوگا نماز ہے اگر نماز قبول ہوئی تو بقیہ اعمال بھی قبول ہوں گے اور اگر نماز رد ہو گئی تو بقیہ اعمال بھی رد ہو جائیں گے۔''

۶۔حضرت علی(ع) اپنے خطبہ کے دوران ارشاد فرماتے ہیں: "اِتَّقُوا اللّٰهَ فِی عِبادِهِ وَبِلادِهِ،فَاِنَّكُمْ مَسْؤلونَ حَتّٰی عَنِ الْبِقاعِ وَالْبَهائِمِ-"(نہج البلاغہ خ۱۶۷)

یعنی اللہ سے ڈرو بندوں اور شہروں کے مسئلے میں بھی کیونکہ تم لوگوں سے بارگاہ خداوندی میں زمین اور حیوانات سب کے بارے میں سوال ہوں گے۔''

۷۔پیغمبر اکرم (ص)ارشاد فرماتے ہیں :"لاٰ تَزولُ قَدَمٰا عَبْدٍ یَوْمَ الْقِیامَةِ حَتّٰی یُسْئَلُ عَنْ اَرْبَعٍ :عَنْ عُمْرِ هِ فِی مٰااَفْناهُ،وَ شَبابِهِ فِی مااَبْلاهُ،وَعَنْ مالِهِ مِنْ اَیْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِیما اَنْفَقَهُ،وَعَنْ حُبِّنا اَهْلَ الْبَیْتِ-"(بحار الانوار ج۷ ص۲۵۸) یعنی قیامت کے میدان سے ابھی کوئی قدم نہیں اٹھاسکے گا مگر یہ کہ اس سے چار چیزوں کے بارے میں سوالات ہوں گے ا۔عمر کے بارے میں کہ کس راہ میں گزاری، ۲۔جوانی کے بارے میں کہ اس سے کیا استفادہ کیا، ۳۔مال کے بارے میں کہ کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا ، ۴۔میرے اہل بیت کے بارے میں۔

۸۔پیغمبر اکرم (ص) ارشاد فرماتے ہیں :''قیامت کے دن خداوند عالم میری امت کے کچھ لوگوں کو پر عطا کرکے بغیر حساب وکتاب کے بہشت میں بھیجے گا جب وہ لوگ اس طرح سے وارد بہشت

ہوں گے تو رضوان جنت ان سے سوال کریں گے کہ تمہارے اندر ایسی کون سی خصوصیات تھیں جن کے سبب تمہیں یہ مقام و منزلت عطا ہوئی ،تو وہ لوگ جواب دیں گے "كُنّاآاِذاخَلَوْنا نَسْتَحِي اَنْ نُعْصِيهِ ،وَ نَرْضٰى بِاليَسيرِ مِمّاقُسِّمَ لَنا"یعنی ہم تنہائی میں گناہ کرنے سے بھی حیاء کرتے تھے اور جو کچھ ہمارے پاس تھا اس پر راضی رہتے تھے ،تو فرشتے کہیں گے ''یحق لکم ھذا'' بیشک تم ایسے ہی مقام کے حقدار ہو۔(مجموعۂ ورام ص۱۹۰)

۹۔امام جعفر صادق (ع) اس آیۂ (اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَوَالْفُؤَادَكُلُّ اُوْلَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْؤلًا) یعنی کان ،آنکھ ،دل سب سے سوال کیا جائے گا۔''(سورۂ اسراء آیت ۳۶)کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں ''کانوں سے سوال ہوگا کہ تم نے کیا سنا،آنکھوں سے سوال ہوگا کہ تم نے کیا دیکھا،دل سے سوال ہوگا تم نے اپنے اندر کس چیز کو جگہ دی۔

وجودِ امام سے فیضیاب ہونے کا طریقہ:

امام زمانہ (عج) کی غیبتِ کبریٰ کے زمانے میں آپ کے وجود سے فیضیاب ہونے کیلئے خود حضرت نے یوں ارشاد فرمایا: "وامّا وجہ الانتفاع بی فی غیبتی فکا الانتفاع با الشمس اذا غیّبتها عن الابصار السحاب ،وانّی لامان لا هل الارض کما انّ النجوم امان لاهل السماء ، فا غلقو ا ابواب السوال عمّا لا یعنیکم،ولا تتکلفوا علم ما قد کفیتم ،واکثروا الدُّعاءَ بتعجیل الفرج،فانّ ذالک فرجکم " (احتجاج طبرسی ج ۲ ص ۴۷۱ ،بحاالانوار ج ۵۳ ص ۱۸۱)

یعنی'' میری غیبت میں مجھ سے فیض اُٹھا نا اُسی طرح ہے جس طرح لوگ سورج سے فیض اُ ٹھا تے ہیں جب سورج بادلوں کے سائے میں چلا جا تا ہے میں اھل زمین کیلئے امان کا باعث ہوں جس طرح ستارے آسمان والوں کے لئے امان کا با عث ہیں پس جو با تیں تم لو گو ں سے مر بوط نہ ہوں اُنکے بارے میں سوال مت کیا کرو اور جو جانتے ہو اُسکے بارے میں مزید اپنے آپ کو زحمت میں نہ ڈالو ، اور میرے ظہور کے لیئے زیادہ سے زیادہ دُعا کیا کرو ، کیوں کہ میرے ظہور کرنے میں تمہارے لئے ہی فوائد ہیں

قیامت کا آٹھواں مرحلہ : شفاعت کا ہے

اسلام کے مسلمہ عقائد میں سے ایک شفاعت کا عقیدہ ہے جو قیامت کے دن پیش آئے گا صاحب کتاب المصباح المنیر لکھتے ہیں کہ شفاعت یعنی "شَفَعْتُ الشَّیئَ، ضَمَمْتُہُ الْفَرْدَ"میں نے فلاں چیز کی شفاعت کی یعنی اس کو دوسری چیز کے ساتھ ملایا۔ (مصباح المنیر ص۳۱۷ مادۂ شفع)

وضاحت : کیونکہ گناہ گار لوگ بھی اپنے بعض مثبت کاموں میں مثلًا ایمان اور عمل صالح وغیرہ میں کیونکہ اولیاء خدا سے شباہت رکھتے ہوں گے تو ان اولیاء خدا کو اس بات کا حق دیا جائے گا کہ وہ ان گناہ گاروں کی بارگاہ الٰہی میں سفارش و شفاعت کریں ،البتہ یہ شفاعت کی امید دلانا گناہ پر ابھارنا نہیں ہے بلکہ ناامیدی کو لوگوں کے اندر سے ختم کرنا ہے۔

پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا:"مَنْ اَنْکَرَ ثَلاثَةَ اَشْیٰاءٍ فَلَیْسَ مِنْ شِیْعَتِنٰا،اَلْمِعْراجُ وَالمَسْألَةُفِی الْقَبْرِ،وَالشَّفٰاعَةِ"(امالی شیخ صدوق ص۱۷۷،بحار الانوار ج۸ ص۳۷)

یعنی تین چیزوں کا انکار کرتا ہے وہ ہمارے پیروکاروں میں سے نہیں ہے ،۱۔ معراج ،۲۔ قبر کے منکر و نکیر کے سوال، ۳۔شفاعت۔

علماء اہل سنت کا شفاعت کے بارے میں نظریہ

علامہ نووی (محی الدین، یحی بن شرف دمشقی شافعی متوفی تقریباً ۶۷۷ھ ق اپنی کتاب شرح صحیح مسلم میں قاضی عیاض کے نظریہ کو نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں اہل سنت کا شفاعت کے بارے میں یہ نظریہ ہے کہ شفاعت بر حق ہے عقلاًاور شرعاً بھی کیونکہ آیات قرآنی نے بھی اس بارے میں تصریح کی ہے اور مخبر صادق پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے بھی ہم تک خبر پہنچی ہے اور گذشتہ اور موجودہ علماء اہل سنت بھی

مسئلہ شفاعت کے بر حق ہونے کے بارے میں اتفاق نظر رکھتے ہیں صرف خوارج اور معتزلہ ہیں جو شفاعت کا انکار کرتے ہیں مگر قرآن خوارج اور معتزلہ کے نظریہ کو باطل قرار دے رہا ہے۔

شفاعت پانچ قسم کی ہے

۱۔ پیغمبر اکرم (ص) کے ساتھ مخصوص ہے مسلمین سے قیامت کی وحشت ختم کرنے اور جلدی ہونے کے بارے میں۔

۲۔ ایک گروہ کا بغیر حساب و کتاب کے بہشت میں داخل ہونا یہ بھی پیغمبر (ص) کے ساتھ مخصوص ہے۔

۳۔ دوزخ کے مستحق لوگوں کی شفاعت کرکے پیغمبر (ص) کا جس کو چاہنا بہشت بھجوا دینا۔

۴۔ دوزخ میں ڈالے جانے کے باوجود پیغمبر (ص) کی شفاعت پر لوگوں کو دوزخ سے نجات دینا پیغمبر (ص) کے فرمان کے مطابق ملائکہ اور مؤمنین کو بھی اس دن شفاعت کرنے کا حق دیا جائے گا۔

۵۔ بہشتیوں کے بلند درجات کے لئے بھی شفاعت ہوگی اور اس شفاعت کے تو معتزلہ لوگ بھی قائل ہیں (بحار الانوار ج۸ ص ٦٢)

قرآن میں شفاعت کا ذکر

قرآن مجید میں تقریباً ۳۰ مرتبہ شفاعت کا ذکر ہوا ہے مختلف تعبیرات کے ذریعے اور ہر جگہ شفاعت کے ذریعے ایک خاص پیغام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جن میں سے ہم چند آیات کو یہاں بطور نمونہ پیش کرتے ہیں۔

۱۔ (فَمَاتَنْفَعُهمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ) (سورۂ مدثر آیت ۴۸)

''یعنی شفاعت کرنے والوں کی شفاعت ان کے کسی کام نہیں آئے گی۔''

۲۔ وَاتَّقُوایَوْمًالاَ تَجْزِی نَفْس عَنْ نَفْسٍ شَیْئًاوَلاَیُقْبَلُ مِنْهاشَفَاعَة وَلاَیُؤْخَذُ مِنْهاعَدْل وَلاَهمْ یُنصَرُونَ) (سورۂ بقرہ آیت ۴۸، اسی طرح کا ذکر اسی سورہ کی آیت ۲۵۴ میں بھی ہوا ہے)

''یعنی اس دن سے ڈرو جس دن کسی کو کسی کے بدلے سزا نہیں دی جائیگی، اور نہ کسی سے کسی کی شفاعت قبول کی جائے گی اور نہ کسی سے کوئی عوض ہی قبول کیا جائے گا اور نہ کسی کی کوئی مدد ہی کی جائے گی۔''

۳۔(قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًالَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ)(سورۂ زمر آیت ۴۴.) ''یعنی کہہ دو کہ تمام شفاعت خدا کی طرف سے ہے کیونکہ آسمانوں اور زمین کی حکومت اسی کا حق ہے اور پھر تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤگے۔''

۴۔(مَالَكُمْ مِنْ دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلاَشَفِيع)(سورۂ سجدہ آیت ۴اسی طرح کا مفہوم سورۂ انعام کی آیت ۵۱اورآیت ۷۰ سے بھی معلوم ہوتا ہے)

''یعنی تم لوگوں کے لئے خدا کے علاوہ کوئی سرپرست اور شفاعت کرنے والا نہیں ہے۔''

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ شفاعت فقط خدا کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ خدا تمام مخلوقات کا مالک حقیقی ہے لہٰذا اس کی طرف سے عفو وبخشش اس کی شفاعت ہی کا سبب ہیں۔

۵۔(مَنْ ذَا الَّذِی یَشْفَعُ عِنْدَهُ اِلاَّ بِاِذْنِهِ)(سورۂ بقرہ آیت ۲۵۵)

''یعنی کون ہے جو اس کی بارگاہ میں اس کے اذن کے بغیر کسی کی شفاعت کرے؟''

۶۔(یَوْمَئِذٍ لاَتَنفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلاَّمَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمَانُ وَرَضِیَ لَہُ قَوْلاً)(سورۂ طہٰ آیت ۱۰۹.)
''یعنی اس دن کسی کی شفاعت نفع نہیں دے گی سوائے اس کے جسے خدا اذن دے اور اس کی گفتار سے راضی ہو۔''

۷۔(اَمَامِنْ شَفِیعٍ اِلاَّمِنْ بَعْدِ اِذْنِہِ)(سورۂ یونس آیت ۳اسی طرح کا ذکر سورۂ سباء کی آیت ۲۲ اور سورۂ نجم کی آیت میں ہوا ہے)''یعنی کوئی شفاعت نہیں کر سکتا مگر یہ کہ اس کے اذن سے۔

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ شفاعت کرنے میں اذن خدا کی ضرورت ہے جس کے بغیر کوئی کسی کی شفاعت نہیں کر سکتا، جس کو وہ اجازت دے اسی کی شفاعت قابل قبول ہے۔

۸۔(وَلاَیَمْلِکُ الَّذِینَ یَدْعُونَ مِنْ دُونِہِ الشَّفَاعَۃَ اِلاَّمَنْ شَھِدَبِالْحَقِّ وَھمْ یَعْلَمُونَ)(سورۂ زخرف آیت ۸۶)''یعنی جن غیر خدا کو وہ لوگ مانتے ہیں وہ شفاعت پر قادر نہیں ہیں مگر یہ کہ بر حق شفاعت کی جائے جب کہ وہ لوگ جانتے ہیں۔''

۹۔(وَلَا یَشْفَعُونَ اِلاَّلِمَنِ ارْتَضَیٰ)''یعنی وہ لوگ شفاعت نہیں کرتے ہیں مگر صرف اس کی شفاعت کرتے ہیں جس سے خدا راضی ہو۔''(سورۂ انبیاء آیت ۲۸،اسی طرح کا ذکر سورۂ مریم آیت ۸۷ اور سورۂ مؤمن آیت ۱۸ میں بھی آیا ہے)

یہ آیات اس بات کی حکایت کر رہی ہیں کہ اولاً شفاعت کرنے والا شفاعت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور ثانیاً جس کی شفاعت کی جائے خدا بھی اس سے راضی ہو تاکہ اس کے حق میں شفاعت کو قبول کرے۔

قرآن میں سب سے زیادہ اُمّید دلانے والی آیت

امام سجاد (ع) اپنے چچا محمد حنفیہّ اور وہ اپنے والد حضرت علی (ع) سے اور حضرت علی پیغمبر اسلام (ص) سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: ''میں قیامت کے دن ایک بلند مقام پر کھڑا ہو کر اس قدر لوگوں کی شفاعت کروں گا کہ خداوندعالم کی طرف سے آواز آئے گی "اَرَضِیتَ یا مُحَمَّدُ؟"اے محمد !کیا راضی ہو،تو میں کہوں گا،''رَضِیتُ رَضِیتُ ''ہاں راضی ہوا راضی ہوا۔

پھر حضرت علی (ع) نے کوفے کے لوگوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ تم لوگوں کا خیال ہے کہ قرآن میں سب سے زیادہ اُمّید دلانے والی آیت یہ ہے ؟ (قُلْ یَاعِبَادِیَ الَّذِینَ اَسْرَفُوا عَلَی اَنْفُسِهِمْ لاَتَقْنَطُوامِنْ رَحْمَةِ اللهِ اِنَّ اللهَ یَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِیعًا)(سورۂ زمر آیت ۵۳)

''یعنی کہہ دو کہ جو اپنے حق میں زیادہ روی کر چکا ہے،رحمت خدا سے مأیوس نہ ہونا،بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے تمام گناہوں کو معاف کر سکتا ہے،تو اہل کوفہ نے کہا ہاں؟ حضرت علی (ع) نے فرمایا: لیکن ہم اہل بیت کے نزدیک سب سے زیادہ اُمّید دلانے والی آیت یہ ہے۔ (وَلَسَوْفَ

يُعْطِيکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی) (سورۂ ضحیٰ آیت ۵) یعنی عنقریب تمہارا پروردگار تمہیں اس قدر عطا کرے گا کہ تم راضی ہو جاؤ، ذکر ہے اس کے بعد محمد حنفیّہ نے تین مرتبہ کہا "وَاللّٰهِ الشَّفٰاعَةُ" یعنی اللہ کی قسم اس رضایت پیغمبر (ص) سے مراد ان کا شفاعت کرنا ہے (بحار الانوار ج۸ ص۵۷، تفسیر ابوالفتوح رازی ج۱۲ آیت ۱۱۰)

امام جعفر صادق (ع) نے ارشاد فرمایا: "رِضٰا جَدّی اَنْ لایَبْقیٰ فِی النّٰارِ مُوَحِّد-" یعنی میرے جد کی رضایت سے مراد یہ ہے کہ کوئی بھی وحدانیت پرست دوزخ کی آگ میں باقی نہ رہے ۔ (تفسیر نور الثقلین ج۵ ص۵۹۵)

قرآن میں مقام محمود سے مراد شفاعت پیغمبر (ص) ہے

ہم قرآن میں پڑھتے ہیں کہ ایک مقام پر پیغمبر اکرم (ص) کو یوں خطاب ہوا: (وَمِنْ اللَّيْلِ فَتَهجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَکَ عَسَی اَنْ يَبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَحْمُودًا) (سورۂ اسراء آیت ۷۹)

''یعنی رات کے کچھ حصے میں اٹھ کر نماز و قرآن پڑھو البتہ یہ تمہارے لئے مستحب ہے نزدیک ہے کہ تمہارا رب تمہیں پسندیدہ مقام تک پہنچادے۔''

پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا: ''مقام محمود وہ ہے جہاں میں کھڑا ہو کر اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔ (تفسیر نور الثقلین ج۳ ص۲۰۸)

امام محمد باقر(ع) سے روایت ہے '' قیامت کے دن میدان محشر میں جب لوگ سخت آفتاب کی تپش میں کھڑے ہوں گے حضرت آدم (ع) جب ان کے درمیان آئیں گے تو لوگ حضرت ادم (ع) سے طلب شفاعت کریں گے وہ حضرت نوح(ع) کی طرف اشارہ کریں گے ،جب لوگ حضرت نوح(ع) کی طرف طلب شفاعت کے لئے بڑھیں گے تو وہ حضرت ابراہیم (ع) کی طرف اشارہ کریں گے،لوگ جب ان کی طرف بڑھیں گے تو وہ حضرت موسیٰ(ع) کی طرف اشارہ کریں گے،

جب لوگ ان کی طرف بڑھیں گے تو وہ حضرت عیسیٰ (ع) کی طرف اشارہ کریں گے،جب لوگ ان کی طرف بڑھیں گے تو وہ پیغمبر اسلام (ص) کی طرف اشارہ کریں گے پیغمبر (ص) لوگوں کو لے کر جنت کے دروازے پر پہنچیں گے اور دروازہ آپ کے لئے کھلے گا تو آپ سجدے میں گر جائیں گے خدا کی طرف سے آواز آئے گی "تَكَلَّمْ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ"یعنی بولو اور جو چاہئے سوال کرو خدا تمہیں عنایت کرے گا اور تمہاری شفاعت کو قبول کرے گا، پیغمبر (ص) سر سجدے سے اٹھائیں گے اور تمام کلمہ گویوں کی شفاعت فرمائیں گے۔

پھر امام محمد باقر(ع) فرماتے ہیں :"فَمَا اَحَد مِنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي جَمِيعِ الْاُمَمِ اَوْجَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ (ص)وَهوَ قَوْلُ اللهِ تَعَالىٰ(عَسَى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا) ''یعنی قیامت کے دن امت پیغمبر کی سی حالت کسی اُمّت کی نہیں ہوگی ،یہی معنی ہے اس قول خدا کے (عَسَى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا) (بحارالانوار ج۸ ص۴۸، تفسیر عیاشی ذیل آیت)

روایات میں ذکر شفاعت

شفاعت کے سلسلے میں سینکڑوں روایات کتب شیعہ و سنی میں تحریر ہیں جن میں سے ہم بعض کو مندرجہ ذیل عنوانات میں تحریر کرتے ہیں۔

ا۔ قیامت اصل مقام شفاعت ہے: اگر چہ بعض محققین کا کہنا ہے کہ شفاعت تینوں عالم میں ممکن ہے (مثلاً دنیا، برزخ، قیامت) تینوں جگہوں پر مگر اصل اور مہم اور عمومی شفاعت کا ٹھکانہ قیامت ہی ہے جیسا کہ سورۂ نساء کی آیت ٦٤ اور کچھ روایات سے تینوں جگہوں پر شفاعت کی تائید ہوتی ہے۔

علامہ طباطبائی اپنی تفسیر المیزان میں شفاعت کی شرعی اہمیت کی وضاحت کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ شفاعت کا آخری مقام قیامت کا دن ہے پھر لکھتے ہیں کہ عالم برزخ میں شفاعت نہیں ہے اور جو روایات موت کے وقت اور سوال منکر و نکیر کے وقت پیغمبر (ص) و ائمہؑ اطہار کے مؤمنین کی مدد کو آنے کا ذکر کرتی ہیں وہ شفاعت نہیں ہے وہ ایک خاص قسم کا تصرف اور حکومت پروردگار ہے۔ (تفسیر المیزان ج ١ ص ١٧٤ ذیل آیت ٤٨ سورۂ بقرہ)

جیسا کہ برزخ میں شفاعت کی نفی پر امام جعفر صادق (ع) کی یہ روایت دلالت کرتی ہے "وَلٰكِنِّي وَاللهِ اَتَخَوَّفُ عَلَيْكُمْ فِي البَرْزَخِ" (بحار الانوار ج ٦ ص ٢٦٧)

یعنی لیکن خدا کی قسم میں تمہارے لئے عالم برزخ کے بارے میں ڈرتا ہوں۔''

۲۔شفاعت عدالت الٰہیہ کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے:لوگ سوال کرتے ہیں کہ عدالت پروردگار اس بات کی متقاضی ہے کہ گناہ گار کو سزادی جائے مگر شفاعت اس شخص کی نجات کا سبب بنتی ہے لہٰذا یہ دونوں چیزیں کس طرح جمع ہو سکتی ہیں ؟جواب دیا جاتا ہے۔

اولاً: یہ بات تو ہم پہلے ہی ذکر کر چکے ہیں کہ شفاعت صرف ان گناہ گار افراد کے شامل حال ہو گی جو شفاعت کی اہلیت رکھتے ہوں گے۔

ثانیاً: شفاعت کا درجہ عدالت کے درجہ سے اوپر ہے کیونکہ خدا اپنے فضل و کرم واحسان کے سبب بعض لوگوں کو مشمول شفاعت قرار دے گا لہٰذا شفاعت کسی قسم کا امتیاز نہیں ہے تاکہ عدالت پروردگار کے ساتھ تضاد رکھے بلکہ شفاعت فضل و کرم پروردگار ہے۔

۳۔ موانع شفاعت: روایات کے اعتبار سے بعض چیزیں شفاعت میں مانع ہوتی ہیں۔

ا۔مسئلہ شفاعت پر یقین نہ رکھنا: جیسا کہ پیغمبر (ص) نے ارشاد فرمایا:"مَنْ لَمْ یُؤْمِنْ بِشَفٰاعَتِي فَلا اَنَا لَہُ اللّٰہُ شَفٰاعَتِي"(بحار الانوار ج۸ص ۳۴) یعنی جس کو میری طرف سے ہونے والی شفاعت پر یقین نہیں اس کو اللہ تعالیٰ میری شفاعت عطا نہیں کرے گا۔'' ۲۔اہل بیت پیغمبر اکرم (ص) کو اذیت وازار دینے والے افراد: جیسا کہ پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا:"وَاللّٰہِ لا تَشَفَّعْتُ فِیمَنْ آذیٰ ذُرِّیَّتِي"(بحار الانوار ج۸ص۳۷) یعنی خدا کی قسم جو لوگ میری اولاد کو اذیت پہنچائیں گے میں اس کی شفاعت نہیں کروں گا۔''

۴۔شرک و ظلم : جیسا کہ پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا: ''میری شفاعت شرک اور ظلم کرنے والوں کو حاصل نہیں ہو گی۔'' (خصال صدوق ج ۲ص۹)

۵۔احکامات الٰہی کو اہمیت نہ دینے والا: جیسا کہ اس مطلب کی طرف سورۂ اعراف کی آیت ۵۳ اشارہ کر رہی ہے۔

٦۔بُرے اور گمراہ ہمنشین کا انتخاب: جیسا کہ سورۂ شعراء کی آیت ۹۹وآیت ۱۰۰اور سورۂ مدثر کی آیت ۴۵وآیت ۴۷اس مطلب کو بیان کر رہی ہیں۔

۷۔قیامت کاانکار کرنا: جیسا کہ سورۂ مدثر کی آیت ۴٦اس مطلب پر دلالت کر رہی ہے۔

۸۔نماز کو اور غریبوں کی مدد کو چھوڑنا:

جیسا کہ سورۂ مدثر کی آیت ۴۳وآیت ۴۴اس مطلب کو بیان کر رہی ہیں۔

۹۔ظالم اور دین سے منحرف کرنے والے افراد (حاکم ہوں یا غیر حاکم):

جیسا کہ پیغمبر اکرم (ص) کا فرمان ہے ظالم اور دین سے لوگوں کو منحرف کرنے والے افراد میری شفاعت نہیں پاسکیں گے۔ (بحار الانوار ج ۷۵ص۳۳٦)

۱۰۔ نماز کو سبک و خفیف شمار کرنے والے :

جیسا کہ پیغمبر اکرم (ص) کا ارشاد ہے :"لاینالُ شَفٰاعَتِی مَنْ اِسْتَخَفَّ بِصَلاتِہِ "یعنی نماز کو سبک و خفیف شمار کرنے والوں کو میری شفاعت نہیں پہنچ سکے گی۔'' (بحارالانوار ج ۸۴ ص ۲۴۱)

۱۱۔اہل شک افراد: جیسا کہ پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا:"والشَّفٰاعَۃُ لاتَکُونُ لِاَہْلِ الشَّکِ وَالشِّرْکِ وَلالِاَھلِ الْکُفْرِ وَالْجُحُودِ-"(بحارالانوار ج۸ ص۵۸)

''یعنی میری شفاعت اہل شک (یعنی جو ایمان میں متزلزل ہیں) اور مشرکین و کفار اور انکار کرنے والوں کو حاصل نہیں ہو گی۔''

قیامت کے دن کون لوگ شفاعت کریں گے ؟

سب سے پہلے شفاعت کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: (وَلَا یَشْفَعُونَ اِلاَّلِمَنِ ارْتَضَیٰ) (سورۂ انبیاء آیت ۲۸) یعنی وہ لوگ کسی کی شفاعت نہیں کر سکتے مگر اس کے حق میں شفاعت قبول ہو گی جس سے خدا راضی ہو۔''

اس بات سے یہ بات واضح طور پر سمجھ میں آجاتی ہے کہ شفاعت کرنے والوں کی شفاعت بھی صرف ان لوگوں کے حق میں قابل قبول ہے جن سے خدا راضی ہو۔

قیامت کے دن شفاعت کرنے والے اور شفاعت کا سبب بننے والے مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔قرآن مجید: جیسا کہ پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا:"تَعَلَّمُواالْقُرآنَ فَاِنَّہُ شٰافِع یَوْمَ الْقِیٰامَۃِ-"(مسند احمد بن حنبل ج۵ص۵۱)''یعنی قرآن کی تعلیم حاصل کرو کیونکہ قرآن قیامت کے دن شفاعت کرنے والا ہے جیسا کہ حضرت علی (ع) نے بھی قرآن کے بارے میں فرمایا:"فَاِنَّہُ شٰافِع مُشَفَّع"(نہج البلاغہ خ۱۷۶)

''یعنی قرآن شفاعت کرنے والا ہے اور اس کی شفاعت قبول ہے۔''

۲۔صلۂ رحمی،امانت،محمد و آل محمد علیہم السلام : جیسا کہ پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا:"اَلشُّفَعٰاءُ خَمْسَۃ :اَلقُرْآنُ وَالرَّحِمُ،وَالاَمٰانَۃُوَنَبِیُّکُمْ،وَاَھلُ بَیْتِ نَبِیِّکُمْ-" (کنزل العمال ح۳۹۰۴۱)''یعنی شفاعت کرنے والے پانچ ہیں :قرآن ،صلۂ رحمی،امانت کی ادائیگی،اور تمہارے نبی (ص) اور ان کے گھر والے۔''

۳۔روزے: جیسا کہ پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا:"اَلصِّیٰامُ وَالْقُرآنُ یشَفَعانِ لِلْعَبْدِ یَوْمَ الْقِیٰامَۃِ-"(مسند احمد بن حنبل ج۲ص۱۷۴)''یعنی جو لوگ روزہ اور قرآن سے دنیا میں مانوس رہا کرتے ہیں یہ دونوں قیامت کے دن اس کی شفاعت کریں گے۔''

۴۔انبیاء ،علماء شہدا: جیسا کہ پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا:"ثَلاثَۃ یَشْفعُونَ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فَیُشَفَّعُونَ،اَلاَنْبِیٰاءُ ثُمَّ الْعُلَمٰاءُ ثُمَّ الشُّھداءُ-"(بحارالانوار ج۸ص۳۴)

''یعنی اللہ کی بارگاہ میں تین گروہ شفاعت کریں گے انبیاء پھر علماء اور پھر شہدائ۔''

۵۔توبہ: جیسا کہ حضرت علی(ع) نے ارشاد فرمایا:"لاشَفِیعَ اَنْجَحُ مِنَ التَّوْبَةِ-"یعنی اپنے گناہوں پر توبہ سے بڑھ کر کوئی شفاعت نہیں ہے۔'' (نہج البلاغہ ح۳۷۱.)

۶۔مؤمن: جیسا کہ امام محمد باقر(ع) ارشاد فرماتے ہیں:"اِنَّ المُؤْمِنَ لَیُشْفِعَ فِی مِثْلِ رَبِیْعَةٍ وَمُضَرٍ،وَاِنَّ المُؤْمِنَ لَیُشْفِعَ حَتّٰی لِخَادِمِہِ-"(بحارالانوارج۸ص۲۸)

''یعنی مؤمن بہت زیادہ اکثریت سے آبادی رکھنے والے قبائل مثلًا ربیعہ و مضر کی تعداد کے مطابق لوگوں کی شفاعت کرسکے گا حتی اپنے خادم کی بھی شفاعت کرسکے گا۔''

پیغمبر اکرم (ص) نے اس بارے میں ارشاد فرمایا:"وَاَقَلُّ المُؤْمِنِینَ شَفٰاعَةً مَنْ یَشْفَعُ ثَلاثِینَ اِنْسٰاناً-"(بحارالانوارج۸ص۵۸)''یعنی مؤمن کم از کم ۳۰افراد کی شفاعت کرے گا۔

۷۔پڑوسی اور دوست: جیسا کہ امام جعفر صادق (ع) نے ارشاد فرمایا:"اِنَّ لِجٰارَ یَشْفَعُ لِجٰارِہِ ،وَالْحَمِیمَ لِحَمِیمِہِ-"(بحارالانوار ج۸ص۴۲)''یعنی پڑوسی اپنے پڑوسی کی شفاعت کرے گا اور دوست اپنے دوست کی شفاعت کرے گا۔''

۸۔عمل اور صداقت: جیسا کہ حضرت علی(ع) نے فرمایا:"شٰافِعُ الْخَلْقِ العَمَلُ بِالْحَقِّ وَلزُومُ الصِّدْقِ-"(میزان الحکمہ ج۵ص۱۲۳)''یعنی حق پر عمل کرنا اور صداقت انسان کے لئے شفیع ہیں۔''

۹۔اچھااخلاق: جیسا کہ پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا:"اِنَّ اَقْرَبَکُمْ مِنّی غَداً وَاَوْجَلَکُمْ شَفٰاعَةً؛اَصْدَقُکُمْ لِسٰاناًوَاَدّاکُمْ لِلاَمٰانَة،وَاَحْسَنَکُمْ خُلْقاًوَاَقْرَبَکُمْ مِنَ النّٰاسِ -"

''یعنی قیامت کے دن تم میں سے میرے زیادہ نزدیک اور میری شفاعت پانے والا وہ ہوگا جو سچا ،امانت دار اور خوش اخلاق اور لوگوں سے زیادہ نزدیک ہوگا۔''

۱۰۔ولایت آل پیغمبر (ص): جیسا کہ پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا:"اَرْبَعَة اَنَالَهمْ شَفِیع یَوْمَ الْقِیٰامَةِ ،اَلْمُکَرِّمُ لِذُرِّیَّتِی،وَالْقٰاضِیُ لَهمْ حَوائِجَهمْ، وَالسّٰاعِی فِی اُمُورِهِمْ مٰاضْطُرُّ والَیْہِ،وَالْمُحِبُّ لَهمْ بِقَلْبِہِ وَلِسٰانِہِ عِنْدَ مَاضْطَرُّ وا -"(بحار الانوار ج۸ ص۴۹)

''یعنی میں قیامت کے دن چار قسم کے لوگوں کی شفاعت کروں گا،۱۔وہ جو میری خاطر میری ذریت کا احترام کرتے ہیں، ۲۔وہ جو ان کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں، ۳۔وہ جو مشکلات میں ان کے کام آتے ہیں، ۴۔وہ جو قلب وزبان سے سختیوں کے باوجود ان سے دوستی رکھتے ہیں۔

ایک عالم بیان کر رہے تھے کہ حاجب نامی شاعر نے کہا:

حاجب اگر محاسبۂ حشر علی کے ہاتھ میں ہے

تو میں ضامن ہوں جو مرضی ہو وہ گناہ کر

اسی رات خواب میں اس نے حضرت علی (ع) کو دیکھا جو ناراض تھے اور اس سے کہا کہ تو اس شعر کو یوں کہہ :

حاجب اگر محاسبۂ حشر علی کے ہاتھ میں ہے

تو شرم کر علی سے اور گناہ نہ کر

اصحاب رقیم کی داستان

اس داستان کی طرف سورۂ کہف کی آیت ۹ میں اشارہ ہوا ہے جس کی تفصیل محاسن برقی اپنی کتاب میں پیغمبر اکرم (ص) سے روایت نقل کرتے ہوئے یوں ذکر کرتے ہیں کہ تین عابد اپنے اپنے گھروں سے سیر و تفریح کی غرض سے نکلے جب سیر و تفریح کرتے ہوئے پہاڑ کے دامن میں ایک غار کے پاس پہنچے تو غار کے اندر جا کر عبادت میں مصروف ہو گئے اچانک شدید طوفان کے سبب ایک بڑا پتھر پہاڑ کے اوپر سے جدا ہو کر پھسلا اور اس غار پر آ گرا اب تو غار کا دہانہ بند ہو گیا اور غار میں اندھیرا چھا گیا اب جو عابدوں نے اپنے آپ کو اس تاریکی غار میں قید پایا تو سرانجام ان میں سے ایک نے کہا: اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے کسی خاص عمل کو خدا کی بارگاہ میں شفاعت کے طور پر پیش کرے تا کہ اس جگہ سے نجات پا سکیں باقی دونوں افراد نے بھی اس کی تجویز کو قبول کیا، اس طرح پہلے نے کہا: ''پروردگار تو جانتا ہے کہ میں فلاں موقع پر فلان خوبصورت عورت پر عاشق ہو گیا تھا جب وہ میرے قبضہ میں

آ گئی تھی اور میں گناہ پر اس وقت قدرت رکھتے ہوئے تیری نافرمانی اور معصیت سے باز رہا، لہٰذا تجھے میرے اس عمل نیک کا واسطہ اس پتھر کو غار کے دہانے سے ہٹا دے، پتھر تھوڑا سا ہٹا اس طرح سے کے غار میں روشنی آنے لگی۔

دوسرے نے دعا کی بار الٰہا تو جانتا ہے کہ میں نے فلاں موقع پر کچھ کاریگروں کو اجیر کیا تھا کہ کھیتی باڑی کے کام کے لئے ہر روز ۲ادرہم اجرت پر اور سب کے کام کے بعد میں نے ان کی اجرت دیدی اور پھر ان میں سے ایک کاریگر نے کہا کہ میں نے دو کاریگروں کے برابر کام کیا ہے لہٰذا میں ایک درہم سے کم نہیں لوں گا اور اس نے وہ آدھا درہم نہیں لیا اور چلا گیا میں نے اس کے اس آدھے درہم سے کھیتی کی مجھے اس سے کافی فائدہ حاصل ہوا یہاں تک کہ ایک دن وہ کاریگر آیا اور اس نے اپنے اس آدھے درہم کا مطالبہ کیا، اب جو میں نے حساب کیا تو پتہ چلا اس عرصہ میں میں نے اس کے اس آدھے درہم سے دس ہزار درہم کا منافع کمایا ہے لہٰذا میں نے سب اسے دیدیا اور اس کو راضی کیا اور کیونکہ یہ کام تیری خوشنودی کے لئے کیا تھا لہٰذا میرے اس نیک عمل کے سبب اس پتھر کو غار کے دہانے سے ہٹا دے، اب غار کا پتھر اور ہٹا اتنا کہ سورج کی روشنی پوری آرہی تھی مگر کوئی نکل نہیں سکتا تھا۔

تیسرے نے دعا کی پروردگار تو جانتا ہے کہ فلاں دن میرے ماں باپ سو رہے تھے میں ان کے لئے دودھ لے کر پہنچا تو یہ سوچ کر کہ کہیں میں یہ دودھ اسی طرح کھلا رکھ کر چلا جاؤں تو کہیں اس میں کوئی کیڑا مکوڑا نہ گر جائے دوسری طرف ان کو میں نے بیدار کرنا بھی مناسب نہیں

سمجھا لہٰذا میں نے اتنا؟ صبر کیا کہ وہ بیدار ہوئے اور اس دودھ کو پیا، لہٰذا تو کیونکہ جانتا ہے کہ یہ میرا صبر کرنا صرف تیری خوشنودی کے لئے تھا لہٰذا میرے اس عمل نیک کے سبب ہمیں اس پریشانی سے خلاصی عطا کر جیسے ہی اس کی دعا ختم ہوئی تو پتھر اتنا پیچھے ہٹا کہ وہ تینوں آرام سے غار سے باہر آ گئے اور نجات پا گئے اسی لئے پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا: "مَنْ صَدَّقَ اللهَ نَجَا" جو اللہ کے ساتھ سچا ہو جائے گا وہ نجات پا جائے گا۔

حضرت ابو طالب (ع) کی شفاعت

جب حضرت ابو طالب (ع) کا انتقال ہوا (بعثت کے دسویں سال) تو حضرت علی (ع) پریشان حال پیغمبر (ص) کے پاس آئے اور ان کو خبر دی تو پیغمبر (ص) کو بھی یہ سن کر دکھ ہوا اور آپ نے علی سے کہا جاؤ ان کے غسل و کفن کا سامان کرو اور جب میت کو آمادہ کرلو تو مجھے اطلاع دینا، حضرت علی نے ایسا ہی کیا جب جنازہ تیار ہوا تو آنخضرت (ص) حضرت ابو طالب کے جنازے کے کنارے آئے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے حضرت ابو طالب کو خطاب کر کے کہتے ہیں "آپ نے صلۂ رحمی کو پورا کیا اپنی نیک جزاء کو پہنچیں گے اور آپ نے یتیم کی پرورش کی اور اسے بڑا کیا اور اس کی مدد کی" پھر آنخضرت (ص) نے لوگوں کی طرف رخ کر کے کہا "لَاَشْفَعُنَّ لِعَمّیِ شَفٰاعَةً یُعْجِبُ بِها الثَّقَلَیْن "یعنی میں ضرور اپنے چچا کی شفاعت کروں گا کہ جس پر تمام جن وانس تعجب کریں گے۔

امام حسین (ع) نقل کرتے ہیں میرے بابا علی کوفہ کے مقام رحبہ میں ایک دفعہ بیٹھے ہوئے تھے اور اطراف میں لوگوں کا حلقہ تھا ایک شخص نے اٹھ کر کہا اے امیر المؤمنین آپ تو اس عظیم مقام پر ہیں مگر آپ کے والد اس وقت دوزخ کی آگ میں ہیں ؟ امیر المؤمنین (ع) نے اس کو جواب دیا: "فَضَّ اللّٰهُ فٰاكَ وَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّداً بِالْحَقِّ نَبِيّاً لَوْ شَفَّعَ اَبِي فِي كُلِّ مُذْنِبٍ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ لَشُفِّعَهُ اللّٰهُ "یعنی خدا تیرے منہ کو چاک کرے خدا کی قسم جس نے محمد (ص) کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر میرے باپ زمین کے تمام گناہگاروں کی بھی شفاعت کریں تو خدا ان کی شفاعت کو قبول کرے گا، پھر آپ نے فرمایا: ''یہ کیسے ممکن ہے کہ جس کا بیٹا جنت اور جہنم کو لوگوں میں تقسیم کرنے والا ہو اس کا باپ دوزخ کی آگ میں جائے پیغمبر اکرم (ص) کی قسم کہ ابو طالب کا نور قیامت کے دن تمام خلائق کو اپنے گھیرے میں لے لے گا سوائے نور محمد (ص) و فاطمہ و حسن و حسین اور دیگر ائمہ معصومین کے، یاد رکھو نور ابو طالب ہمارے ہی انوار سے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے خلقت آدم سے دو ہزار سال پہلے خلق کیا ہے (الغدیر ج ۷ ص۳۸۶)

پیغمبر اسلام (ص) کی عظیم شفاعت

امام جعفر صادق (ع) قیامت کے دن پیغمبر اکرم (ص) کی عظیم شفاعت اور اس کی اہمیت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں جب قیامت کے میدان میں گرم زمین پر سورج کی تپش میں لوگ اس حالت میں کھڑے ہوں گے کہ سر سے پیروں تک پسینے سے شرابور ہوں گے اور پھر سب

لوگ حضرت آدم (ع) کے پاس شفاعت کے لئے آئیں گے کہ اللہ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کریں تو حضرت آدم (ع) حضرت نوح (ع) کی طرف بھیجیں گے جب لوگ ان کے پاس جائیں گے تو وہ ان کو حضرت عیسیٰ (ع) کی طرف بھیجیں گے اور جب لوگ ان کے پاس جائیں گے تو وہ کہیں گے "فَعَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ" یعنی تم لوگ محمد (ص) کے حضور میں جاؤ اور ان سے شفاعت طلب کرو تو آنحضرت (ص) ان سب لوگوں کو جنت کے ''باب الرحمٰن'' کے دروازے پر لے جا کر سجدہ کریں گے اور اتنا طولانی سجدہ کریں گے کہ خداوند عالم ان سے کہے گا اے محمد! جس کی چاہو شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ (بحار الانوار ج٨ ص٣٥)

پیغمبر اکرم (ص) کا مختلف مقامات پر شفاعت کے لئے پہنچنا

ایک دن جناب فاطمہ زہرا (س) نے پیغمبر اکرم (ص) سے عرض کی بابا جان قیامت کے کٹھن دن میں آپ کہاں ملیں گے؟ پیغمبر (ص) نے فرمایا: اے فاطمہ! بہشت کے کنارے جہاں میں ''لواء حمد'' پرچم حمد اپنے ہاتھوں میں لے کر اپنی امت کی شفاعت کروں گا، فاطمہ (س) پوچھتی ہیں باباجان اگر آپ وہاں نہ ملے تو پھر کہاں آپ کی زیارت کروں گی؟ پیغمبر (ص) نے فرمایا: حوض کوثر کے کنارے مجھ سے ملوگی جہاں میں پروردگار سے عرض کروں گا اے میرے پروردگار میری امت کو حوض کوثر سے سیراب کر فاطمہ (س) نے پھر پوچھا باباجان اگر وہاں بھی آپ تک نہ پہنچ سکی تو کہاں آپ کی زیارت ہوگی پیغمبر (ص) نے فرمایا: پل صراط پر جہاں میں کھڑا ہو کر کہوں گا اے پروردگار میری امت کو یہاں سے سلامتی کے ساتھ گزار دے، فاطمہ (

س) نے عرض کی بابا جان اگر وہاں آپ تک نہ پہنچ سکوں تو کہاں آپ کو پاؤں گی ؟ پیغمبر (ص) نے فرمایا: دوزخ کے دہانے پر جہاں میں کھڑا ہو کر اپنی امت کو دوزخ میں گرنے سے بچارہاہوں گا، یہ سن کر حضرت فاطمہ زہرا (س) خوش ہوئیں۔ (امالی شیخ صدوق ص١٦٦)

حضرت فاطمۃالزہرا (س) کی وسیع شفاعت

امام محمد باقر(ع) سے روایت ہے کہ جب قیامت کے دن حضرت زہرا (س) اپنی تمام عظمت و جلال کے ساتھ بہشت کے دروازے پر پہنچیں گی تو وہاں رک کر پریشانی کے عالم میں اِدھر اُدھر دیکھیں گی خداوند عالم ان سے فرمائے گا اب کس چیز کی پریشانی ہے جب کہ میں نے تمہیں جنت میں جانے کا حکم دیا ہے؟ حضرت زہرا (س) عرض کریں گی، ''اے پروردگار آج میرا دل چارہا ہے کہ میری قدر و منزلت پہچانی جائے۔''

خدا حکم دے گا جاؤ جس کے بھی دل میں تمہاری اور تمہاری اولاد کی محبت ہے اس کو بھی بہشت میں لے جاؤ، امام محمد باقر(ع) نے فرمایا: خدا کی قسم اس دن حضرت زہرا (س) جس طرح پرندہ اچھے دانے کو خراب دانے سے چنتا ہے ہماری جدّہ ہمارے شیعوں کو چن کر روانہ بہشت کریں گی، اور جب وہ ہمارے شیعہ در بہشت پر پہنچیں گے تو اِدھر اُدھر گھبرائی ہوئی نگاہوں سے دیکھیں گے خدا ان سے پوچھے گا اب تمہیں کس بات کی پریشانی ہے جب کہ بنت رسول (ص) نے تم سب کی شفاعت کی ہے اور میں نے اس کی شفاعت کو قبول کر لیا ہے؟ تو وہ لوگ عرض کریں گے اے بارالٰہا آج ہم چاہتے ہیں کہ ہماری قدر و منزلت بھی لوگوں کو پتہ چلے، خداوند عالم

انھیں حکم دے گا اے میرے بندوں جاؤ جس جس نے بھی تمہاری فاطمۃالزہرا (س) کی دوستی کی بناپر تم سے دوستی کی اور تمہاری مدد کی اس کو بھی اپنے ساتھ بہشت میں لے جاؤ، خدا کی قسم اس طرح قیامت کے دن لوگوں میں سوائے کافروں اور منافقوں کے کوئی باقی نہیں رہے گا، کافر اور منافق لوگ اس دن پکار رہے ہوں گے کہ آج ہمارا کوئی دوست نہیں جو ہماری شفاعت کرسکے ہاں اگر ہمیں دنیا میں لوٹا دیا جائے تو ہم عمل صالح انجام دیں گے؟ تو ہرگز ان کو لوٹایا نہیں جائے گا وہ لوگ اسی طرح چیختے پکارتے ہوئے دوزخ میں جھونک دیئے جائیں گے۔ (بحار الانوار ج ۸ ص ۵۲، تفسیر فرات کوفی ص ۱۱۳.)

پُل صراط پر حضرت حمزہ (ع) کا شفاعت کرنا

رسول خدا (ص) نے فرمایا ''جب قیامت برپا ہوگی تو لوگوں کی ایک کثیر تعداد جو حضرت حمزہ (ع) کے دوستوں و محبوں کی ہوگی جن کے گناہ گار ہونے کے سبب پُل صراط سے گزر کر بہشت میں جانے سے ایک دیوار رکاوٹ بن رہی ہوگی لہٰذا وہ لوگ حضرت حمزہ (ع) کو مدد کے لئے پکاریں گے، حمزہ مجھ سے اور علی (ع) سے کہیں گے کہ آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ میرے مُحِبّین مجھ سے مدد طلب کر رہے ہیں میں علی (ع) سے کہوں گا کہ چچا حمزہ کی اس سلسلے میں مدد کرو تو علی (ع) چچا حمزہ (ع) کے سامنے وہی نیزہ لائیں گے جس سے حمزہ اپنے دشمنوں سے لڑا کرتے تھے اور ان سے کہیں گے اے چچا جان آپ یہ نیزہ لیجئے اور اس سے اپنے محبین کی مدد کیجئے حمزہ اس نیزہ کو لے کر دوزخ کی اس دیوار پر رکھیں گے جو ان کے محبین کے جنت میں جانے سے

مانع تھی تو وہ دیوار پانچ سو سال تک کے فاصلے کی مقدار میں دور چلی جائے گی پھر حمزہ اپنے محبین سے کہیں گے کہ اب تم لوگ عبور کر جاؤ وہ لوگ نہایت سکون و اطمینان اور سلامتی کے ساتھ پل صراط سے عبور کر جائیں گے اور نہایت خوشی و کامیابی کے ساتھ بہشت میں داخل ہوں گے ۔(بحار الانوار ج ۲۲، ص ۲۸۱ و ج ۸ ص ۶۸، تفسیر امام حسن عسکری (ع) ص ۱۷۶.)

حضرت عباس (ع) کی جانب سے شفاعت کا ہونا

روایت ہے جب قیامت برپا ہوگی پیغمبر اکرم (ص) حضرت علی (ع) سے فرمائیں گے اے علی ذرا زہرا (س) سے پوچھو میری امت کی شفاعت کے لئے کیا لائی ہو؟ جب حضرت علی (ع) پیغمبر (ص) کا یہ پیغام حضرت زہرا (س) کو پہنچائیں گے تو بی بی کہیں گی "یَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ كَفَانَا لِأَجْلِ هٰذَا الْمَقَامِ اَلْيَدَانِ الْمَقْطُوعَتَانِ مِنْ اِبْنِي الْعَبَّاسُ "یعنی اے امیر المؤمنین میرے بیٹے عباس کے یہ دو کٹے ہوئے بازو امت کی شفاعت کے لئے کافی ہیں ۔(معالی السبطین ج ۱ ص ۴۵۲)

حضرت علی (ع) بستر شہادت پر عباس کو بلا کر سینے سے لگا کر فرماتے ہیں ''وَلَدِی! وَسَتَقَرُّ عَيْنِي بِكَ فِي يَوْمِ الْقِيَامَةِ'' (معالی السبطین ج ۱ ص ۴۵۳) ''یعنی اے میرے بیٹا عنقریب قیامت کے روز میری آنکھیں تیرے وجود سے روشن ہو جائیں گی ۔''

حضرت فاطمہ معصومہ (س) کی وسیع شفاعت

امام جعفر صادق علیہ السلام حضرت معصومہ (س) کے مرقد مطہر کی سرزمین قم میں پیشن گوئی کرتے ہوئے فرماتے ہیں "تدخل بشفاعتها شيعتي الجنة باجمعهم"یعنی حضرت معصومہ کی شفاعت سے ہمارے تمام شیعہ بہشت میں داخل ہوں گے۔'' (بحار الانوار ج٦٠ ص٢٢٨)

اگرچہ امام معصوم کی یہ حدیث ہی فضیلت حضرت معصومہ اور ان کی شفاعت کے بیان کو واضح کررہی ہے مگر ہم پھر بھی اس مطلب کی مزید وضاحت کے لئے ایک داستان نقل کرتے ہیں۔

مرحوم آیت اللہ شیخ باقر ناصری دولت آبادی اصفہانی نے نقل کیا کہ ہم لوگ ۱۲۹۵ھ ق قم کے اطراف میں رہتے تھے ہمارے علاقے میں بارشیں نہ ہونے کے سبب خشک سالی اور قحطی نے لوگوں کو پریشان کردیا تھا میں نے لوگوں کے درمیان سے چالیس متدین افراد کو انتخاب کیا اور قم آکر حرم حضرت معصومہ میں راز و نیاز میں مشغول ہوگئے تیسرے دن میں نے مرحوم آیت اللہ میرزا قمی متوفی ۱۲۳۱ ھ جن کی قبر قم کے قبرستان شیخان میں ہے ان کو عالم خواب میں دیکھا،انھوں نے آکر مجھ سے پوچھا آپ لوگ یہاں کس لئے آئے ہیں ہم نے عرض کیا ہمارے

علاقے کو خشک سالی و قحطی نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے بارش نہ ہونے کے سبب لہٰذا بی بی معصومہ سے توسّل کے لئے آئیں ہیں ،تو میرزاقمی کہتے ہیں کہ یہ تو کوئی بڑاکام نہیں ہے اس طرح کے کام تو ہم جیسوں سے بھی ممکن ہیں لہٰذااس طرح کے کاموں کے لئے ہم سے رجوع کر لیا کرو ہاں جب تمام کائنات کے لوگوں کی شفاعت طلب کرنی ہو تو شفیعۂ روز جزا حضرت فاطمہ معصومہ سے توسل کرکے اپنی خواہش کو پورا کروانا۔ (کریمۂ اہل بیت ص۵۸)

جیساکہ امام رضا (ع) نے ہمیں اس بات کی تعلیم دی کہ فاطمہ معصومہ کی زیارت اس طرح سے پڑھیں "یافاطِمَۃُ اِشْفَعِیْ لِیْ فِی الْجَنَّۃِ فَاِنَّ لکِ عِنْدِ اللهِ شَأْنًامِنَ الشَّأْنِ"یعنی اے فاطمہ معصومہ آپ خدا کی بار گامیں میرے بہشت میں جانے کے لئے میری شفاعت فرمائیں کیونکہ آپ کاخدا کی بارگاہ میں بلند مقام ہے۔ (بحارالانوار ج ۱۰۲،ص۲۶۷)

حضرت علی علیہ السلام نے ایمان کی اقسام کی شناخت کے متعلق ارشادفرمایا:

جب آپ سے ایمان کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے یوں جواب دیا: ایمان چار ستونوں پر قائم ہے ، ا۔صبر ،۲۔یقین، ۳۔عدل، ۴۔جہاد

ا۔صبرکے چار شعبے ہیں: ا۔اشتیاق پر صبر ،۲۔خوف پر صبر ،۳۔پرہیز گاری پر صبر ،۴۔انتظار پر صبر۔

کیوں کہ جو جنت کا مشتاق ہوگا وہ خواہشو ں کو بھلادے گا اور جو دوزخ سے ڈرتا ہوگا وہ محرمات سے کنارہ کشی اختیار کرے گا اور جو دنیا سے بے اعتنائی اختیار کرے گا وہ مصیبتوں کو آسان سمجھے گا اور جسے موت کا انتظار ہوگا وہ نیک کاموں میں جلدی کرے گا

۲۔یقین کے بھی چار شعبے ہیں : ا۔روشن نگاہ۲۔حقیقت طلبی۳۔عبرت اندوزی۴۔گذشتہ لوگوں کے طورطریقے۔کیوں کہ جو بھی دانش و آگاہی حاصل کرے گا اس کے سامنے علم و عمل کی راہیں واضح ہو جائیں گی اور جس کے لئے علم و عمل کی راہیں آشکار ہوگئیں وہ عبرتوں سے آشنا ہوجائے گا اور جو عبرتوں سے آشنا ہوا وہ ایسا ہے جیسے وہ پہلے لوگوں میں موجود رہا ہو۔

۳۔عدل کے بھی چار شعبے ہیں : ا۔تہوں تک پہنچنے والی فکر۲۔ عملی گہرائی۳۔فیصلہ کی خوبی ۴۔ عقل کی پائداری۔کیوں جو غوروفکر کرتا ہے وہ علم کی گہرائیوں سے آشنا ہوتا ہے اور جو علم کی گہرائیوں میں اُترتا ہے وہ فیصلہ کے سرچشموں سے سیراب ہو کر پلٹتا ہے اورجو حلم و بُرد باری اختیار کرتاہے وہ اپنے معاملات میں کوئی کمی نہیں کرتا اور لوگوں میں نیک نام رہکر زندگی بسر کرتا ہے۔

قیامت کانواں مرحلہ : بہشتی دروازے کا ہے

قیامت کے دس مراحل میں سے ایک مرحلہ بہشتی دروازوں کا بھی ہے کیونکہ ممکن ہے کوئی بہشتی دروازوں تک تو پہنچ جائے مگران کو اپنے اوپر بند پائے یا کافی مدت کے بعد اس کے لئے وہ دروازے کھولے جائیں اس مسافر کی مانند جو کافی زحمتوں سے کسی شہر پہنچے مگراس شہر کے دروازے کو بند پائے اور دربان اس پر دروازہ نہ کھولیں، جیسا کہ قرآن میں ہے کہ منافقین کو میدان محشر میں مؤمنین سے جدا کر دیا جائے اور وہ اپنے آپ کو ایک بہت بڑی دیوار کے پیچھے پائیں گے اس دیوار میں ایک دروازہ ہوگا جو بند ہوگا اس دیوار کی دوسری طرف فضل و رحمت پروردگار ہوگی اور بہشتی باغات ہوں گے جن میں مؤمنین رہ رہے ہوں گے لیکن منافقین اس طرف عذاب میں مبتلا ہوں گے اور فریادیں کر رہے ہوں گے کہ ہمیں بھی آنے دو، دروازہ کھولو، کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہیں تھے؟ بہشتی لوگ جواب دیں گے ۔(بَلٰی وَلَـٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَاءَاَمْرُ اللهِ وَغَرَّكُمْ بِاللهِ الْغَرُوْرُ) (سورۂ حدید آیت ۱۴) ''یعنی ہاں لیکن تم لوگوں نے اپنے آپ کو ہلاک کیا کیونکہ تم لوگ پیغمبر (ص) کے مرنے کے انتظار میں رہتے تھے اور ہر چیز میں شک کرتے تھے اور تمہیں تمہاری لمبی لمبی آرزوئں نے تمہیں ہلاک کر دیا یہاں تک کہ حکم خدا آن پہنچا اور شیطان نے تمہیں خدا کے مقابلے میں دھوکہ دیا۔

روایت میں یہ بھی ذکر ہے کہ ایک دفعہ پیغمبر اکرم (ص) نے نماز جماعت کے بعد پیچھے رخ کر کے مسلمانوں سے خطاب کیا اور فرمایا: کیا طائفہً بنی نجار کا یہاں کوئی فرد ہے؟ کیونکہ بنی نجار کا ایک فرد جو شہید ہو چکا ہے صرف ایک یہودی کے تین درہم مقروض ہونے کے سبب برزخی بہشت کے دروازے کے پیچھے کھڑا ہے جب تک تین درہم حقّ النّاس کے اس کی طرف سے نہ دیئے جائیں وہ اسی طرح قید رہئے گا اور در بہشت اس کے لئے نہیں کھلے گا۔ (بحار الانوار ۷)

قرآن میں بہشتی دروازے

قرآن مجید میں تین مقامات پر بہشتی دروازوں کا ذکر ہوا ہے۔

۱۔ (وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ * سَلَام عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ) (سورۂ رعد آیت ۲۳۔۲۴) ترجمہ: فرشتے ہر دروازے سے ان پر وارد ہوں گے، اور سلام کرکے ان سے کہیں گے تمہارے صبر و استقامت کے نتیجہ میں تمہارے لئے آخرت کا کتنا اچھا مقام ہے

۲۔ (حَتّیٰ اِذَا جَاؤها وَفُتِحَتْ اَبْوَابُها وَقَالَ لَهمْ خَزَنَتُها سَلاَم عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوها خَالِدِينَ) ترجمہ: ''یعنی جب وہ بہشت کے پاس پہنچ جائیں گے تو بہشتی دروازے ان کے لئے کھول دیئے جائیں گے اور بہشتی نگہبان ان سے کہیں گے سلام ہو تم پر، تمہیں یہ نعمتیں مبارک ہوں بہشت میں داخل ہو جاؤ اور اس میں ہمیشہ رہو۔'' (سورۂ زمر آیت ۷۳)

۳۔ (جَنَّاتِ عَدْنٍ مُفَتَّحَةً لَهُمُ الْاَبْوَابُ) (سورۂ ص آیت ۵۰)

''یعنی بہشت جاودانی کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے گئے ہیں۔''

نتیجہ :مذکورہ آیات سے چند مطلب واضح ہو جاتے ہیں،۱۔ بہشتی فرشتے مؤمنین کے لئے بہشت کے دروازے کھولنے کے لئے منتظر ہیں، ۲۔ تمام بہشتی دروازے مؤمنین کے لئے کھول دیئے جائیں گے ، ۳۔ صبر و استقامت بہت اہمیت والے کام ہیں بہشتیوں کے لئے ، ۴۔ بہشتی فرشتے سلام کرکے مؤمنین کا بہشت میں استقبال کریں گے۔

بہشتی لوگوں کا استقبال

جیسا کہ مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ فرشتے در بہشت پر مؤمنین کا استقبال کریں گے اور سلام کے بعد انھیں بہشت کی اعلیٰ نعمات کی خوشخبری سنائیں گے۔

حضرت علی (ع) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''بہشتی لوگ جب بہشت کے دروازے پر پہنچیں گے تو دیکھیں گے اس کے کنارے ایک درخت ہے جس کے نیچے سے دو چشمے جاری ہیں بہشتی لوگ ان چشموں میں سے کسی ایک میں غسل کریں گے جس سے ان کے بدن کے ظاہری تمام عیوب ختم ہو جائیں گے اور ان کا بدن نورانی ہو جائے گا پھر وہ دوسرے چشمہ سے پانی پئیں گے جس سے ان کے اندر کی تمام صفات رذیلہ ختم ہو جائیں گی پھر فرشتے ان کا استقبال کرتے ہوئے بہشت کی طرف لے جائیں گے بہشت میں داخل ہوتے ہی بہشتی حوریں ان کے استقبال کو آئیں گی جس طرح مسافر اپنے وطن کو لوٹتا ہے اس طرح سے اس کا استقبال ہوگا اور پھر وہ

حور وملک کے جھرمٹ میں اپنے بہشتی گھر میں داخل ہوگا جہاں اس کی سہولت و آسایش کی ہر چیز موجود ہوگی۔ (لئالی الاخبار ج۴ ص۲۸۹،اسی طرح کی روایت بحار ج۸ ص۱۵۸ میں پیغمبر (ص) سے نقل ہوئی ہے)

پیغمبر اکرم (ص) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:"اِنَّ حَلْقَةَ بٰابِ الْجَنَّةِ مِنْ یٰاقُوتِہِ حَمْرٰاءٍ عَلٰی صَفٰائِحِ الذَّھبِ فَاذٰادَقَّتِ الحَلْقَةُ عَلَی الصَّفْحَةِ طَنَّتْ وَقٰالَتْ یٰا عَلیُّ ۔"یعنی بہشتی دروازے کا کنڈا سرخ یاقوت کا ہوگا جس کے اطراف میں سونا لگا ہوگا تو اس کنڈے کو کھٹ کھٹانے سے اس سے ایک آواز سنائی دے گی گویا دروازہ کہہ رہا ہو گا یاعلی یاعلی ۔'' (بحار الانوار ج۸ ص۱۲۲،امالی شیخ صدوق ص۲۵۱)

بہشت کے آٹھ دروازے

جو روایات پیغمبر اسلام (ص) اور ائمہ اطہار علیہم السلام سے ہم تک پہنچی ہیں ان میں اس بات کا تصریحاً ذکر ہوا ہے کہ "اِنَّ لِلْجَنَّةِ ثَمٰانِیَةَ اَبْوابٍ"یعنی بہشت کے آٹھ دروازے ہیں۔'' (بحار الانوار ج۷ ۱۲۱)

اور قرآن میں دوزخ کے دروازوں کے بارے میں ارشاد ہوا(لَہَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ....) (سورۂ حجر آیت ۴۴) ''یعنی دوزخ کے سات دروازے ہیں۔''

پیغمبر اکرم (ص) کا ارشاد گرامی ہے: "اِذٰا کٰانَ یَوْمُ الْقِیٰامَةِ اَمَرَ اللّٰہُ مٰالِکاً اَنْ یُسَعِّرَ النّیْرٰانَ السَّبْعِ ،وَاَمَرَ رِضْواٰناً اَنْ یُزَخْرِفَ الْجَنَّةَ الثَّمٰانِ..." (بحار الانوار ج ۷ ۲ ص ۱۱۰، کنز جامع الفوائد ص ۲۷٦) ''یعنی جب قیامت برپا ہوگی تو اللہ تعالیٰ داروغہ جہنم سے کہے گا کہ دوزخ کو روشن کردو اور پھر رضوان جنت سے کہے گا کہ بہشت کے آٹھوں طبقات کو سجاؤ میکائیل کو حکم دے گا کہ دوزخ کے اوپر پل صراط کو بناؤ، جبرائیل کو حکم دے گا میزان عدالت کو عرش تلے نصب کرو، مجھے حکم دے گا کہ اپنی امت کو ذرا حساب وکتاب کے لئے نزدیک کرو، تو جو لوگ علی اور آل علی علیہم السلام سے محبت رکھتے ہوئے ان کے نقش قدم پر چلتے رہے ہیں وہ بجلی کی مانند پل صراط سے گزر جائیں گے اور جو ایسے نہیں ہوں گے وہ دوزخ میں گرادیئے جائیں گے چاہے ستر صدیق کے برابر ہی ان کے عمل کیوں نہ ہوں۔

آیات وروایات میں بہشتوں کے آٹھ نام یوں ملتے ہیں

۱۔جنت خلد: جیسا کہ سورۂ فرقان کی آیت ۱۵ میں اس کا ذکر ہے،

۲۔جنت عدن: جیسا کہ سورۂ کہف کی آیت ۳۱ میں اس کا ذکر ہے،

۳۔جنت نعیم: جیسا کہ سورۂ واقعہ کی آیت ۱۲ میں بھی اس کا ذکر ہے،

۴۔جنت المأویٰ: جیسا کہ اس کا ذکر سورۂ سجدہ کی آیت ۱۹ میں موجود ہے،

۵۔جنت الفردوس: جیسا کہ سورۂ کہف کی آیت ۷ ۱۰ میں اس کا ذکر موجود ہے،

٦۔جنت عالیہ : جیسا کہ اس کا ذکر سورۂ حاقہ کی آیت ٢٢اور سورۂ غاشیہ کی آیت ١٠میں ہوا ہے،
٧۔٨۔ جنتان : جس کا ذکر سورۂ رحمٰن کی آیت ٤٦ میں موجود ہے۔

امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا:"لاتَقُولُوا واحِدَةاِنَّ اللّٰهَ یَقُولُ:وَمِنْ دُونِهِما جَنَّتانِ، وَلاتَقُولَنَّ دَرَجَة وَاحِدَة ،اِنَّ اللّٰهَ یَقُولُ دَرَجات بَعْضُها فَوْقَ بَعْضٍ اِنَّما تَفاضُلُ الْقَوْمُ بِالاَعْمالِ ۔"(تفسیر مجمع البیان ج٩۔١٠ص٢١٠)یعنی یہ نہ کہو کہ ایک ہی درجہ ہے کیونکہ خدا وندعالم نے بعض درجات کو بعض کے اوپر قرار دیا ہے اور یہ فرق لوگوں کے اعمال کے لحاظ سے ہوگا، جیسا کہ امام سجاد (ع) نے اپنے چچاکے بارے میں ارشاد فرمایا:"وَاِنَّ لِلْعَبّاسِ عِنْدَاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَنْزِلَةً یَغْبِطُهُ بِها جَمِیعُ الشُّهداءِ یَوْمَ الْقِیامَةِ۔"(بحارالانوار ج٤٤ص٢٩٨،امالی شیخ صدوق ج٧ص١٠)''یعنی میرے چچا عبّاس کا خدا کے نزدیک ایسا مقام ہے جس کو دیکھ کر قیامت کے دن تمام شہداء رشک کریں گے۔''

قرآن میں بہشت حاصل کرنے کے اسباب

قرآن مجید میں بہشت کو حاصل کرنے کے کچھ اسباب ذکر کئے گئے ہیں جن پر عمل کرنے کی صورت میں خدا کی طرف سے بہشت دیئے جانے کا وعدہ کیا گیا ہے اور وہ اسباب مندرجہ ذیل ہیں :

١۔ایمان اور عمل صالح: وَالَّذینَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحاتِ أُولئِكَ أَصْحابُ الْجَنَّةِ هُمْ فیهاخالِدُونَ(٨٢) اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح بجالائے ایسے ہی لوگ اہل بہشت ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ (سورۂ بقرہ آیت ٨٢)

۲۔ تقویٰ و پرہیزگاری: تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبادِنا مَنْ كانَ تَقِيًّا(٦٣) یہی وہ بہشت ہے جس کا وارث ہم نے اپنے متقی بندوں کو قرار دیا ہے۔ (سورۂ مریم آیت ۶۳)

۳۔ دوسروں کے ساتھ نیکی کرنا: فَأَثابَهُمُ اللَّهُ بِماقالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَاالْأَنْهارُ خالِدِينَ فيها وَذلِكَ جَزاءُالْمُحْسِنِينَ(٨٥) لہٰذا اللہ نے انکی اس بات کی جزا میں انہیں باغات دیئے جنکے نیچے نہریں جاری ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اور یہی نیک لوگوں کی جزاء ہے۔
(سورۂ مائدہ آیت ۸۵)

مزید رجوع کریں: (، سورۂ زمر آیت ۳۴، سورۂ مرسلات آیت ۴۴)

۴۔ جہاد و شہادت: الَّذينَ آمَنُوا وَهاجَرُوا وَجاهَدُوا في سَبيلِ اللَّهِ بِأَمْوالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ وَأُولئِكَ هُمُ الْفائِزُونَ(٢٠) جو لوگ ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کیا اللہ کے نزدیک اُن کا بہت بڑا مرتبہ ہے اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ (سورہ توبہ ۲۰)

۵۔ خواہشات نفسانی سے دوری اختیار کرنا: وَأَمَّامَنْ خَافَ مَقامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ(٤٠) اور جو اپنے پروردگار کا خوف رکھتا ہوگا اور اپنے نفس کو خواہشات سے بچانے والا ہوگا۔ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ(٤١) تو بیشک بہشت ایسے کا ٹھکانہ ہوگی۔ (سورۂ نازعات آیت ۴۰ و ۴۱)

۶۔ ایمان میں پیش قدمی کرنا: وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ(١٠) اور سبقت لینے والوں کا کیا کہنا وہ سبقت ہی لینے والے تھے۔
أُولئِكَ الْمُقَرَّبُونَ(١١) ایسے ہی لوگ اللہ کے مقرّب ہوتے ہیں۔ (سورۂ واقعہ آیت ۱۰)

۷۔ ہجرت فی سبیل اللہ و جہاد: وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهاجِرِينَ وَالْأَنْصارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهارُ خالِدِينَ فيها أَبَداً ذلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ(١٠٠) اور مہاجرین و انصار میں سے پہل کرنے والوں اور سبقت لینے والوں اور جن لوگوں نے نیکی میں ان کی پیروی کی ان سب سے اللہ راضی ہوا اور وہ سب بھی اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ نے انکے لئے وہ باغات مہیّا کئے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ اُنمیں ہمیشہ کے لئے رہنے والے ہیں یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ (سورۂ توبہ آیت ۱۰۰)

۸۔ سختیوں کے مقابلے میں صبر و تحمل کرنا: وَجَزاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيراً(١٢) اور اُنکے صبر کی جزا بہشت اور اُسکے ریشمی لباس ہیں۔ (سورۂ دہر آیت ۱۲)

مزید رجوع کریں: (سورۂ رعد آیت ۲۱ سے ۲۴ تک، سورۂ فرقان آیت ۷۵)

۹۔ ایمان پر ثابت قدم رہنا : إِنَّ الَّذِينَ قالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقامُوا فَلا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلا هُمْ يَحْزَنُونَ(١٣) بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا پروردگار ہے پھر اسپر ثابت قدم رہے تو اُن پر نہ خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ خاطر ہوں گے۔ أُولئِكَ أَصْحابُ الْجَنَّةِ خالِدِينَ فِيهَا جَزاءً بِمَا كانُوا يَعْمَلُونَ(١٤) ایسے ہی لوگ اہلِ بہشت ہیں جہاں وہ ہمیشہ کے لئے رہنے والے ہیں یہ اُنکے اُن اعمال کی جزا ہوگی جو وہ انجام دیتے تھے۔ (سورۂ احقاف آیت ۱۳و۱۴)

۱۰۔ خدا و رسول (ص) کی اطاعت: تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهارُ خالِدِينَ فيها وَذلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ(١٣) یہ حدودِ اِلٰہی ہیں اور جو اطاعت کرے گا اللہ و رسول کی اللہ اسے اُن بہشتی باغات میں داخل کرے گا جن

کے نیچے نہریں جاری ہیں جن میں وہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔
(سورۂ نساء آیت ۱۳)

۱۱۔اخلاص : وَمَاتُجْزَوْنَ إِلاَّمَاكُنْتُمْ تَعْمَلُونَ(۳۹)اور تم لوگوں کو صرف تمہارے اعمال کی سزاء دی جائے گی۔
إِلاَّعِبادَاللَّهِ الْمُخْلَصينَ(٤٠) سوائے اللہ کے خالص بندوں کے۔
أُولئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَعْلُومٌ(٤١) جنکے لئے معین رزق ہے۔
فَواكِهُ وَهُمْ مُكْرَمُونَ(٤٢) میوے ہیں اور وہ محترم ہوں گے۔
في جَنَّاتِ النَّعيمِ (٤٣) نعمتوں والی جنت میں۔ (سورۂ صافات آیت ۳۹ سے ۴۳)

۱۲۔صداقت: ياأَهْلَ الْكِتابِ قَدْ جاءَكُمْ رَسُولُنايُبَيِّنُ لَكُمْ عَلى فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ أَنْ تَقُولُواماجاءَنامِنْ بَشيرٍوَلانَذيرٍ فَقَدْ جاءَكُمْ بَشيرٌوَنَذيرٌوَاللَّهُ عَلى كُلِّ شَيْءٍ قَديرٌ(١٩) اے اہل کتاب بیشک تمہارے پاس ہمارے بیان کرنے والے رسول فاصلے سے آتے رہئے تاکہ تم لوگ یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا لہٰذا بیشک تم لوگوں کے پاس بشارت دینے والا اور ڈرانے والا آچکا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (سورۂ مائدہ آیت ۱۹)

۱۳۔تزکیہ نفس: وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِناًقَدْعَمِلَ الصَّالِحاتِ فَأُولئِكَ لَهُمُ الدَّرَجاتُ الْعُلى(٧٥) اور جو اللہ پر ایمان لایا اور عمل صالح بجالایا ایسوں کے لئے بلند ترین درجات ہیں۔

جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَاالْأَنْهارُخَالِدِينَ فيهاوَذلِكَ جَزاءُ مَنْ تَزَكَّى (٧٦)ابدی بہشت ہے جس کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور یہی پاکیزہ کردار لوگوں کی جزا ہے۔ (سورۂ طٰہٰ آیت ٧٦،٧٥)

١٤۔انفاق اور استغفار : وَسارِعُوا إِلى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّماواتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ(١٣٣)اور تم لوگ سبقت کرو اپنے پروردگار کی مغفرت اور جنّت کی طرف جس کی وسعت آسمانوں وزمینوں کے برابر ہے جسے مہیّا کیا گیا ہے پرہیزگار لوگوں کیلئے۔

الَّذينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكاظِمينَ الْغَيْظَ وَالْعافينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنينَ(١٣٤)جو لوگ انفاق کرتے ہیں آسایش و سختی ہر حال میں اور پی جاتے ہیں غصہ کو اور درگزر سے کام لیتے ہیں لوگوں سے اور اللہ دوست رکھتا ہے نیکوکاروں کو وَالَّذينَ إِذافَعَلُوافاحِشَةً أَوْظَلَمُواأَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوااللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوالِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُالذُّنُوبَ إِلاَّ اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّواعَلى مافَعَلُواوَهُمْ يَعْلَمُونَ(١٣٥)اور ان لوگوں سے جب کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے یا اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو وہ اللہ کو یاد کرکے اپنے گناہوں پر استغفار کرتے ہیں اور کون گناہوں کو معاف کرنے والا ہے سوائے اللہ کے اور وہ لوگ اپنے کئے پر اصرار نہیں کرتے ہیں جان بوجھتے ہوئے۔

أُولئِكَ جَزاؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهارُخالِدِينَ فيها وَنِعْمَ أَجْرُالْعامِلِينَ(١٣٦)یہی وہ لوگ ہیں جن کی جزاء مغفرت اور جنّت ہے انکے پروردگار کی طرف سے جس کے نیچے نہریں جاری ہیں جہاں وہ ہمیشہ کے لئے رہنے والے ہیں جو عمل کرنے والوں کی بہترین جزاء ہے۔ (سورہ آل عمران آیت ١٣٣ سے آیت ١٣٦ تک)

۱۵۔خوف خدا: وَلِمَنْ خافَ مَقامَ رَبِّهِ جَنَّتانِ(٤٦) اور جو اپنے پروردگار کے مقام سے ڈرتا ہے اُسکے لئے دو باغات ہیں۔ (سورۂ رحمٰن آیت ۴۶)

۱۶۔ تولیٰ و تبرّیٰ: لاتَجِدُقَوْماًيُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِيُوادُّونَ مَنْ حَادَّاللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْكانُوا آباءَهُمْ أَوْأَبْناءَهُمْ أَوْإِخْوانَهُمْ أَوْعَشيرَتَهُمْ أُولئِكَ كَتَبَ في قُلُوبِهِمُ الْإيمانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ وَ يُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْري مِنْ تَحْتِهَاالْأَنْهارُخالِدينَ فِيهارَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُواعَنْهُ أُولئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلاإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ(٢٢) تم ایسی قوم کو نہیں پاؤگے جو اللہ اور روزِ جزاء پر ایمان رکھتے ہوئے اللہ و رسول کے دشمنوں سے بھی دوستی رکھتی ہو چاہے وہ (اللہ و رسول سے دشمنی رکھنے والے) اُن کے باپ دادا، اولاد، بھائی یا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں ایسے ہی لوگوں کے قلوب میں اللہ نے ایمان قرار دیا گیا ہے اور اللہ نے اپنی طرف سے اُنکی خاص طریقہ سے تائید کی ہے اور اُنہیں ایسے بہشتی باغات میں داخل کرے گا جنکے نیچے نہریں جاری ہیں یہی لوگ اللہ کا گروہ ہیں آگاہ رہو کہ بیشک اللہ ہی کا گروہ فلاح پانے والا ہے۔ (سورۂ مجادلہ آیت ۲۲)

۱۷۔ نماز کو اہمیت دینا: إِلاَّالْمُصَلِّينَ(٢٢) سوائے نمازی لوگوں کے۔
الَّذينَ هُمْ عَلىٰ صَلاتِهِمْ دائِمُونَ(٢٣) جو اپنی نمازوں کی پابندی کرنے والے ہیں۔
(سورۂ معارج آیت ۲۲، ۲۳)

۱۸۔ فقراء کی مدد کرنا : وَالَّذينَ في أَمْوالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ (٢٤) اور جو اپنے مال سے (دوسروں کے) حقوق ادا کرتے ہیں۔ (سورۂ معارج آیت ۲۴)

۱۹۔ قیامت پر یقین رکھنا: وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ(٢٦) اور جو روزِ قیامت کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ (سورۂ معارج آیت ۲۶)

۲۰۔ جہنم کی آگ سے ڈرنا : وَالَّذِينَ هُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ(٢٧) اور جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں۔ (سورۂ معارج آیت ۲۷)

۲۱۔ عفت و پاک دامنی: وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ(٢٩) اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ (سورۂ معارج آیت ۲۹)

۲۲۔ ۲۳۔ امانت داری اور وعدے کو پورا کرنا: وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ(٣٢) اور جو لوگوں کی امانات اور اُن سے کئے ہوئے عہدوں کی رعایت کرنے والے ہیں۔ (سورہ معارج آیت ۳۲)

۲۴۔ حق پر مبنی گواہی دینا : وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ(٣٣) اور جو اپنی گواہیوں پر باقی رہنے والے ہیں۔ (سورۂ معارج آیت ۳۳)

۲۵۔ شرائط نماز کا خیال رکھنا: وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ(٣٤) اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ (سورۂ معارج آیت ۳۴) وغیرہ وغیرہ

ان تمام چیزوں کا خیال رکھنے والوں کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے (أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُكْرَمُونَ) "یعنی یہی وہ لوگ ہیں جو بہشت میں اعلیٰ مقامات کو پائیں گے۔ (سورۂ معارج آیت ۳۶)

اور بعض دیگر روایات میں بعض ان اعمال کو خصوصیت کے ساتھ علحدہ کرکے ذکر کیا گیا ہے جو جنت کے دروازوں کو کھولنے کا سبب بنتے ہیں مثلاً: عہد کی وفا کرنا، صلۂ رحم، صبر، خوشنودیٔ خدا کو حاصل کرنا، برائیوں کو نیکیوں کے ذریعے سے دور کرنا۔

ملاحظہ کریں سورہ (رعد آیت ۲۱ سے ۲۳ تک) اور تقویٰ و پرہیزگاری کے بارے میں ملاحظہ کریں (سورہ رمز آیت ۷۳، سورہ ص آیت ۴۹) دوسری طرف سورہ اعراف کی آیت ۴۰، میں ارشاد ہوتا ہے کہ جو بھی آیات الٰہی کے مقابل میں تکبر کرتا ہے اس کے لئے بہشت کے دروازے ہرگز کھولے نہیں جائیں گے۔

روایات میں بہشت حاصل کرنے کے اسباب

۱۔ کلمۂ توحید کو کثرت سے پڑھنا: پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا: '' جو شخص ان کلمات: "لاالٰہَ اِلّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِینُ" کو روزانہ سو مرتبہ پڑھے گا تو اس پر دوزخ کے دروازوں کو بند کرکے بہشت کے دروازوں کو کھول دیا جائے گا۔

۲۔ حقایق ایمان کی تکمیل: پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا: '' جو بھی وضو کو پورا کرکے صحیح سے نماز ادا کرتا ہے زکوٰۃ ادا کرتا ہے غصہ کے وقت اپنی زبان پر کنٹرول کرتا ہے، اپنے گناہوں پر استغفار کرتا ہے، خاندان نبوت کا خیر خواہ ہے تو اس نے اپنے حقایق ایمانی کو محفوظ کر لیا ایسے شخص کے لئے بہشتی دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (بحار ج ۸۲ ص ۲۱۸)

۳۔ واجب اور مستحب نمازوں کو اہمیت دینا: پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں کی نمازیں بہشت کی کنجی ہیں۔'' (بحار ج ۸۲ ص ۲۳۲)

حضرت علی (ع) ارشاد فرماتے ہیں: ''جو شخص تین شب مسلسل نماز شب پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے اس اعلیٰ مقام پر حسرت کرتے ہیں جو خدا نے اس کے لئے نماز شب کے عوض قرار دیا ہے اور قیامت کے دن اس سے کہا جائے گا کہ تم بہشت کے جس دروازے سے بھی جانا چاہتے ہو داخل ہو جاؤ۔ (تفسیر نور الثقلین ج ۴ ص ۲۰۶ ح ۱۳۱)

۴۔ علی و اولاد علی علیہم السلام سے قلبی محبّت رکھنا:

۵۔ ماہ مبارک رمضان اور روزے رکھنا: پیغمبر اکرم (ص) نے ہجرت کے دوسرے سال شعبان کے آخری جمعہ کے خطبہ میں ماہ رمضان کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا: "اِنَّ اَبْوابَ الْجَنانِ فِي هذاالشَّهرِمُفَتَّحَة فَاسْئَلُوارَبَّكُمْ اَنْ لايُغَلِّقَهاعَلَيْكُمْ وَاَبْوابَ النّيرانِ مُغَلَّقَة فَاسْئَلُوا رَبَّكُمْ اَنْ لايُفَتَّحَها عَلَيْكُمْ-" (عیوان الخبار الرضا ج ا ص ۲۹۶)

''یعنی اس ماہ میں بہشت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، خداوند عالم سے دعا کرو کہ وہ دروازے تم پر بند نہ کئے جائیں اور دوزخ کے دروازے اس ماہ میں بند کر دیئے جاتے ہیں لہٰذا دعا کرو کہ وہ دروازے تم پر نہ کھولے جائیں۔''

ایک اور مقام پر آنحضرت (ص) ارشاد فرماتے ہیں: ''جو کوئی ماہ رجب میں سات روزے رکھتا ہے تو خداوند عالم ہر دن کے عوض ایک دوزخ کا دروازہ اس پر بند کر دیتا ہے اس طرح سات دن کے روزوں سے جہنم کے سات دروازے اس پر بند کر دیئے جاتے ہیں اور اگر کوئی آٹھویں دن بھی روزہ رکھ لے تو جنت کے آٹھوں دروازے بھی اس پر کھول دیئے جاتے ہیں۔ (امالی شیخ صدوق ص۳۱۹، بحار الانوار ج۸ ص۱۷۰.)

۶۔جہاد اور حج: حضرت علی (ع) نے ارشاد فرمایا: ''جہاد فی سبیل اللہ کرو کیونکہ "فَاِنّ الْجِهادَ فِي سَبِيلِ اللهِ باب مِنْ اَبْوابِ الْجَنَّةِ-" بیشک جہاد فی سبیل اللہ بہشت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔'' (بحار الانوار ج۱۰۰ص۵۰)

اور دوسری جگہ آپ نے ارشاد فرمایا: "فَاِنَّ الْجِهادَ باب مِنْ اَبْوابِ الْجَنَّةِ ،فَتَحَهُ اللهُ لِخاصَّةِ اَوْلیائِهِ-" یعنی بہشتی دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جس کو خداوند عالم نے اپنے خاص دوستوں کے لئے کھول رکھا ہے۔'' (نہج البلاغہ خ۲۷)

امام جعفر صادق (ع) نے ارشاد فرمایا: حج کے دوران جب حاجی طواف کرتے ہوئے پشت کعبہ پر پہنچتا ہے تو خداوند عالم اس کے لئے بہشت کے آٹھوں دروازے کھول دیتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ جس دروازے سے بھی داخل ہونا چاہو داخل ہو جاؤ،راوی نے پوچھا کیا یہ انعام صرف طواف کرنے کا ہے؟ حضرت نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ طواف سے بھی بہتر عمل کی تمھیں خبر دوں؟اس نے کہا ہاں یا بن رسول اللہ، توآپ نے فرمایا: جو کوئی کسی مؤمن کی

حاجت کو پورا کرتا ہے تو اس کا ثواب دس مرتبہ طواف کرنے سے بھی زیادہ ہے۔(ثواب الاعمال صدوق ص ۴۴)

۷۔چار اہمیت والی چیزیں: پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا: بہشت کے آٹھ دروازے ہیں جو ان میں داخل ہوناچاہتا ہے اسے چاہیئے کہ چار چیزوں کو اپنائے: ا۔سخاوت ،۲خوش اخلاقی، ۳۔صدقہ دینا، ۴۔دوسروں کو اذیت دینے سے بچنا۔(بحار الانوار ج۸ ص ۱۴۴)

۸۔حلال کمائی: پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا:"مَنْ اَکَلَ مِنْ کَدِّیَدِہِ حَلالاًفُتِحَ اَبْوابُ الْجَنَّةِ ،یَدْخُلُ مِنْ اَیِّھآ شاءَ-"(بحار الانوار ج۱۰۳ص۱۰)یعنی جو حلال کی روزی کماتا اور کھاتا ہے اس کے لئے بہشت کے تمام دروازے کھول دیئے جائیں گے جس سے بھی وہ داخل ہونا چاہے۔''

۹۔جمعہ کے دن صلوات کا پڑھنا: امام جعفر صادق (ع) نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن جب تمام اعمال مجسم ہو کر لوگوں کے سامنے آئیں گے تو جمعہ کا دن دلہن کی مانند سجا ہوا خوبصورت نظر آرہا ہوگا اور وہ بہشت کے دروازے پر کھڑا ہو کر جو لوگ جمعہ کے دن کثرت سے صلوات پڑھتے ہوں گے ان کی شفاعت کرے گا اور اس کو بہشت میں داخل کرے گا راوی نے پوچھا: کتنی اور کس وقت صلوات پڑھی جائے تو آپ نے فرمایا: سو بار عصر کے وقت۔''(بحار الانوار ج۸۹ص ۳۵۳)

منافقین پر دوزخ میں بہشت کے دروازوں کا کھلنا اور پھر بند کیا جانا

ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ جب منافقین پل صراط سے گزرتے ہوئے دوزخ میں گر جائیں گے تو دوزخ سے ایک دروازہ بہشت کی طرف کھولا جائے گا منافقین جیسے ہی دوڑتے ہوئے اس تک پہنچیں گے تو ان پر اس دروازے کو بند کر دیا جائے گا اسی طرح ان کے ساتھ ہوتا رہے گا۔

یہی معنی ہے اس آیت کا (اللهُ يَسْتَهْزِءُ بِهِمْ وَيَمُدُّهمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهونَ) ''یعنی خدا ان کا تمسخر کرتا ہے اور ان کو ان کی سرکشی میں آزاد چھوڑ دیتا ہے تاکہ وہ لوگ یوں ہی سرگرداں رہیں۔'' (سورۂ بقرہ آیت ۱۵، بحار الانوار ج ۸ ص ۳۰۱، مناقب ابن شہر آشوب ج ۱ ص ۵۷۴)

بہشتی دروازوں کے کتیبوں کی تحریر

جابر بن عبداللہ انصاری روایت کرتے ہیں: "مَكْتُوب عَلٰى بٰابِ الْجَنَّةِ لاإِلٰهَ إِلّا اللهُ مُحَمَّد رَسولُ اللّٰه عَلِيّ اَخُو رَسولِ اللّٰه -"یعنی بہشت کے دروازے پر یہ لکھا ہوگا کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے محمد اللہ کے رسول ہیں علی رسول اللہ (ص) کے بھائی ہیں۔'' (بحار الانوار ج ۸ ص ۱۳۱، لسان المیزان ابن حجر ج ۴ ص ۸۱، احقاق الحق ج ۴ ص ۹۹)

پیغمبر اکرم (ص) سے روایت ہے کہ آپ (ص) نے ارشاد فرمایا: ''بہشت کے آٹھ دروازوں پر ایک خاص عبارت لکھی ہوگی جو مندرجہ ذیل ہے:

بہشت کے پہلے دروازے کی تحریر یہ ہوگی:"لااِلٰہَ اِلّا اللّٰہ مُحَمَّد رَسولُ اللّٰہ عَلِیّ وَلِیَّ اللّٰہ- 'لِکُلِّ شَیْءٍحِیلَة وَحِیلَةُالْعَیْشِ اَرْبَعَ خِصالٍ:الْقَناعَةُ وَنَبْذُ الْحِقْدِ وَ تَرْکہ الْحَسَدِ وَ مُجالِسَةُ اَھلِ الْخَیْرِ-""یعنی کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے، محمد (ص) اللہ کے رسول ہیں، علی (ع) اللہ کے ولی ہیں ہر چیز کا ایک حل ہوتا ہے صحیح وسالم زندگی کا حل چار چیزوں میں ہے، ا۔ قناعت، ۲۔ کینہ سے دوری، ۳۔ حسد سے دوری، ۴۔ نیک لوگوں کی ہمنشینی۔

بہشت کے دوسرے دروازے پر وحدانیت خدا و رسالت پیغمبر (ص) اور ولایت علی (ع) کے بعد یوں لکھا ہوگا:"لِکُلِّ شَیْءٍحِیلَةوَحِیلَة السُّرورِفِی الْآخِرَةِ اَرْبَعَ خِصالٍ:مَسْحُ رُؤوسِ الْیَتامیٰ ،وَالتَّعَطُّفُ عَلیٰ الْاَرامِلِ،وَالسَّعْیُ فِی حَوائِجِ الْمُسْلِمینَ وَتَفَقُّدُ الْفُقَراءِ وَالْمَساکِینَ"یعنی ہر چیز کا ایک راہ حل ہے اور آخرت کی خوشی کا راہ حل چار چیزوں میں ہے، ا۔ یتیموں کے سروں پر دست شفقت پھیرنا، ۲۔ بیوہ عورتوں کی مدد کرنا، ۳۔ مسلمین کی حوائج کو پورا کرنے کی کوشش کرنا، ۴۔ غریبوں کی مدد کرنا۔''

بہشت کے تیسرے دروازے پر وحدانیت خدا و رسالت پیغمبر (ص) اور ولایت علی (ع) کے بعد یوں لکھا ہوگا:"لِکُلِّ شَیْءٍ حِیلَة وَحِیلَة الصِّحَّةِ فِی الدُّنْیا اَرْبَعَةَ خِصالٍ:قِلَّةُ الْکَلامِ ،وَقِلَّةُ الْمَنامِ ، وَقِلَّہُ الطَّعامِ وَقِلَّةُ الصِّیامِ-"

یعنی ہر چیز کا ایک راہ حل ہے دنیا میں سلامتی وعافیت کا حل چار چیزوں میں ہے، ا۔ کم بولنے میں، ۲۔ کم سونے میں، ۳۔ کم کھانے میں، ۴۔ کم روزہ رکھنے میں۔''

بہشت کے چوتھے دروازے پر پہلی تینوں گواہوں کے بعد یوں لکھا ہوگا: "مَنْ کانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخَرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَهُ ،مَنْ کانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخَرِ فَلْیُکْرِمْ جارَهُ،مَنْ کانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخَرِ فَلْیُکْرِمُ وٰالِدَیْهِ وَمَنْ کانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخَرِ فَلْیَقُلْ خَیْراً أَوْ یَسْکُتُ-"یعنی جو خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ مہمان کا احترام کرے اور جو خدا و روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ ہمسایہ کا خیال رکھے جو خدا و روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ ماں باپ کا احترام کرے جو خدا و روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھی بات کرے یا پھر خاموش رہے۔''

بہشت کے پانچویں دروزاے پر تینوں گواہیوں کے بعد یوں لکھا ہوگا: "مَنْ اَرادَ اَنْ یُشْتَمَ فَلا یَشْتُمُ ،مَنْ اَرادَ اَنْ لایُذَلَّ فَلایَذِلُّ مَنْ اَرادَ اَنْ لایُظْلَمَ فَلایَظْلِمُ،مَنْ اَرادَ اَنْ یَسْتَمْسِکَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقیٰ فِی الدُّنیافَلْیَقُلْ لااِلٰهَ اِلّااللّٰه مُحَمَّدرَسولُ اللّٰه عَلِیّ وَلِیَّ اللّٰه-""یعنی جو یہ چاہتا ہے کہ کوئی اسے بُرا نہ کہے تو وہ دوسروں کو بُرا نہ کہے جو چاہتا ہے کہ ذلیل و رسوا نہ ہو تو اسے چاہئے کہ دوسروں کو ذلیل و رسوا نہ کرے،جو چاہتا ہے کہ اس پر ظلم نہ ہو تو اسے چاہئے کہ وہ دوسروں پر ظلم نہ کرے اور جو چاہتا ہے کہ دنیا میں مضبوط رسّی کو تھام لے اسے چاہئے کہ یہ ذکر پڑھے۔"لااِلٰهَ اِلّا اللّٰه مُحَمَّد رَسولُ اللّٰه عَلِیّ وَلِیَّ اللّٰه-"

بہشت کے چھٹے دروازے پر پہلی تینوں گواہیوں کے بعد یوں لکھا ہوگا: "مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَکُونَ قَبْرُهُ واسِعاً فَسِیحاً فَلْیَبْنِ الْمَساجِدَ ،مَنْ اَرادَ اَنْ لا یَأْکُلُهُ الدَیْد اَنْ تَحْتَ الْاَرْضِ

فَلْيَسْكُنِ الْمَساجِدَ ،مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَكونَ طَرِيًّا مَطَرًا فَلْيَكْسُواالْمَساجِدَ بِالْبَسْطِ ،مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَرٰى مَوْضِعَهُ مِنَ الْجَنَّةِ فَلْيَأنُسِ الْمَساجِدَ؛"

ترجمہ: جو یہ چاہتا ہے کہ اس کی قبر وسیع وکشادہ ہو تو اسے چاہئے کہ مساجد بنوائے، جو یہ چاہتا ہے کہ قبر میں اس کے جسم کو کیڑے نہ کھائیں اسے چاہئے کہ مسجدوں میں رفت وآمد رکھے اور دن رات کا کچھ حصہ مساجد میں گزارے جو یہ چاہتا ہے کہ بہشت میں اس کا بدن صحیح وسالم رہے وہ مساجد میں فرش کا بندوبست کرے اور جو چاہتا ہے کہ قبر میں اپنے مقام کو دیکھے تو اسے چاہئے کہ مساجد سے انس والفت رکھے۔''

بہشت کے ساتویں دروازے پر تینوں گواہیوں کے بعد یوں لکھا ہوگا: "بَياضُ الْقَلْبِ فِي اَرْبَعِ خِصالٍ:عِيادَةُ الْمَرْضىٰ ،وَالتِّباعُ الْجَنائِزِ وَ شَرْيُ الْاَكْفانِ وَ رَدُّ الْقُروضِ-"یعنی نورانیت قلب چار چیزوں میں ہے ،۱۔مریضوں کی عیادت میں، ۲۔تشییع جنازہ میں، ۳۔کفن خرید کر رکھنے میں، ۴۔قرض داروں کے قرض لوٹا دینے میں۔''

بہشت کے آٹھویں دروازے پر پہلی تینوں گواہیوں کے بعد یوں لکھا ہوگا: "مَنْ اَرادَ الدُّخولَ فِي هذه الْاَبْوابِ الثَّمانيَةِ،فَلْيَتَمَسَّک بِاَرْبَعَ خِصالٍ: بِالصَّدَقَةِ ،وَالسِّخى وَحُسْنِ الْخُلْقِ والْكَفُّ عَنْ اَذى عِبادِ اللهِ تَعالىٰ-"یعنی جو یہ چاہتا ہے کہ بہشت کہ تمام دروازے اس کے لئے کھول دیئے جائیں اسے چاہئے کہ چار چیزوں کی عادت رکھے،۱۔صدقہ دینا، ۲۔سخاوت، ۳۔حسن اخلاق، ۴۔بندگان خدا کو اذیت وازار دینے سے دوری اختیار کرنا۔''(احقاق الحق ج۴ ص۱۲۸)

قیامت کا دسواں مرحلہ : دوزخ کے دروازوں اور اس کے طبقات کا ہے

قیامت کے دن سخت ترین مراحل میں سے ایک مرحلہ دوزخی دروازوں اور ان کے درکات کا ہے کیونکہ جہنم جس کے بارے میں قرآن مجید میں یوں ارشاد ہوا: (يَوْمَ نَقُولُ لِجَهنَّمَ هلْ امْتَلَاْتِ وَتَقُولُ هلْ مِنْ مَزِيدٍ) ''یعنی یاد کرواس دن کو جب ہم جہنم سے کہیں گے کیا تم پر ہو چکی ہو؟ تو وہ جواب میں کہے گی میرے اندر مزید گنجائش ہے۔'' (سورۂ ق آیت ۳۰)

قرآن میں دوزخی دروازوں کا ذکر

قرآن مجید کی مندرجہ ذیل چند آیات میں دوزخی دروازوں کا ذکر موجود ہے مثلاً:

ا۔(وَاِنَّ جَهنَّمَ لَمَوْعِدُهمْ اَجْمَعِينَ *لَهاسَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهمْ جُزْءٌ مَقْسُوم)''یعنی اور جہنم تمام پیروان شیطان کی وعدہ گاہ ہے اس جہنم کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے ایک معین گروہ کو معین کیا جا چکا ہے۔'' (سورۂ حجر آ ۴۳۔۴۴)

جب یہ آیات نازل ہوئیں تو پیغمبر اسلام (ص) نے شدید گریہ کیا کسی میں اتنی جرأت نہ ہوئی کہ آپ سے پوچھے کہ آپ کیوں گریہ فرمارہے ہیں کیونکہ جب بھی پیغمبر (ص) فاطمہ (س) کا دیدار کرتے تھے تو خوش ہو جاتے تھے لہٰذا کوئی صحابی در فاطمہ (س) پر گئے تا کہ آپ کو بلا لائیں جیسے ہی گھر کے نزدیک ہوئے بی بی کے چکی چلانے کی آواز کے ساتھ ساتھ اس آیت کے پڑھنے کی آواز سنائی دی، (وَمَا عِنْدَ اللهِ خَيْر وَبْقَى) (سورۂ قصص آیت ٦٠)

''یعنی جو کچھ خدا کے پاس ہے وہی سب سے زیادہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔ فاطمہ کو پیغام ملا فوراً چادر اوڑھ کر بابا کے پاس آئیں اور گریہ کا سبب پوچھا تو آنحضرت (ص) نے اس آیت کے نازل ہونے کی خبر سنائی تو بی بی بھی یہ کہتی ہوئی گرپڑیں "اَلْوَیْلُ ثُمَّ الْوَیْلُ لِمَنْ دَخَلَ النَّارَ" افسوس ہے افسوس ہے اس پر جو دوزخ میں جائے۔''

دیگر اصحاب پر بھی یہ الفاظ سن کر گریہ طاری ہو گیا، حضرت علی (ع) گریہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "وابُعْدَ سَفْراهُ واقِلَّة زادهُ فِی سَفَرِ الْقِیامَةِ..." یعنی ہائے سفر کتنا طولانی ہے اور توشۂ سفر کتنا کم ہے۔'' (بحار الانوار ج ۴۳ ص ۸۷، ج ۸ ص ۳۰۳)

۲۔ (فَادْخُلُوا اَبْوَابَ جَهنَّمَ خَالِدِینَ فِیها فَلَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَکَبِّرِینَ) (سورۂ نحل آیت ۲۹) ''یعنی پس داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں سے جس میں تمہیں ہمیشہ رہنا ہوگا متکبّرین کے لئے کتنا بُرا ٹھکانا ہے۔''

۳۔ (وَسِیقَ الَّذِینَ کَفَرُوا اِلَی جَهنَّمَ زُمَرًا حَتَّی اِذَا جَاؤها فُتِحَتْ اَبْوَابُها) (سورۂ زمر آیت ۷۱) 'یعنی جو لوگ کافر ہو گئے ہیں وہ گروہ گروہ کرکے دوزخ میں ڈالے جائیں گے جب دوزخ میں پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے ان پر بند کر دیئے جائیں گے۔''

۴۔(اِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنْ النَّارِوَلَنْ تَجِدَلَهمْ نَصِيرًا)(سورۂ نساء آیت ۱۴۵) یعنی منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں قرار دیئے جائیں گے تم ان کے لئے کسی کو مددگار نہیں پاؤگے۔

دوزخی دروازے اور اس کے طبقات روایات کی روشنی میں

حضرت علی (ع) اس آیت (لَها سَبْعَةُ اَبْوابٍ...) کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں:"اِنَّ جَهنَّمَ لَهاسَبْعَةُ اَبْوابٍ اَطْباقٍ بَعْضُهافَوْقَ بَعْضٍ،وَوَضَعَ اِحْدیٰ يَدیْهِ عَلَى الْاُخْرىٰ فَقالَ هكذا۔ "یعنی دوزخ کے سات دروازے ہیں سات طبقات کی صورت میں پھر آپ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھتے ہوئے بتایا کہ اس طرح سے۔(تفسیر مجمع البیان ج۵۔۶ ص۳۳۸)

دوسری جگہ آپ نے ارشاد فرمایا: ''خدا نے جہنم کو سات اوپر تلے طبقات میں قرار دیا ہے سب سے نچلے طبقہ کا نام ''جہنم'' ہے اس سے اوپر کے طبقہ کا نام ''لظّیٰ'' ہے اس سے اوپر کے طبقہ کے نام ''حُطَمَۃ'' ہے اس سے اوپر کے طبقہ کا نام ''سَقَر'' ہے اس سے اوپر کے طبقہ کا نام ''سَعِیر'' ہے اور اس سے اوپر کے طبقہ کا نام ''ھَاوِیہ'' ہے۔(تفسیر نور الثقلین ج۴ ص۵۰۶)

قرآن نے منافقین کے بارے میں ارشاد فرمایا:(اِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنْ النَّارِ...)(سورۂ نساء آیت ۱۴۵)

''یعنی بیشک منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں قرار دیئے جائیں گے۔''

بعض اہل علم افراد کے بارے میں امام جعفر صادق (ع) نے یوں ارشاد فرمایا:"اِنَّ مِنَ الْعُلَماءِ مَنْ یُحِبُّ اَنْ یَخْزُنَ عِلْمَہُ وَلایُؤخَذُ عَنْہُ فَذاکَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النّارِ-"

یعنی بعض علماء جو اپنے علم کو دوسروں تک نہیں پہنچاتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ کوئی ان سے فائدہ اُٹھائے وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں قرار دیئے جائیں گے۔''(بحارالانوار ج٨ ص٣١٠ ح٨٦)

نکتہ: لفظ ''جَحِیم ''قرآن میں ٢٥ بار،'' لَظیٰ''ایک بار،''سَقَرُ''چار بار،''حُطَمَہ'' دو بار، ''ھَاوِیَہ''ایک بار،''سَعِیر''آٹھ بار،''جَھَنَّمُ''٧٧ بار استعمال ہوئے ہیں۔

دوزخی دروازوں کے کتیبوں کی تحریر

پیغمبر اسلام (ص) نے اپنے سفر معراج کی تفصیل بتاتے ہوئے ذکر فرمایا:

دوزخ کے پہلے دروازے پر لکھا تھا:"مَنْ رَجَی اللّٰہَ سَعَدَ وَمَنْ خَافَ اللّٰہَ اَمِنَ وَالْھلاکُ الْمَغْرُورُ مَنْ رَجیٰ غَیْرَ اللّٰہِ وَخافَ سِواہُ-"یعنی جو خدا سے اُمّید رکھتا ہے وہ سعادتمند ہوتا ہے جو خدا سے ڈرتا ہے وہ عذاب سے امن میں رہتا ہے جو غیر خدا سے لو لگاتا ہے اور غرور کرتا ہے وہ ہلاک ہوتا ہے۔''

دوزخ کے دوسرے دروازے پر لکھا تھا:"مَنْ اَرادَ اَنْ یَکونَ عُرْیاناًفِی الْقِیامَۃِ فَلْیَکْسُ الْجُلُودَالْعاریَ فِی الدُّنیا،وَمَنْ اَرادَ اَنْ لایَکونَ عَطْشاناً فِی الْقِیامَۃِ فَلْیَسْقِی الْعِطاشَ

فِی الدُّنیا،وَمَنْ اَرادَ اَنْ لایَکونَ جائِعاً فَلْیُطْعِمِ الْبُطونَ الْجائعَ فِی الدُّنیا-"یعنی جو قیامت کے دن عریاں نہیں اٹھنا چاہتا اسے چاہئے کہ دنیاکے برہنہ ضرور تمندوں کو لباس پہنائے،جو یہ چاہتا ہے کہ قیامت کے دن پیاسا نہ رہے دنیا میں پیاسوں کو پانی پلائے جو یہ چاہتا ہے کہ قیامت کے دن بھوکا نہ رہے دنیا میں بھوکوں کو کھانا کھلائے۔''

دوزخ کے تیسرے دروازے پر لکھا تھا:"لَعَنَ اللّٰهُ الْکاذِبینَ ،لَعَنَ اللّٰهُ الْباخِلینَ ،لَعَنَ اللّٰهُ الظّالِمِینَ -"یعنی خدا جھوٹوں پر لعنت کرے،خدا بخیل لوگوں پر لعنت کرے،خدا ظالم لوگوں پر ،لعنت کرے۔''

دوزخ کے چوتھے دروازے پر لکھا تھا:"اَذَلَّ اللّٰهُ مَنْ اَهانَ الْاِسلامَ، اَذَلَّ اللّٰهُ مَنْ اَهانَ اَهلَ الْبَیْتِ ،اَذَلَّ اللّٰهُ مَنْ اَعانَ الظّالمینَ عَلَی ظُلمِ الْمَخْلوقینَ -"''یعنی خدا ذلیل کرے اس کو جو اسلام کی توہین کرتا ہے خدا ذلیل کرے اسے جو اہل بیت پیغمبر کی توہین کرے،خدا ذلیل کرے اسے جو لوگوں پر ظلم کرنے میں ظالموں کی مدد کرتا ہے۔''

دوزخ کے پانچویں دروازے پر لکھا تھا:"لاتَتَّبِعِ الْهوىٰ فَاِنَّ الهوٰی یُجانِبُ الْاِیمانَ وَلا تَکْثِرْ مَنْطِقَکَ فِی مٰالایُعْنِیکَ،فَتَسْقُطَ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ وَلاتَکُنْ عَوْناً لِلظّالمینَ-"

''یعنی اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو جس کا نتیجہ ایمان سے دوری ہے،زیادہ فضول وبے مقصد کلام نہ کرو جس کا نتیجہ خدا کی رحمت سے دوری ہے اور ظالم کی مدد نہ کرو۔''

دوزخ کے چھٹے دروازے پر لکھا ہوگا:"اَنَا حَرام عَلَی الْمُتَهجّدینَ ،اَنَا حَرام عَلَی الْمُتَصَدّقینَ ،اَنَا حَرام عَلَی الصّائِمینَ-"یعنی میں شب زندہ دار عابدوں پر حرام ہوں ، میں صدقہ دینے والوں پر حرام ہوں، میں روزہ داروں پر حرام ہوں۔''

دوزخ کے ساتویں دروازے پر لکھا ہوگا:"حٰاسِبُوااَنْفُسَکُمْ قَبْلَ اَنْ تُحاسَبُوا،وَ وَبّخُوا اَنْفُسَکُمْ قَبْلَ اَنْ تُوَبّخُواوَادْعُوا اللّهَ عَزّوَجَلّ قَبْلَ اَنْ تُرَدّوا عَلَیْهِ وَلاتَقْدِرواعَلی ذالک "یعنی قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اپنا محاسبہ خود کرلو، قبل اس کے کہ تمہاری ملامت ہو خود اپنے اوپر ملامت کرلو، قبل اس کے کہ تم میں دعا کی قدرت نہ رہے دعا کرلو،اور بارگاہ پروردگار میں راز و نیاز کرلو۔'' (احقاق الحق ج۴ ص۱۲۹)

بہشت کی تعریف بلال کی زبانی

بلال روایت کرتے ہیں کہ میں پیغمبر اکرم (ص) کی زبان سے بہشت کی تعریف ایک مقام پر یوں سنی ہے:"اِنَّ سُوَرَ الْجَنَّةِ لَبِنَة مِنْ ذَهبٍ وَلَبِنَة مِنْ فِضَّةٍ،وَلَبِنَة مِنْ یاقُوتٍ،وَ ملاطُها الْمِسْک الْاَذفَرُ،وَ شَرَفُها الْیاقوتُ الْاَحْمَرُ وَالْاَخْضَرُ وَالْاَصْفَرُ؛"''یعنی جنت کی دیوار اس طرح سے بنائی گئی ہے کہ اس میں ایک اینٹ سونے کی ایک اینٹ چاندی کی اور ایک اینٹ یا قوت کی جس دیوار کا مصالحہ صاف وشفاف مشک ہے اور دوسرا مصالحہ سرخ وزرد یاقوت کے کنکر ہیں۔

دوسرے مقام پر یوں سنا: "اَمَّا بابُ الصَّبْرِ ،فَباب صَغير مِصْراع واحِدمِنْ ياقُوتَةٍ حَمْراءٍ لا حَلَقَ لَہُ،وَاَمّابابُ الشُّكْرِ فَاِنَّہُ مِنْ ياقوتَةٍ بَيْضاءٍ ،لَها مِصْراعانِ، مَسِيرَةُ مٰابَيْنَهما خَمْسَمَأةَ عامٍ ،لَہُ ضَجِيج وَحَنِين يَقُولُ اللّهمَّ جِئْنى بِاَهلى؛-یعنی صبر واستقامت والا دروازہ چھوٹا ہے جو کہ سرخ یاقوت سے بنا ہوا ہے جس کی چوکھٹ نہیں ہے (یعنی تنگ بنا ہوا ہے) اور شکر کا دروازہ سفید یاقوت سے بنا ہوا ہے اور دوپٹ کا دروازہ ہے ان دونوں پٹوں کا فاصلہ پانچ لاکھ سال کے فاصلے کے برابر ہے اس دروازے میں عجیب و غریب قسم کی نالۂ وفریاد کی آوازیں ہو رہی ہوں گی۔''

تیسرے مقام پر یوں سنا:"اَمَّاالْبابُ الْاَعْظَمِ فَيَدْخُلُ مِنْہُ الْعِبادُ الصّالِحُونَ وَهمْ اَهلُ الزُّهدِوَالْوَرَعِ،وَالرّاغِبُونَ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ الْمُسْتَأْنِسُونَ بِہِ؛''یعنی بہشت کا سب سے بڑا دروازہ خدا کے نیک بندوں کے لئے ہوگا جس سے اس کے صالح بندے داخل ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو زاہد و پرہیز گار بندے ہیں اور خدا کی طرف رغبت رکھنے والے اور اس سے محبت کرنے والے ہیں۔'' (من لایحضرہ الفقیہ ج۱ص ۱۹۲،امالی شیخ صدوق ج۲)

بہشت کی تعریف پیغمبر اسلام (ص) کی زبانی

عبد اللہ بن سلام جو کہ یہودیوں کا بہت بڑا عالم دین تھا اور اسلام لانے سے پہلے اس کا نام ''اسماویل'' تھا،جب پیغمبر اکرم (ص) مدینہ میں تھے ایک مرتبہ حضرت علی کو بلا کر خیبر کے یہودیوں کو اسلام کی طرف دعوت دینے کے لئے خط لکھنے کو کہا حضرت علی نے پیغمبر (ص) کے

فرمان کے مطابق خیبر کے یہودیوں کے نام خط لکھا اور ان کو بھجوا دیا جب وہ خط خیبر کے یہودیوں کے پاس پہنچا تو وہ خط لے کر اپنے عالم (اسماویل) کے پاس پہنچے اور کہنے لگے آپ بتائیں ہمیں کیا کرنا چاہیئے (اسماویل) نے پوچھا تم لوگوں کی کیا رائے ہے انھوں نے کہا کہ ہماری تعداد اس وقت ان سے زیادہ ہے لہٰذا ہمیں ان کو مقابلے کی دعوت دینی چاہیئے تو (اسماویل) جس کے دل میں پہلے ہی اسلام کی حقانیت واضح ہو چکی تھی کہنے لگا، لگتا ہے تم لوگوں نے دنیا کو آخرت پر اور عذاب کو مغفرت پر ترجیح دی ہے میرا مشورہ یہ ہے کہ پیغمبر اسلام (ص) کے پاس چلتے ہیں اور جو مرضی آئے ان سے سوالات کرتے ہیں اگر انھوں نے صحیح جوابات دیئے تو دین اسلام کو قبول کر لیں گے اور اگر وہ جواب نہ دے سکے تو اپنی راہ لیں گے یہ سب لوگ جمع ہو کر پیغمبر (ص) کی خدمت میں آئے اور بہت سے سوال کئے تو (اسماویل) نے فوراً اسلام قبول کر لیا اس طرح اسلام کی حقّانیت ثابت ہوئی اور یہودیوں کو شکست ہوئی تمام اصحاب نے اس کا نام عبد رکھا۔ (بحار الانوار ج ۶۰ ص ۲۴۱)

عبد اللہ بن سلام نے پیغمبر اسلام (ص) سے جو سوال بہشت کے بارے میں کئے تھے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

عبد اللہ بن سلام: یہ کیسے ممکن ہے کہ بہشتی لوگ کھائیں بھی پئیں بھی مگر رفع حاجت نہ کریں؟

پیغمبر (ص) بہشتی لوگوں کی مثال شکم مادر میں رہنے والے بچے کی سی ہے جو کھاتا پیتا بھی ہے مگر رفع حاجت کی اسے ضرورت نہیں۔

عبداللہ بن سلام : بہشت کی نہروں کے بارے میں مجھے خبر دیجئے ؟

پیغمبر (ص) : بہشت میں چار نہریں ہیں ایک دودھ کی دوسری شراب کی تیسری شہد کی اور چوتھی صاف وشفاف پانی کی۔

عبداللہ بن سلام : کیا وہ نہریں جاری ہیں اور کیا ان کی دنیا میں کوئی مثال موجود ہے ؟

پیغمبر (ص) : ہاں وہ نہریں جاری ہیں بہشتی درختوں کے سائے میں اس کی مثال دنیا میں دریاؤں کی ہے جن پر بارش بھی برستی ہے، ان سے نہریں بھی جاری ہوتی ہیں مگر نہ ان میں نہروں کے جاری ہونے سے کمی اور نہ بارش ہونے سے زیادتی ہوتی ہے۔

عبداللہ بن سلام : کیا بہشت میں درخت ہے اور اسکی دنیا میں کیا مثال ہے ؟

پیغمبر (ص) : بہشت میں درخت '' طوبیٰ '' جس کی میوے بھری شاخیں بہشت کے ہر حجرہ میں لٹک رہی ہوں گی اور اس کی دنیا میں مثال سورج کی سی ہے جو زمین کے ہر مکان پر نور افشانی کرتا ہے۔

عبداللہ بن سلام : مجھے بتائیں کہ بہشت اور دوزخ کہاں ہیں ؟

پیغمبر (ص) : بہشت ساتویں آسمان پر اور دوزخ زمین کے سب سے نچلے طبقے میں۔

عبداللہ بن سلام : ان دونوں کے کتنے کتنے دروازے ہیں ؟

پیغمبر (ص) : بہشت کے آٹھ اور دوزخ کے سات دروازے ہیں۔

عبداللہ بن سلام : ان دونوں کے درمیان کتنا فاصلہ ہے ؟

پیغمبر (ص) : ایک ہزار سال کی راہ کے فاصلے کے برابر۔

عبداللہ بن سلام : مجھے بتائیں کہ بہشت میں کیسی صورت اور کس عمر میں داخل ہوں گے ؟

پیغمبر (ص) : بہشت میں مرد و عورتیں نورانی صورتوں کے ساتھ تیس سالہ جوان کی شکل میں داخل ہوں گے ان کے چہرے حضرت یوسف کے چہرے کی مانند خوبصورت اور ان کے قدو قامت حضرت آدم کی مانند اور ان کا اخلاق پیغمبر اسلام (ص) کے اخلاق کے مطابق ہوگا۔

عبداللہ بن سلام : ذرا حورالعین کے بارے میں مجھے بتائیں ؟

پیغمبر (ص) : حورالعین سفید رنگ کی خواتین جن کے قد بلند ہوں گے بڑی بڑی آنکھیں ہوں گی ان کا وجود اس صدف کی مانند چمک رہا ہوگا جس کو پہلے کسی نے بھی چھوا نہیں ہوگا۔ (بحارالانوار ج۶۰ص۲۵۵)

کچھ لوگ بہشت کی خوشبو سے بھی محروم رہیں گے

پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جبرئیل (ع) نے خبر دی "اِنَّ رِیحَ الْجَنَّةِ تُوجَدُ مِنْ مَسِیرَةِ اَلْفَ عام،یَجِدُھاعاق وَلاقاطِعُ رَحِمٍ،وَلاشَیْخ زَانٍ،وَلاجَارٌّاِزارِہِ خُیَلاء،وَلا فَتّان،

وَلامَنّان ،وَلاجَعْظَرِیّ؛"ترجمہ: بہشت کی خوشبو ہزار سال کے فاصلے تک بھی محسوس ہوگی سوائے سات افراد کے ،۱۔جو والدین کا عاق شدہ ہو،۲۔ قطع رحمی کرنے والا،۳۔زناکار بوڑھا،۴۔جو فاخرہ لباس پہن کر دوسروں پر فخر کرتا ہے،۵۔ فتنہ پھیلانے والا،۶۔ منت جتا کر کام کرنے والا،۷۔دنیاسے کبھی بھی سیر نہ ہونے والا۔''

اسی لئے وضو کے وقت دعاؤں میں جو دعا ناک میں پانی ڈالتے وقت مستحب ہے وہ یہ ہے "اللّهمَّ لا تُحَرِّمْ عَلَیَّ رَیحَ الْجَنَّةِ وَاجعَلْنِی مِمَّنْ یَشُمُّ رِیحَها وَ رَوْحَها وَ طِیْبَها۔"

''یعنی اے اللہ مجھ پر بہشت کی خوشبو کو حرام نہ کرنا،اور مجھے ان میں سے قرار دیناجو بہشت کی خوشبواور شادابی اور پاکیزگی کو سونگھ سکتے ہوں۔'' (بحارالانوار ج۸۰ص۳۱۹)

پیغمبراسلام (ص) سے عبداللہ بن سلام کادوزخ کے بارے میں سوال کرنا

پہلے پیغمبر اسلام (ص)اور عبداللہ بن سلام کے درمیان بہشت کے بارے میں سوال وجواب کا ذکرہوااب یہاں پران سوال وجواب کاتذکرہ ہے جو دوزخ کے بارے میں کئے گئے۔

عبداللہ بن سلام: دوزخ کی آگ کیسی ہے ذرا میرے لئے بیان کیجئے؟

پیغمبر اسلام (ص): دوزخ کی آگ ایسی ہے جس کو ہزار سال تک اس طرح سے روشن کیا گیا کہ وہ سرخ ہو گئی اس کے بعد ہزار سال مزید اس طرح سے دھکایا گیاکہ وہ سفید ہو گئی پھر ہزار سال مزیداسے اس طرح سے دھکایا گیاکہ وہ سیاہ ہو گئی لہٰذاوہ سیاہ آگ جب غضب پروردگار سے ملی تو

کبھی بھی ختم نہیں ہونے والی ہے ،اگر اس آگ سے ذراسی بھی دنیا پر آپڑے تو مشرق سے مغرب تک تمام چیزوں کو خاکستر کر دے گی اور دوزخ کے سات طبقات ہیں پہلا طبقہ منافقوں کے لئے ہے ،دوسرا طبقہ مجوسیوں کے لئے، تیسرا طبقہ نصاریٰ کے لئے ،چوتھا طبقہ یہودیوں کے لئے ،پانچواں طبقہ سقر ہے ،چھٹا طبقہ سعیر ہے اور ساتواں طبقہ گناہان کبیرہ کرنے والوں کا طبقہ ہے۔

عبداللہ بن سلام : بہشت اور دوزخ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے :

پیغمبر اسلام (ص) : دنیا کے تیس ہزار سال کی مسافت کے برابر۔ (بحار الانوار ج۶۰ ص۲۵۷)

جہنم کے دو گہرے گڑھے

جہنم میں سقر اور سجّین نام کے دو گہرے گڑھے ہیں : لفظ''سقر''قران مجید میں چار مرتبہ استعمال ہوا ہے ۔(سورۂ مدثر کی آیت ۴۲،۲۷،۲۶)اور لفظ'' سجّین ''قرآن مجید میں دوبار استعمال ہوا ہے۔(سورۂ صافات آیت ۶۲، سورۂ دخان آیت ۴۳، سورۂ واقعہ آیت ۵۳)

جہنم میں درخت زقّوم

قرآن مجید میں تین بار زقّوم کا ذکر آیا ہے (سورۂ مطففین آیت ۸،۷. میں)

جو کہ جہنمی لوگوں کی غذا ہو گی اور زقّوم کڑوی بدبودار، نفرت آمیز ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا: (لَيْسَ لَهمْ طَعام اِلّامِنْ ضَرِيعٍ) (سورۂ غاشیہ آیت ٦۔۷)

''یعنی جہنمی لوگوں کی غذا سوائے ضریع (یعنی خشک، کڑوی، بدبودار چیز) کے کچھ نہیں ہو گی۔

پیغمبر اکرم (ص) سے روایت ہے: "وَلَوْ اَنَّ قَطْرَةً مِنَ الزّقُّومِ وَ الضَّريعِ قَطَرَتْ فِي شَرابِ اَهلِ الدُّنيا ماتَ اَهلُ الدُّنيا مِنْ نَتْنِها" (تفسیر نورالثقلین ج۵ص۲۲۲) یعنی اگر زقوم اور ضریع کا ایک قطرہ بھی دنیا کے پانی میں گر جائے تو دنیا والے اس کی بو سے ہلاک ہو جائیں گے۔''

جہنم کے مقام سقر میں جانے والوں سے سوال اور ان کا جواب

جیسا کہ قرآن کی متعدد آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ اللہ کی نشانیوں کو جھٹلاتے اور تکبر کرتے ہیں ان کا بہشت میں داخلہ ممنوع ہوگا اور پھر جہنم کے مقام سقر میں جانے والوں کے بارے میں قرآن یوں ارشاد فرماتا ہے: كُلُّ نَفْسٍ بِمَاكَسَبَتْ رَہِينَة * اِلاَّ اَصْحَابَ الْيَمِينِ *فِي جَنَّاتٍ يَتَسَائَلُونَ*عَنْ الْمُجْرِمِينَ *مَاسَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ*قَالُوالَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ*وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ*وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ *وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ*حَتَّى اَتَانَا الْيَقِينُ*فَمَاتَنْفَعُهمْ شَفَاعَةُالشَّافِعِينَ)(سورۂ مدثر آیت ۳۸ سے

۴۸تک)''یعنی ہر شخص اپنے اعمال کے گروی ہے سوائے دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال پانے والوں کے جو بہشت کے باغات میں ہوں گے اور مجرمین سے پوچھیں گے کہ کیا چیز تمہارے دوزخ میں جانے کا سبب بنی، وہ کہیں گے چار باتیں، ۱۔ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے، ۲۔ غریبوں کی مدد نہیں کرتے تھے، ۳۔ ہمیشہ اہل باطل کے ساتھ رہا کرتے تھے، ۴۔ ہمیشہ قیامت کو جھٹلایا کرتے تھے یہاں تک کہ ہمیں موت نے آلیا، ایسے وقت میں شفاعت کرنے والوں کی شفاعت بھی ان کے کسی کام نہیں آئے گی۔''